مضامینِ ابوالکلام آزاد
ہندوستانی پبلشنگ ہاؤس دہلی
Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مضامینِ ابو الکلام آزاد

جلد اوّل

لَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ

اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مضامینِ ابوالکلام آزاد

مُرتّبہ

سیّد سفارش حسین

ہندستانی پبلشنگ ہاؤس، دہلی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مطبوعہ جیّد برقی پریس دہلی۔
مئی سنہ ۱۹۴۴ء

بار اوّل
قیمت للعہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
۱۔ مقدمہ	۷
۲۔ دعوت عمل	۱۱
۱۔ یاقومنا اجیبوا داعی اللہ (۱)	۱۳
۲۔ " " " (۲)	۱۶
۳۔ ان الحکم الا للہ	۳۲
۴۔ مسلمانوں کے فرائض کا سب سے ضروری جزء	۵۱
۵۔ الامر بالمعروف و نہی عن المنکر	۱۰۶
۶۔ ہذا بصائر للناس	۱۵۴
۷۔ افسانہ ہجر و وصال	۱۶۹
۸۔ مشہد اکبر	۱۹۱

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

صفحہ	مضمون

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مقدمہ

پچھلی دو تین صدیوں میں ہندوستان میں اسلامی تہذیب و تمدن
غیر محسوس طریقے پر روبانحطاط تھا۔ ۱۸۵۷ء کے انقلاب نے اس پکے ہوئے
ناسور میں گویا نشتر لگا دیا۔ پھر موجودہ صدی کا ابتدائی زمانہ تو ایسے
گوناگوں مصائب و آلام کا حامل تھا جس نے ہندستانی مسلمان کے رہے سہے ہوش
بھی اڑا دیے۔ اس کی امیدوں کے تار مکڑی کے جانے کی طرح تھے کہ بادِ مخالف
کے ہلکے سے جھونکے کی تاب بھی نہ لا سکے اور کچھ اس طرح منتشر ہوئے کہ یہ مبہوت
ہو کر رہ گیا۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مقدمہ

پچھلی دو تین صدیوں میں ہندوستان میں اسلامی تہذیب و تمدن غیر محسوس طریقے پر رو بانحطاط تھا۔ ۱۸۵۷ء کے انقلاب نے اس پکے ہوئے ناسور میں گویا نشتر لگا دیا۔ پھر موجودہ صدی کا ابتدائی زمانہ تو ایسے گوناگوں مصائب و آلام کا حال تھا جس نے ہندستانی مسلمان کے رہے سہے ہوش بھی اڑا دیے۔ اس کی امیدوں کے تار مکڑی کے جالے کی طرح تھے کہ بادِ مخالف کے ہلکے سے جھونکے کی تاب بھی نہ لا سکے اور کچھ اس طرح منتشر ہوئے کہ یہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تقسیم بنگالہ کی تنسیخ، ۱۹۰۹ء کی منٹو مارلے اصلاحات اور عالم اسلامی کے حادثات، یہ تھیں وہ سب آفتیں جنھوں نے مسلمانوں پر ایک بدحواسی کا عالم طاری کر دیا تھا۔ اس دور میں مسلمانوں کی متاع عزیز مسئلہ تعلیم تھا۔ مسلمانوں نے سب کچھ کھو کر اسے پایا تھا اس لئے یہ انھیں جان سے زیادہ عزیز اور ایمان سے زیادہ محبوب تھا۔ مسلم یونیورسٹی کے خواب کا شرمندۂ تعبیر نہ ہونا، مجروح جسم پر آخری چرکا تھا۔ جس یونیورسٹی کے لئے لیڈروں کی گاڑیاں کھینچی گئیں عورتوں کے زیورات نیلام کئے گئے، غریب مسلمانوں کی گاڑھی کمائی شملہ کی سرد چوٹیوں کے گرمانے میں صرف کی گئی، مگر ان سب کا جواب کیا ملا؟

دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر

ہر چیز کی انتہا ہر عمل کا ردِ عمل، یہ ایک ایسا قانون ہے جو دنیا کی ہر چیز اور حیات انسانی کے ہر شعبے میں جاری ہے۔ مسلم عوام اب تک بے زبان بھیڑوں کی طرح، جدھر چاہا ہانکے جاتے تھے۔ زبان کھولنے اور دم مارنے کی اجازت کہاں۔ جس کی جیب چاندی کے سکوں سے پُر ہو اس کا سکہ چلتا تھا۔ اگر کسی گوشہ اور ملک کے کسی کونے سے ایک آدھ آواز بلند بھی ہوئی تو اس کو مروجہ اصطلاحات سے تعبیر کر کے دبا دیا جاتا۔ لیکن اب وقت آگیا تھا، دل پک چکے تھے، زخم رسنے لگے تھے، صرف ذرا چھیڑنے کی دیر تھی کہ ۱۲ء میں ایک آواز بلند ہوئی۔ یہ آواز ایک دُکھے ہوئے دل، ایک سوختہ جگر کی آواز تھی، جس کی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بہت سی راتیں آہ و زاری اور اشک باری میں گذرا کرتی تھیں۔ اس لئے نہیں کہ اس کے پاس دولت نہ تھی، یا وہ عزت و جاہ کا بھوکا تھا۔ اس لئے بھی نہیں کہ عمال حکومت اور ناخدایانِ مملکت کے مربیانہ اشارہائے چشم و ابرو سے وہ محروم تھا، نہیں بلکہ اس لئے کہ اُس نے ان سب سے منہ موڑ کر ایسی سب چیزوں سے رشتہ توڑ کر، اپنے دل میں صرف ایک چیز کو جگہ دی تھی اور وہ متاعِ گراں بہا تھی، اس کی قوم اور اس کا ملک۔

مگر اس قوم کا حال کیا تھا۔ امیروں کا منتہائے نظر دولت تھی۔ عوام جاہ و مال کا نام تک بھول چکے تھے۔ دین کا صرف نام رہ گیا تھا۔ غرض جی رہے تھے مگر زندگی سے محروم۔

جن لوگوں پر ان حالات کو بدلنے کی ذمہ داری تھی وہ بے پیے بدمست ہو رہے تھے۔ اُن کے نشۂ غفلت کو دور کرنے کے واسطے طرح طرح کی ترشیاں پے در پے مل رہی تھیں، مگر ان کا خمار تھا کہ اترتا ہی نہ تھا۔

اس مطلعِ غبار آلود پر اقبال، ہلالِ عید بن کر چمکا۔ اس نے اس مردہ قوم میں ایک روح پھونک دی۔ اس کی آواز کیا تھی گویا صورِ اسرافیل تھا کہ ہر شخص نئی زندگی لے کر اٹھتا نظر آتا تھا۔ حق و صداقت نے اس میں قوت پیدا کی سچائی اور راست گوئی نے اس کو مستحکم کیا، اس کا پڑھنے والا اپنی حالت پر غور کرتا اور محسوس کرتا تھا کہ "گویا یہ بھی میرے دل میں ہے"۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

الہلال کا انداز بالکل نرالا تھا اور اس کا اندازِ تخاطب سب سے انوکھا
دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی بات کو دل کی گہرائیوں ہی میں پہنچ کر قرار آتا تھا۔
اس کے صفحات تلخ حقیقتوں سے لبریز تھے اور اس کی ایک ایک سطر نشتر کا
حکم رکھتی تھی، پھر بھی پڑھنے والا ایسا محسوس کرتا گویا وہ بھی یہی کہنا چاہتا تھا
اس کا طرزِ تنقید، اس کا طریقۂ اعتراض، اور اس کی حق گوئی، جذبۂ مخالفت
کو ابھارنے کے بجائے لوگوں کے دلوں کو گرمیٔ عمل سے برماتی تھی۔ یہی وجہ ہے
کہ الہلال نے جتنی کم مدت میں لوگوں کے ذہن، معتقدات اور رجحانات
میں بنیادی تبدیلی پیدا کردی اس کی دوسری مثال ممکن نہیں۔ الہلال کے
بعد البلاغ نے اس کی جگہ لی لیکن کم مایہ قوم کی کم نصیبی کہ جلد ہی وہ ان
جواہر ریزوں سے محروم ہوگئی اور معلوم نہیں کب تک محروم رہے گی۔

پیشِ نظر مجموعہ اسی آواز کی صدائے بازگشت ہے۔ خدا کرے
کہ یہ آواز ایک بار پھر مسلمانوں کے دل کو گرما دے، ان کی روح کو تڑپا دے
اور ان کا شمار پھر زندہ قوموں میں ہونے لگے۔

ناسپاسی ہوگی اگر بدرالحسن صاحب بی۔اے۔ جامعہ کا تذکرہ نہ
کیا جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس مجموعہ کی ابتدا اور انتہا دونوں کا سہرا
انھی کے سر ہے۔

سید سفارش حسین

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دعوتِ عمل

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

الہلال کا انداز بالکل نرالا تھا اور اس کا اندازِ تخاطب سب سے انوکھا دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی بات کو دل کی گہرائیوں ہی میں پہنچ کر قرار آتا تھا۔ اس کے صفحات تلخ حقیقتوں سے لبریز تھے اور اس کی ایک ایک سطر نشتر کا حکم رکھتی تھی، پھر بھی پڑھنے والا ایسا محسوس کرتا گویا وہ بھی یہی کہنا چاہتا تھا اس کا طرز تنقید، اس کا طریقۂ اعتراض، اور اس کی حق گوئی، جذبۂ مخالفت کو ابھارنے کے بجائے لوگوں کے دلوں کو گرمیٔ عمل سے برماتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ الہلال نے جتنی کم مدت میں لوگوں کے ذہن، معتقدات اور رجحانات میں بنیادی تبدیلی پیدا کردی اس کی دوسری مثال ممکن نہیں۔ الہلال کے بعد البلاغ نے اس کی جگہ لی لیکن کم مایہ قوم کی کم نصیبی کہ جلد ہی وہ ان جواہر ریزوں سے محروم ہوگئی اور معلوم نہیں کب تک محروم رہے گی۔

پیش نظر مجموعہ اسی آواز کی صدائے بازگشت ہے۔ خدا کرے کہ یہ آواز ایک بار پھر مسلمانوں کے دل کو گرما دے، ان کی روح کو تڑپا دے اور ان کا شمار پھر زندہ قوموں میں ہونے لگے۔

ناسپاسی ہوگی اگر بدر الحسن صاحب بی۔اے۔ جامعہ کا تذکرہ نہ کیا جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس مجموعہ کی ابتدا اور انتہا دونوں کا سہرا انھی کے سر ہے۔

سید سفارش حسین

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دعوتِ عمل

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

۱ - یا قومنا اجیبوا داعی اللہ (۱)	الہلال ۷ر مئی سنہ ۱۳ء
۲ - " " (۲)	" ۶ر نومبر سنہ ۱۲ء
۳ - إن الحکم الا للہ	" یکم جولائی سنہ ۱۴ء
۴ - مسلمانوں کے فرائض کا سب سے ضروری جز	" ۸ر-۱۵ر-۲۲ر جنوری سنہ ۱۳ء
۵ - الامر بالمعروف و نہی عن المنکر	" ۱۱ر-۱۸ر-۲۵ر اگست سنہ ۱۲ء
۶ - ہذا بصائر للناس	" ۱۴ر مئی سنہ ۱۳ء
۷ - افسانۂ ہجر و وصال	البلاغ ۱۰ر مارچ سنہ ۱۶ء
۸ - شہید اکبر	الہلال ۲۷ر اگست سنہ ۱۳ء

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

یَا قَوْمَنَا اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللہِ!!

(۱)

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا

آہ! کاش مجھے وہ صورِ قیامِ قیامت ملتا، جس کو میں اُونچے
پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر چڑھ جاتا۔ اس کی ایک صدائے رعد
آسائے غفلت شکن سے سرگشتگانِ خوابِ ذلت و رُسوائی کو
بیدار کرتا اور چیخ چیخ کر پکارتا کہ "اُٹھو! کیونکہ بہت سو چکے اور
بیدار رہو، کیونکہ اب تمہارا خدا تمہیں بیدار کرنا چاہتا ہے! پھر تمہیں
کیا ہو گیا ہے کہ دنیا کو دیکھتے ہو، پر اس کی نہیں سنتے جو تمہیں موت
کی جگہ حیات، زوال کی جگہ عروج اور ذلت کی جگہ عزت بخشنا چاہتا ہے!!"

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ
اے مسلمانو! اللہ اور اُس کے رسول کی صدا کا جواب دو! جب کہ وہ تمہیں بلا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

لِمَا يُحْيِيكُمْ ج وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ (۸ : ۳۲)

رہا ہے تاکہ تم کو موت سے نکال کر زندگی بخشے۔ یاد رکھو کہ اللہ جب چاہتا ہے انسان اور اس کے دل کے اندر آڑے آجاتا ہے۔ اور پھر خواہ تم اس سے کتنا ہی اعراض کرو مگر تم کو ہر پھر کے اسی کے آگے ایک دن جانا ہے!

آج آنے والی بربادیوں اور ہلاکتوں سے نکلنے کے لئے تم بے قرار ہو اور اس کے لئے طرح طرح کی تدبیروں کو سوچتے اور ڈھونڈتے ہو، لیکن یہ کیا بدبختی ہے کہ ایک لمحہ اور ایک دقیقہ کے لئے بھی تمہارے دل میں یہ خیال نہیں گزرتا کہ سب سے پہلے اس کو تو اپنے سے راضی کرلیں جس کے دروازے سے بھاگ کر ساری دنیا میں ہم نے ذلتوں اور نامرادیوں کی ٹھوکریں کھائیں۔ حالانکہ وہ کہہ چکا ہے اور کہہ رہا ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ (۸ : ۳۸)

اے مسلمانو! اگر تم اللہ سے ڈرو اور اس کے حکموں کے آگے جھک جاؤ تو پھر تمہیں کسی چیز کے لئے بھی کسی دوسری تدبیر کرنے کی احتیاج باقی نہیں رہے گی۔ وہ دنیا میں تمہارے لئے عزت و اقبال کا ایک شرف و امتیاز پیدا کردے گا اور تمہاری تمام گمراہیوں کو معاف

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کر دے گا وہ تو سب سے زیادہ بخش دینے والا اور صاحب رحم والطاف ہے۔

پھر اگر اُٹھنا ہے تو اُٹھو کھڑے ہو، کیونکہ چلنے کا وقت یہی ہے اور اس کے بعد موت کے سوا کچھ نہیں آج تم کو کوئی انجمن، کوئی جمع شدہ دولت اور روپیہ کی مقدار، کوئی پولٹیکل سرگرمی اور کوئی انسانوں اور ممبروں کے اجتماع محض کا ایک جتھا، آنے والے مصائب سے نہیں بچا سکتا جب تک کہ خود تمھارے اندر کوئی انقلابی تبدیلی نہو اور جب تک کہ تم اپنے خدا سے اُس کی راہ اور اُس کی مرضات کی راہ میں اپنے تئیں دے ڈالنے کا عملی عہد نہ باندھ لو اور اُسی کے تبلائے ہوئے طریقہ، اور اُسی کے حکم وایما کے ماتحت ہو کر اُس کے نہ ہو جاؤ۔

پس یہی ہے جس کی طرف میں تمھیں بُلا رہا ہوں اور یہی دعوت ہی جس کے پکار کی راہ اُس نے مجھے دکھلائی ہے۔ میں اُٹھا ہوں، پس تم بھی اُٹھو تاکہ ہم سب مل کر اُس کے دروازے کو کھٹکھٹائیں اور ہر طرف سے کٹ کر صرف اسی کے ہو جائیں، پھر وہ جس طرف لے جائے اپنے تئیں چھوڑ دیں۔ کانٹوں پر لوٹائے تو اپنے تلوؤں کو زخمی کر دیں اور پھولوں پر چلائے تو اُن کے لطف و راحت سے لذت اندوز ہوں تلواروں کا زخم کھلائے تو اس کو غیروں کے مرہم سے زیادہ محبوب

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

سمجھیں، اور زہر کا تلخ و مہلک جام دے تو اسے شربت و قند و
گلاب کی طرح مزے لے لے کر پی جائیں ؎

پیکاں ترا بجاں خریدار
من مرہم دیگراں نخواہم

---

(۲)

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاؤُكُمْ
وَاَبْنَاؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ
وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ
وَاَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا
وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ
كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ
تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ
اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ

اے مسلمانو! اگر تمہارے باپ، تمہارے
بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں،
تمہارا خاندان، تمہاری مال و دولت جو
تم نے کمائی ہے، وہ کاروبار دنیوی
جس کے نقصان کا تم کو ہر وقت اندیشہ
رہتا ہے، اور وہ مکان و جائداد جو تمہارے
مطلوب و مرغوب ہیں، اگر یہ تمام چیزیں
تم کو اللہ، اس کے رسول اور اس کی
راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز و

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ

(۹ : ۲۴)

محبوب ہوں، تو دین الٰہی کو چھوڑ دو، خدا اپنے دین کی حفاظت کے لئے تمھارا محتاج نہیں ہے، یہانتک کہ اللہ کو جو کچھ کرنا ہے وہ کر گزرے، تم اپنی آنکھوں سے اُسے دیکھ لوگے۔ اللہ کی ہدایت ان کے لئے نہیں ہے جن کے دلوں میں نور ایمان کی جگہ فسق و نفاق بھرا ہوا ہے۔

اسلام ہر مسلمان سے اپنے آخری حق کا طلبگار ہے۔ مسلمانوں کی نمازیں اور روزے اور تمام مالی و بدنی عبادات مقبول نہیں ہو سکتیں جب تک وہ حفظ کلمۂ توحید و ثغور اسلامیہ کے لئے جان و مال سے حصہ نہ لیں۔ پھر کوئی ہے جو آج خدا کو اپنے نفس و مال پر ترجیح دے؟؟

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا، فَالْمُوْرِيَاتِ قَدْحًا، فَالْمُغِيْرَاتِ صُبْحًا، فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا[1] کہ آج مسلمانوں کی ہستی، اور بقا کے لئے یوم الفصل

---

(۱) قسم ہے مجاہدین کے ان گھوڑوں کی جو میدان جہاد میں، دوڑتے دوڑتے ہانپ جاتے ہیں پھر پتھروں پر اپنی ٹاپوں کے مارنے سے چنگاریاں نکالتے ہیں، پھر صبح کے وقت دشمنوں پر چھاپا مارتے ہیں، پھر اپنی تیز گامی سے (باقی صفحہ ۱۸ پر)

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

سر پر آگیا ہے۔ وَمَا أَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ(۱)؟ وہ زندگی و حیات، فنا و بقا، اور عزت و ذلت کا فیصلہ کرنے والا ایک دن ہی جو آج ہمارے سامنے ہے۔ اور اگر یہ صحیح ہے کہ ایڈریا نوپل کے اطراف و جوانب میں ترک زخمیوں کی لاشیں گر رہی ہیں تو اِنِّیْ أُقْسِمُ بِاللّٰهِ الْغَنِيِّ الْعَزِيْزِ کہ وہ مسلمانوں کی مجسم ہستی ہے جس کے حلق کی رگیں کٹی ہوئیں اور جس کے زخموں سے سیلاب خون رواں ہے:-
فَهٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ(۲)۔

پھر سوال یہ نہیں ہے کہ ہندوستان کے مسلمان کیا سوچ رہے ہیں؟ بلکہ پوچھنا یہ ہے کہ اور کون سے وقت کے منتظر ہیں؟

اس صداقت کے لئے اب کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے کہ اگر خدا نخواستہ ترک اس ابتلائے عظیم کو برداشت نہ کرسکے تو ان کی عزت کا مٹنا تمام عالم اسلامی کے جنازے کے اٹھنے کا دن ہوگا۔ مسلمان یاد رکھیں کہ وہ ہندوستان میں ہوں یا چین میں ان کی ملی عزت کا جو سدرمق باقی ہے، وہ صرف خلافت قسطنطنیہ کی

(بقیہ صفحہ ۱۷) غبار ریلز کرتے ہیں اور دشمنوں کی صفوں میں در آتے ہیں۔
(۱) اور تم جانتے ہو کہ یوم الفصل سے مراد کیا ہے۔
(۲) یہ ہے یوم الفصل وہ فیصلہ کن دن جس سے اے غافلو تم انکار کرتے تھے۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پولیٹیکل ہستی کا نتیجہ ہو جس دن یہ مرکز اپنی آخری جگہ سے ہلا، ان کا حال بجنسہ وہی ہو جائے گا جو آج یہودیوں کا دیکھ رہے ہیں۔ پھر ان کے پاس دولت ہی، ان کے پاس یہ بھی نہیں۔ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ، وَبَآءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ۔

اگر سپاہی کے لئے جنگ کی گھڑیوں میں بستر کا آرام جائز نہیں، اگر اس گھر کے رہنے والوں پر سونا حرام ہے جس کے دروازے پر ڈاکوؤں کے گرز پڑ رہے ہوں، اگر اس مکان کے سونے والوں کو اٹھنا چاہئے جس کی چھت میں آتش زدگی کے شعلے بھڑک رہے ہوں اور اگر مسلمانوں کے دلوں میں اس آگ کی ایک چنگاری بھی باقی ہے جو تیرہ سو برس ہوئے، وادی ام القرا میں بدر اور حنین کے پیامبر نے جلائی تھی، تو خدا کے لئے مجھے بتلاؤ کہ غفلت شکنی کا وہ وقت کب آئے گا جس کے انتظار میں اب تک مسلمان کروٹیں بدل رہے ہیں؟ کیا مسلمان اس وقت کا انتظار کرنا چاہتے ہیں جب مشرکین یورپ قسطنطنیہ کی مساجد کے ان مناروں پر جہاں چھ سو برس سے صدائے توحید کی شہادت دی جاتی ہے، صلیب پرستی کا جھنڈا اسی طرح لہرائیں گے جس طرح کل کی بات ہے کہ (برقہ) کی جامع مسجد کے منار پر نصب کیا گیا تھا؟ وَيَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مسلمانانِ ہند کا آخری فرض

ساعت فیصلہ کن، مہلت مفقود، فرصت قلیل، اور نتایج سامنے ہیں۔ ترکوں کی ہمدردی، اتحاد اسلامی، اخوت دینی، مدد کی ضرورت شدید، اور اسی طرح کی تمام باتیں سُن چکے ہیں اور کہہ چکے ہیں، اب وقت آخری ہے، اور اگر مسلمانوں کو اپنی ہستی کی ضرورت نظر آتی ہے تو بغیر ایک لمحہ ضائع کئے انھیں آخری فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ ان کا فرض کیا ہے؟

اسلام ایک مجموعہ فرائض ہے، جو ہر پیرو کے ذمہ اللہ کی طرف سے چند فرائض عائد کر دیتا ہے۔ ان فرائض میں جس طرح پہلا فرض اقرار شہادتین ہے، بالکل اسی طرح آخری فرض "جہاد" ہے۔ یا حق اور عدل کے قیام کے لئے اپنا مال، اپنا نفس، اور اپنا خون بہانا۔ جس طرح پانچ وقت کی نماز ہر مسلم پر فرض ہے اسی طرح فرض جہاد کا ادا کرنا بھی اس کے لئے ایک حکم اجباری ہے:۔ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ۔

اس فرض کے ادا کرنے کی تین صورتیں ہیں:۔ جہاد مالی، جہاد زبانی اور جہاد نفس و جان۔

وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَ   اپنے مال اور اپنی جان سے راہِ الٰہی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اَنْفُسِکُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (۲:۹۰) میں دفاع اعداء کے لئے کوشش کرو۔

اور ایک حدیث صحیح میں جس کو امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے حضرت انس سے روایت کیا ہے، جامع الفاظ میں فرمایا:

جَاہِدُوا الْمُشْرِکِیْنَ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ وَاَلْسِنَتِکُمْ — دشمنوں کے مقابلے میں مدافعت کی کوشش کرو اپنے مال سے جان سے، اور زبان سے۔

جب کبھی بلاد اسلامیہ پر کوئی مخالف حملہ کرے اور ان کی حفاظت خطرے میں ہو تو اس وقت ہر مسلمان پر احکام خمسہ اسلام کی طرح فرض ہو جاتا ہے، کہ ان تینوں قسم کے جہاد کے لئے جس حال میں ہو اٹھ کھڑا ہو، اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کی تمام عبادات مالی و بدنی باطل و بے سود ہیں، کیونکہ نماز اور روزہ اسی وقت تک ہے جب تک کلمہ توحید کو بقا ہے، لیکن جب جڑ خطرے میں ہو تو شاخیں قائم نہیں رہ سکتیں۔

آج جس حالت کو ہم اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں وہ احکام و شرائط شریعت کے مطابق ٹھیک ٹھیک فرضیت جہاد دفاع کا وقت ہے۔ اعلان جنگ کے ساتھ ہی ہندوستان کے ہر مسلمان

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پر جہاد شرعی فرض ہو گیا ہے اور وقت آگیا ہے کہ اسلام اپنے پیروؤں سے آخری فرض کے ادا کرنے کا طالب ہو جس میں سب سے پہلے جہاد لسانی و مالی، اور سب کے آخر میں جہاد جان و نفس ہے۔

میں یہ سطریں لکھ رہا ہوں، اور صرف یہ جانتا ہوں کہ قلم سے جو کچھ نکل رہا ہے، ایک حکم دینی کا اعلان ہے اور نہیں جانتا کہ مصلحت کس کی مقتضی ہے؛ ممکن ہے کہ کسی موقع پر ایک مسلمان کے لئے نماز جمعہ کے موقوف کر دینے اور نماز کا لفظ زبان سے نہ نکالنے میں مصلحت ہو، لیکن میں مسلمان ہوں اور احکام اسلام کا اتباع ہر مسلمان پر فرض جانتا ہوں، اس کے سوا مجھے کچھ نہیں معلوم اور نہ علم کی آرزو۔

ہندوستان سے باہر کے اسلامی مصائب کی نسبت ہمیشہ مسلمانان ہند نے یا تو کفر صریح سے کام لیا ہے یا نفاق سے۔ جن اشرار و اشقیا نے کہا کہ ہمیں خلافت عثمانی سے کوئی تعلق نہیں، اُنھوں نے کفر کو خوش کرنے کے لئے اسلام کو زخمی کیا، اور جنھوں نے اپنی ہمدردی کو انسانی ہمدردی، یا بہت ہمت کی تو صرف دینی اخوت تک پہنچا کر چھوڑ دیا، اُنھوں نے گو اسلام کو پسند کیا مگر کفر کے خوف سے ڈر گئے، حالانکہ بہتر تھا کہ وہ صرف

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

خدا سے ڈرتے: وَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْہُ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ
اگر نہیں کہہ سکتا کہ صبح کی نماز مسلمانوں پر فرض ہے مگر عصر کی
نہیں، تو کہہ سکتا کہ مسلمانوں پر جہاد دفاع بھی فرض نہیں ہے۔

اولین کام

پس شریعت حقہ اسلامیہ حکم دیتی ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کے
لئے مستعد ہو جاؤ۔ اس بنا پر پہلا کام جہاد لسانی ہے کہ حرکت
قلوب جامدہ، غافلہ ارواح انتشار، اور دعوۃ الی اللہ و
کلمہ کے لئے ہر زبان اللہ کی بخشی ہوئی گویائی کو اسی کے لئے وقف
کر دے اور علی الخصوص ان شیاطین داخلی و خارجی کے پیدا کیے ہوئے
وساوس کے قلع و قمع کے لئے شمشیر مجاہد بن جائے جنہوں نے مسلمانوں
کے لئے طرح طرح کے گمراہ کن مقامی و وطنی اشغال پیدا کر کے ان کو
حفظ اسلام و ثغور اسلامیہ کی سعی سے غافل کر دیا ہے۔

دوسرا اقدم واول جہاد، جمع مال و فراہمی زر اعانت ہے
جو فی الحقیقت میدان جہاد کی تقویت کے لئے کم از جمعیۃ فوج و
کمک مجاہدین نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ فرض تقریباً تمام
مسلمانوں کے پیش نظر ہے، اور ہر طرف سے ہلال احمر فنڈ کی صدائیں
آرہی ہیں، لیکن اب تک جو رفتار رہی ہے اور جو پچھلا تجربہ ہے اس

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کا پیش نظر ہے، اس کو دیکھتے ہوئے بظاہر کسی رقم کثیر کی فراہمی کی امید نہیں۔

ہر مسلمان کو بہت جلد وہ ذریعہ سوچنا چاہئے کہ بغیر انتظار وقت کے کوئی قابل تذکرہ مالی مدد ہندوستان سے بھیجی جائے

مسلمان اگر علیگڈھ یونیورسٹی پر اسلام کو ترجیح دیں

مسلمان اگر علیگڈھ یونیورسٹی پر اسلام کو ترجیح دیں، اگر وہ سمجھیں کہ اسلام کے دم سے علیگڈھ ہے، مگر علیگڈھ سے اسلام کی زندگی نہیں ہے تو وہ اس وقت حفظ کلمۂ اسلام کے لئے بغیر کسی مشکل ہیں پچیس تیس لاکھ روپیہ کی شاندار مالی خدمت انجام دے سکتے ہیں۔ مان لیجئے کہ مجوزہ یونیورسٹی ایک نعمت لازوال ہے، لیکن نفس اسلام کے بقا کو کچھ تو اس پر ترجیح دینی چاہئے۔

میں ان لوگوں کے دلوں کی حالت جاننے کے لئے عام نظروں سے بہتر فراست رکھتا ہوں، جو آج مسلمانان ہند کی مسند رہنمائی و ریاست پر متمکن ہیں (فِی قُلُوبِهِم مَّرَضٌ، فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا) پس ان سے میرا خطاب نہیں، اور نہ تخاطب سے کوئی نتیجہ حاصل، البتہ عام مسلمانوں سے بمنت التجا کرتا ہوں کہ اس وقت ہماری تیرہ سو برس کی عزت جو ڈوبنے کے قریب تھی ڈوب رہی ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

وقت تجویزوں اور دعوتوں کا نہیں ہے، اولین کام روپیہ کی اعانت ہے اور تیس لاکھ روپیہ آپ کے پاس فراہم شدہ موجود ہے پس یہ کیا بے غیرتی اور کیسی دل اور روح کی موت ہے کہ زخمی ترکوں کی زبان سے العطش العطش! کی چیخیں آرہی ہیں، آپ کے پاس پانی کا ایک لبریز حوض موجود ہے مگر اُن تشنہ کاموں کو اُس سے ایک قطرہ بھی نصیب نہیں؟ آپ کے گھر میں آگ لگ گئی ہے، پھر یہ کیا ہے کہ آپ پانی کو کوٹھڑیوں میں مقفل کر رہے ہیں؟ کمبخت یونیورسٹی مسلمانوں کے کیا کام آئے گی، جب آج غلی پولی اور قرق قلعسی کے میدانوں کے زخمیوں کو اس کے فنڈ سے مرہم کی ایک پٹی بھی نصیب نہیں؟ میں کیا کہتا ہوں حالانکہ یہ الفاظ تو میرے مطلب کے اظہار کے لئے کافی نہیں، مجکو کہنا چاہئیے کہ اللہ اور اس کے ملائکہ کی لعنت ہو اس یونیورسٹی پہ جس کا تیس لاکھ روپیہ ہندوستان کے بینکوں میں جمع ہو اور مسلمان زخمیوں کی صفیں میدان قتال کی برف باری میں ایڑیاں رگڑ رہی ہوں!!

در بادیہ تشنگاں بمردند وز دجلہ بکوفہ نمی رود آب

لیڈران قوم کو یونیورسٹی عزیز ہے، گو وہ غلامی اور استبداد کا ایک نیا طوق لعنت ہو، لیکن اے اخوان ملت! ہم مومن ہیں،

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اور ہم کو ہر شے سے پہلے اسلام عزیز ہونا چاہیے۔ پھر جب آج نماز اور حج سے بھی بڑھ کر ہمارا فرض ترکوں کی مدد ہے تو ہم یونیورسٹی کی کیا حقیقت سمجھتے ہیں؟ یہ کہنا کہ ایک نیک کام کے لئے دوسرے اچھے کام کو چھوڑ دینا ضروری نہیں اور مسلمان ترکوں کے لئے بھی روپیہ جمع کریں، بالکل مغالطہ ہے۔ کیونکہ آج مسلمانوں کے لئے اور نیک کام ہی کہاں باقی رہے؟ ان کے لئے تو اس وقت صرف ایک ہی نیک کام ہے یعنی حفظ اسلام و جہاد فی سبیل اللہ۔ بس اگر مسلمان ترکوں کے لئے روپیہ جمع کر رہے ہیں، تو اور زیادہ کرنا چاہیے۔ لیکن یہ تیس لاکھ بھی کیوں نہ اس ایک ہی مقدم نیکی کے لئے وقف کر دیا جائے؟ جو صورت اس وقت در پیش ہے اس کے لحاظ سے تیس چالیس لاکھ روپیہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ مسلمان اپنی اعانت کی پہلی قسط اس جمع شدہ تیس لاکھ کو قرار دیں اور اس کے بعد اپنی پوری قوت ایک دوسری قسط کی فراہمی کے لئے وقف کر دیں۔

یونیورسٹی کے لئے روپیہ مسلمانوں نے دیا ہے اور شرعاً و قانوناً ان کو حق حاصل ہے کہ ہر شہر میں جہاں سے روپیہ گیا ہے ایک ایک جلسہ کر کے یونیورسٹی کمیٹی کو اپنی رائے بھیج دیں،

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

یا چاہیں تو اخبارات کے ذریعہ مطالبہ کریں۔ رہی یہ بات کہ جن
بڑے بڑے رئیسوں نے ایک ایک لاکھ روپیہ کی رقمیں دی ہیں
وہ اسے گوارا نہ کریں گے، تو جو لوگ اس خیال کے ہوں وہ فوراً
اپنا اپنا روپیہ واپس لے کر ہماری راہ سے ہٹ جائیں اور اپنی شرکت
کی نجاست سے تمام مسلمانوں کی اسلام پرستی کی تقدس کو ملوث
نہ کریں۔ خدا اپنے کلمۂ توحید کی حفاظت کے لئے ایسے منافقوں
کی اعانت کا محتاج نہیں ہے۔ جن لوگوں کی دولت انفاق فی
سبیل الشیطان کے لئے ہے، ان کو انفاق فی سبیل اللہ کی توفیق
کب مل سکتی ہے؟

آج ہی ہم نے کسی اخبار میں پڑھا ہے کہ لاہور کے بڑے
آدمیوں نے قوم کی سرزنش سے شرما کر بالآخر ایک جلسہ کیا اور
کل چار ہزار روپیہ اس میں چندہ ہوا!

ان میں ایک سب سے بڑے دولت مند نے ایک ہزار روپیہ
چندہ دیا، حالانکہ کل کی بات ہے کہ اسی شخص نے یونیورسٹی کے لئے
پچیس ہزار روپیہ دیا تھا! درحقیقت یہ چندے ایک ترازو ہیں
جن میں ان لوگوں کے دلوں کو تولا جا سکتا ہے کہ اس میں دنیا کی
پرستش کس قدر ہے اور خدا کی پرستش کس درجہ؟

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ یونیورسٹی فنڈ کے اس مصرف کی نسبت کتنے اسلام خواہ قلب ہیں جو آج تائید میں اپنی آواز بلند کرتے ہیں؟

معاصر دہلی اور مخابرۂ تلغرافی

میرے دلی دوست مسٹر محمد علی بی اے نے مالی اعانت کی بعض تجاویز کا اخباروں میں اشارہ کیا ہے۔ انھوں نے وائسرائے ہند سے اجازت طلب کی تھی کہ ترکوں کو مسلمانوں کا بر سبیل قرض روپیہ دینا گورنمنٹ کے خلاف تو نہ ہوگا؟ اس کے جواب میں تار دیا گیا ہے کہ کوئی مضائقہ نہیں۔

غالباً ہمارے دوست کا مقصد اس اجازت طلبی سے یہ ہوگا کہ اُن لوگوں کے لئے جو اپنے ہر عمل اور عقیدے کے لئے گورنمنٹ کے فتوے کے منتظر رہتے ہیں، کوئی عذر و حجت باقی نہ رہے، اور اسی غرض سے اُنھوں نے آغاز جنگ طرابلس کے موقعہ پر بھی شملہ سے دریافت کیا تھا کہ "مسلمانوں کا مجروحین طرابلس کے لئے چندہ جمع کرنا گورنمنٹ کے خلاف تو نہ ہوگا؟" اس بنا پر انھوں نے جو روپیہ تار بھیجنے پر صرف کیا وہ شاید بالکل ضائع نہ گیا ہو، ورنہ در اصل اس زحمت کے اٹھانے کی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

توچنداں ضرورت نہ تھی۔ بلکہ ہمارے دوست معاف رکھیں اگر ہم کہیں کہ
اس طرح کا استعفا ہمارے نزدیک مسلمانوں کی اُس قدیمی حس ملی
کی موت کا بقیہ ہے، جس کو آج ولولوں اور اُمنگوں کے آثار زندگی
میں بھی وہ نہیں چھوڑتے۔ اگر دنیا کے کسی حصہ میں اسلام کے لئے
خطرات پیش آئیں تو مسلمانان ہند کا فرض دینی ہے کہ وہ اپنی جان
و مال کو حفاظت اسلام میں صرف کر دیں۔ اس کے لئے نہ تو وہ
گورنمنٹ کی اجازت کے طالب ہو سکتے ہیں اور نہ اپنے مذہبی معاملات
میں وہ خدا کے سوا کسی کی پروا کرتے ہیں۔ آج تو ہم دیکھ رہے ہیں
کہ خود انگلستان کے شریف مدبر ترک مجروحین کی مدد میں حصہ لے رہے
ہیں۔ مصر میں لارڈ کچنر نے دوسوگنی روپیہ دیا ہے، اور خود دُوسرا ئے
ہند نے ایک ہزار کی رقم سے شمولیت کی ہے، لیکن تھوڑی دیر کے
لئے فرض کر لیجئے کہ خدانخواستہ کوئی دن ایسا آجائے کہ گورنمنٹ کی
مصالح اس کو مجبور کریں کہ مسلمان ترکوں کی مدد میں کسی طرح کا حصہ
نہ لیں تو کیا ہم گورنمنٹ کی خاطر اپنے خدا کو چھوڑ دیں گے جس نے
حفظ اسلام اور اعانت اخوان ملت ہم پر فرض کر دیا ہے؟ ایک
لمحہ، ایک آن اور ایک پل کے لئے بھی نہیں، اور جو اس کے
خلاف گورنمنٹ کو توقع دلاتا ہے وہ کذاب ہے، گورنمنٹ کو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

فریب دیتا ہے، اس کے دل میں کفر ہے یا نفاق۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارا یہی حال رہا جو باوجود بہیم لطمات ابتلاؤ تنبیہ کے آج نظر آرہا ہے تو کچھ عجب نہیں کہ مسلمان مسجد کا دروازہ کھولنے، اذان دینے، نماز پڑھنے اور رمضان کا روزہ رکھنے کے لئے بھی گورنمنٹ کی اجازت اور رضا کے منتظر رہا کریں گے۔ اور جمعہ کے دن خطیب منبر کے سامنے ہمہ تن انتظار ہو کر کھڑا رہے گا کہ شملہ سے تار آجائے تو خطبہ پڑھنے کے لئے آمادہ ہو!! فَمَا لِهٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا؟

ترکوں کو اس نازک موقع پر قرض دینے یا دلانے کی کوئی تجویز اگر کامیاب ہو، تو یہ بھی کم از نفاق فی سبیل اللہ نہیں لیکن ہندوستان کے مسلمان ترکوں کو قرض دیں یا نہیں، آج تو وہ دن ہے کہ مسلمانوں سے خود خدائے بے نیاز قرض کا طالب ہے:

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

کوئی ہے جو آج خدا کو خوشی خوشی قرض دے؟ اور پھر خدا اس کے قرض کو کئی گنا بڑھا کر ادا کر دے؟ حالانکہ دراصل خدا ہی لوگوں کو تنگ دست بھی کرتا ہے اور کشائش بھی دیتا ہے اور

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

(۲: ۲۴۶) اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

اگر ترکوں کو قرض ہی دلانا ہے، تو میرے دوست کاش اتنا ہی کریں، کہ سفارش کر کے تیس لاکھ یونیورسٹی فنڈ سے قرض دلا دیں اور پھر مسلمانوں سے کہیں کہ اُسے ادا کر کے ترکوں کو قرض کی ادائگی سے بچانے کے ساتھ یونیورسٹی کا خواب بھی بغیر تعبیر کے نہ رہنے دیں۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ (۱۲:۴۰)

فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ!

(۴۰:۱۲)

أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ؟

وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ

حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ

(۵:۵۱)

وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ

(۱۲:۱۰۹)

وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ!

(۵:۵۱)

أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ

الْحَاسِبِينَ!

(۶:۶۲)

لوگ دُنیا میں سیکڑوں قوتوں کے محکوم ہیں

ماں باپ کے محکوم ہیں، دوست و احباب کے محکوم ہیں، اُستاد و مرشد کے محکوم ہیں، امیروں، حاکموں اور بادشاہوں کے محکوم ہیں۔ اگرچہ وہ دنیا میں بغیر کسی زنجیر اور بیڑی کے آئے تھے مگر دُنیا نے اُن کے پاؤں میں بہت سی بیڑیاں ڈال دی ہیں لیکن مومن و مسلم ہستی وہ ہے جو صرف ایک ہی کی محکوم ہو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اس کے گلے میں محکومی کی ایک بوجھل زنجیر ضرور ہے پر مختلف سمتوں میں کھینچنے والی بہت سی ہلکی زنجیریں نہیں ہیں۔ وہ ماں باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا ہے، کیونکہ اس کے ایک ہی حاکم نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ دوستوں سے محبت رکھتا ہے کیونکہ اُسے رفیقوں اور ساتھیوں کے ساتھ سچے برتاؤ کی تلقین کی گئی ہے۔ وہ اپنے سے ہر بزرگ اور ہر بڑے کا ادب ملحوظ رکھتا ہے، کیونکہ اس کے ادب آموز حقیقی نے اسے ایسا ہی بتلایا ہے۔ وہ بادشاہوں اور حاکموں کا حکم بھی مانتا ہے کیونکہ حاکموں کے ایسے حکموں کے ماننے سے نہیں روکا گیا ہے جو اس کے حاکم حقیقی کے حکموں کے خلاف نہ ہوں۔ وہ دُنیا کے ایسے بادشاہوں کی اطاعت بھی کرتا ہے جو اُس کی آسمانی بادشاہت کی اطاعت کرتے ہیں۔ کیونکہ اسے تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ ایسا ہی کرے۔ لیکن یہ سب کچھ جو وہ کرتا ہے، تو اس لئے نہیں کرتا کہ ان سب کے اندر کوئی حکم مانتا اور ان کو جھکنے کی جگہ سمجھا ہی بلکہ اس لئے کہ طاعت صرف ایک ہی کے لئے ہے، اور حکم صرف ایک ہی کا ہے۔ جب اُس ایک ہی حکم دینے والے نے ان سب باتوں کا حکم دیدیا، تو ضرور ہے کہ خدا کے لئے ان سب بندوں کو بھی مانا جائے اور اللہ کی اطاعت کی خاطر وہ اس کے بندوں کا بھی مطیع ہو جائے!

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پس فی الحقیقت دُنیا میں ہر انسان کے لئے بیشمار حاکم اور بہت سی جھکانے والی قوتیں ہیں لیکن مومن کے لئے صرف ایک ہی ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں وہ صرف اسی کے آگے جھکتا ہے، اور صرف اُسی کو مانتا ہے۔ اس کی اطاعت کا حق ایک ہی کو ہے، اُس کی پیشانی کے جھکنے کی چوکھٹ ایک ہی ہے، اور اس کے دل کی خریداری کے لئے بھی ایک ہی خریدار ہے۔ وہ اگر دنیا میں کسی دوسری ہستی کی اطاعت کرتا بھی ہے تو صرف اُسی ایک کے لئے، اس لئے اس کی بہت سی اطاعتیں بھی اُس ایک ہی اطاعت میں شامل ہو جاتی ہیں۔

مقصودِ ما ز دیر و حرم جز حبیب نیست ہر جا کنیم سجدہ بداں آستاں رسد!

حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے میں اپنے ساتھیوں سے کیا پوچھا تھا؟

ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ؟ (۳۹:۱۲) بہت سے معبود بنا لینا بہتر ہے یا ایک ہی قہار و مقتدر خدا کو پوجنا؟

یہی وہ خلاصہ ایمان و اسلام ہے جس کی ہر مومن و مسلم کو قرآن کریم نے تعلیم دی ہے کہ:

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ! تمام جہان میں اللہ کے سوا کوئی نہیں جس کی حکومت ہو۔ اُس نے ہمیں حکم دیا ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کہ اسکے سوا اور کسی کو نہ پوجیں اور نہ کسی کو

اپنا معبود بنائیں۔

یہی "دین قیم" ہے جس کی پیروی کا حکم دیا گیا:۔

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (۱۲:۴۰)

حدیث صحیح ہے کہ فرمایا:۔

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ! (بخاری و مسلم) جس بات کے ماننے میں خدا کی نافرمانی ہو اسمیں کسی بندے کی فرمانبرداری نہ کرو!

اسلام نے یہ کہہ کر فی الحقیقت اُن تمام ماسوائے اللہ اطاعتوں اور فرمانبرداریوں کی بندشوں سے مومنوں کو آزاد و حرکامل کر دیا، جن کی بیڑیوں سے تمام انسانوں کے پاؤں بوجھل ہو رہے تھے، اور اس ایک ہی جملہ میں انسانی اطاعت اور پیروی کی حقیقت اس وسعت اور احاطہ کے ساتھ سمجھا دی کہ اس کے بعد اور کچھ باقی نہ رہا یہی ہے جو اسلامی زندگی کا دستور العمل ہے اور یہی ہے جو مومن کے تمام اعمال و اعتقادات ایک مکمل تصویر ہے۔ اس تعلیم الٰہی نے بتلا دیا ہے کہ جتنی اطاعتیں، جتنی فرماں برداریاں، جتنی وفاداریاں اور جس قدر بھی تسلیم و اعتراف ہے، صرف اُسی وقت تک کے لئے ہے جب تک کہ بندے کی بات ماننے سے خدا کی بات نہ جاتی ہو اور دُنیا

والوں کے وفادار بننے سے خدا کی حکومت کے آگے بغاوت نہ ہوتی ہو۔ لیکن اگر کبھی ایسی صورت پیش آجائے کہ اللہ اور اُس کے بندوں کے احکام میں مقابلہ آپڑے تو پھر تمام طاعتوں کا خاتمہ، تمام عہدوں اور شرطوں کی شکست، تمام رشتوں اور ناطوں کا انقطاع، اور تمام دوستیوں اور محبتوں کا اختتام ہے۔ اس وقت نہ تو حاکم حاکم ہے، نہ بادشاہ بادشاہ، نہ باپ باپ ہے، نہ بھائی بھائی۔ سب کے آگے تمرد، سب کے ساتھ انکار، سب کے سامنے سرکشی سب کے ساتھ بغاوت۔ پہلے جس قدر نرمی تھی، اتنی ہی اب سختی چاہئے پہلے جس قدر اعتراف تھا اُتنا ہی اب تمرد چاہئے۔ پہلے جس قدر فرمانبرداری تھی اتنی ہی اب نافرمانی مطلوب ہے۔ پہلے جس قدر جھکاؤ تھا، اتنا ہی اب غرور ہو کیونکہ رشتے کٹ گئے اور عہد توڑ ڈالے گئے۔ رشتہ دراصل ایک ہی تھا اور یہ سب رشتے اسی ایک رشتہ کی خاطر تھے۔ حکم ایک ہی کا تھا اور یہ سب اطاعتیں اُسی ایک کی اطاعت کے لئے تھیں۔ جب ان کے ماننے میں اُس سے انکار، اور ان کی وفاداری میں اُس سے بغاوت ہونے لگی تو جس کے حکم سے رشتہ جوڑا تھا، اُسی کی تلوار نے کاٹ بھی دیا، اور جس کے ہاتھ نے ملایا تھا، اُسی کے ہاتھ نے الگ بھی کر دیا کہ لا طاعۃ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

لمخلوق فی معصیۃ الخالق !

سرورِ کائنات اور سیّد المرسلین (صلعم) سے بڑھ کر مسلمانوں کا کون آقا ہو سکتا ہے لیکن خود اُس نے بھی جب عقبہ میں انصار سے بیعت لی تو فرمایا وَالطاعۃ فی معروف میری اطاعت تم پر اُسی وقت تک کے لئے واجب ہے، جب تک کہ میں تم کو نیکی کا حکم دوں جب اس شہنشاہِ کونین کی اطاعت مسلمانوں پر نیکی و معروف کے ساتھ مشروط ہے تو پھر دُنیا میں کون بادشاہ، کونسی حکومت کون سے پیشوا، کون سے رہنما اور کونسی قوتیں ایسی ہو سکتی ہیں جن کی اطاعت ظلم و عدوان کے بعد بھی ہمارے لئے باقی رہے؟

آدم کی اولاد دو کی محکوم نہیں ہو سکتی۔ وہ ایک سے ملیگی دوسرے کو چھوڑے گی، ایک سے جوڑے گی، دوسرے سے کٹیگی پھر خدارا مجھے تبلاؤ کہ ایک مومن کس کو چھوڑے گا اور کس سے ملے گا؟ ایک ملک کے دو بادشاہ نہیں ہو سکتے۔ ایک باقی رہے گا ایک کو چھوڑنا پڑے گا۔ پھر مجھے تبلاؤ کہ مومن کی اقلیم دل کس کی بادشاہت قبول کرے گی کیا وہ اس سے ملے گا جس کی حالت یہ ہے کہ:-

وَيَقْطَعُونَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ خدا نے جس کو جوڑنے اور ملانے کا حکم دیا ہے،

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اَنْ یُّوْصَلَ ؟ (۲:۲۵) وہ اُسے توڑتے اور جُدا کرتے ہیں۔

کیا اُس کی بادشاہت قبول کرے گا جس کی حالت کی تصویر یہ ہے ؟

وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ وہ دُنیا میں فتنہ و فساد پھیلاتے ہیں
ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ! (۲:۲۵) اور انجام کار وہی ناکام و نامراد رہیں گے !

اور کیا اُس کی بادشاہت سے گردن موڑ لیگا جب پکارتا ہو کہ :

یٰٓاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ اے غافل انسان ! کیا ہی جس کے گھمنڈ
بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ ! نے تجھے اپنے مہربان اور پیار کرنیوالے
(۸۲ : ۶) آقا سے سرکش بنا دیا ہے ؟

مگر آہ ! یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟

کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ تم اُس شہنشاہ حقیقی کی حکومت سے کیونکر
وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ انکار کروگے جس نے تمہیں اس وقت زندہ
ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ کیا جبکہ تم مردہ تھے۔ وہ تم پر پھر موت
ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ! طاری کریگا۔ اس کے بعد دوبارہ زندگی
(۲:۲) بخشے گا۔ پھر تم سب اُسی کے پاس بُلائے جاؤ گے !

دُنیا اور اُس کی بادشاہیاں فانی ہیں۔ ان کے جبروت اُ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جلال کو ایک دن ٹُٹنا ہے۔ خدائے منتقم و قہار کے بھیجے ہوئے فرشتہ ہائے عذاب انقلاب و تغیرات کے حربے لیکر اُترنے والے ہیں، اُن کے قلعے مسمار ہو جائیں گے اُن کی تلواریں کند ہو جائینگی ان کی فوجیں ہلاک ہوں گی۔ اُن کی توپیں اُن کو پناہ نہ دیں گی۔ اُن کے خزانے اُن کے کام نہ آئیں گے۔ اُن کی طاقتیں نیست و نابود کر دی جائیں گی۔ اُن کا تاج غرور ان کے سر سے اُتر جائیگا۔ ان کا تخت جلال و عظمت واژگوں نظر آئے گا:۔

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيلًا ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِيْنَ عَسِيْرًا۔

(۲۸:۲۵)

اور جس دن آسمان ایک بادل کے ٹکڑے پر سے پھٹ جائے گا اور اس بادل کے اندر سے فرشتے جوق جوق اُتارے جائیں گے اُس دن کسی کی بادشاہت باقی نہ رہے گی۔ صرف خدائے رحمٰن ہی کی حکومت ہوگی اور یاد رکھو کہ وہ دن کافروں کے لئے بہت ہی سخت دن ہوگا۔

پھر اس دن جبکہ رب الافواج اپنے ہزاراں ہزار قدوسیوں کے ساتھ نمودار ہوگا اور ملکوت السمٰوات والارض کا نقیب پکاریگا۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ؟ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ! (۱۶:۴۰) آج کے دن کس کی بادشاہی ہے؟ کسی کی نہیں صرف خدائے واحد وقہار کی!

تو اس وقت کیا عالم ہوگا اُن انسانوں کا جنھوں نے بادشاہ ارض وسما کو چھوڑ کر مٹی کے تودوں کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہے اور اُن کے حکموں کی اطاعت کو خدا کے حکموں کی اطاعت پر ترجیح دیتے ہیں؟ آہ اُس دن وہ کہاں جائیں گے جنھوں نے انسانوں سے صلح کرنیکے لئے خدا سے جنگ کی اور اپنے اُس ایک ہی آقا کو ہمیشہ اپنے سے روٹھا ہوا رکھا؟ وہ پکاریں گے پر جواب نہ دیا جائے گا۔ وہ فریاد کریں گے پر سُنی نہ جائے گی۔ وہ توبہ کریں گے پر قبول نہ ہوگی۔ وہ نادم ہوں گے پر ندامت کام نہ دے گی!

اے انسان! اُس دن کے لئے تجھ پر افسوس ہے! وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ (۱۵:۸۶)

وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ ان سے کہا جائے گا کہ اب اپنے ان خداوندوں اور حاکموں کو پکارو جن کو تم خدا کی طرح مانتے تھے اور خدا کی طرح اُن سے ڈرتے تھے۔ وہ پکاریں گے، پر کچھ جواب نہ پائیں گے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پس وہ معلم الٰہی، وہ داعی ربانی، وہ مبشر و منذر، وہ رحمۃ للعلمین، وہ محبوب رب العالمین، وہ سلطان کونین آگے بڑھے گا اور حضور خداوندی میں عرض کرے گا:

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا. (۳۲ : ۳۵)

اے پروردگار! افسوس ہے کہ میری امت نے قرآن کی ہدایتوں اور تعلیموں پر عمل نہ کیا اور اس سے اپنا رشتہ کاٹ لیا۔ اسی کا نتیجہ ہے جو وہ آج بھگت رہے ہیں!

اللّٰھم صلّ وسلم علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ واتباعہ الیٰ یوم الدین

پس سفر سے پہلے زاد راہ کی فکر کر لو اور طوفان سے پہلے کشتی بنا لو کیونکہ سفر نزدیک ہے اور طوفان کے آثار ظاہر ہو گئے ہیں۔ جن کے پاس زاد راہ نہ ہوگا وہ بھوکے مر جائیں گے اور جن کے پاس کشتی نہ ہوگی وہ سیلاب میں غرق ہو جائیں گے۔ جب تم دیکھتے ہو کہ مطلع غبار آلود ہوا اور دن کی روشنی بدلیوں میں چھپ گئی تو تم سمجھتے ہو کہ برق و باراں کا وقت آگیا۔ پھر تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ دنیا کی امن و سلامتی کا مطلع غبار آلود ہو رہا ہے، دین الٰہی کی روشنی ظلمت کفر و طغیان میں چھپ رہی ہے مگر تم یقین نہیں کرتے کہ موسم بدلنے والا ہے، اور تیار نہیں ہوتے کہ انسانی بادشاہتوں سے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کٹ کر خدا کی بادشاہت کے مطیع ہو جاؤ؟ کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا کے تختِ جلال کی منادی پھر بلند ہو، اور اُس کی زمین صرف اسی کیلئے ہو گا
حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ (۲-۱۸۹)

آہ! ہم بہت سو چکے اور غفلت و سرشاری کی انتہا ہو چکی ہم نے اپنے خالق سے ہمیشہ غرور کیا لیکن مخلوقوں کے سامنے کبھی بھی فروتنی سے نہ شرمائے۔ ہمارا وصف یہ تبلایا گیا تھا کہ:۔

اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ مومنوں کے ساتھ نہایت عاجز و نرم مگر
عَلَی الْکَافِرِیْنَ (۵:۵۷) کافروں کے مقابلے میں نہایت مغرور و سخت

ہمارے اسلاف کرام کی یہ تعریف کی گئی تھی کہ:۔

اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ کافروں کے لئے نہایت سخت ہیں پر آپس
رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ! میں نہایت رحم والے اور مہربان!

پر ہم نے اپنی تمام خوبیاں گنوا دیں اور دُنیا کی مغضوب قوموں کی تمام بُرائیاں سیکھ لیں۔ ہم اپنوں کے آگے سرکش ہو گئے اور غیروں کے سامنے ذلت سے جھکنے لگے۔ ہم نے اپنے پروردگار کے آگے دستِ سوال نہیں بڑھایا لیکن بندوں کے دسترخوان کے گرے ہوئے ٹکڑے چننے لگے۔ ہم نے شہنشاہ ارض و سما کی خداوندی سے نافرمانی کی مگر زمین کے چند جزیروں کے مالکوں کو اپنا خداوند

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

سمجھ لیا۔ ہم پورے دن میں ایک بار بھی خدا کا نام ہیبت اور خوف کے
ساتھ نہیں لیتے، پر سیکڑوں مرتبہ اپنے غیر مسلم حاکموں کے تصور سے
لرزتے اور کانپتے رہتے ہیں!

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ
بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ الَّذِيْ
خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ
فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ
رَكَّبَكَ، كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ
بِالدِّيْنِ، وَاِنَّ عَلَيْكُمْ
لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ
يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ
اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ
وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ،
يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ
وَمَا هُمْ عَنْهَا
بِغَآئِبِيْنَ وَمَآ
اَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ؟

اے سرکش انسان! کس چیز نے تجھے اپنے
مہربان اور محبت کرنے والے پروردگار کی جناب
میں گستاخ کر دیا ہے؟ وہ کہ اس نے تجھے
پیدا کیا، تیری ساخت درست کی، تیری خلقت
کو اعتدال بخشا، اور جس صورت میں چاہا
تیری شکل کی ترکیب کی، پھر یہ کس کی
وفاداری ہے جس نے تجھے اس سے
باغی بنا دیا ہے؟ نہیں اصل یہ ہے کہ تمھیں
اس کی حکومت کا یقین ہی نہیں، حالانکہ
تم پر اس کی طرف سے ایسے بزرگ نگراں کار
متعین ہیں، جو تمھارے اعمال کا ہر آن
احتساب کرتے رہتے ہیں اور تمھارا کوئی فعل
بھی ان کی نظر سے مخفی نہیں۔ یاد رکھو کہ ہم
نے ناکامی اور کامیابی کی ایک تقسیم کر دی ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ

(۶ : ۸۲)

خدا کے اطاعت گزار بندے عزت و مراد اور فتح و کامرانی کے عیش و نشاط میں ہوں گے اور بدکار و نافرمان خدا کی بادشاہی کے دن نامرادی و ہلاکت کے عذاب میں مبتلا ہوں گے جس سے کبھی نہ نکل سکیں گے۔ یہ خدا کی بادشاہی کا دن کیا ہے؟ وہ دن جس میں کوئی کسی کیلئے کچھ نہ کرسکے گا اور صرف خدا ہی کی اُس دن حکومت ہوگی!

اس سے پہلے کہ خدا کی بادشاہی کا دن نزدیک آئے، کیا بہتر نہیں کہ اس کے لئے ہم اپنے تئیں تیار کرلیں؟ تاکہ جب اُس کا مقدس دن آئے تو ہم یہ کہہ کر نکال نہ دئے جائیں کہ تم نے غیروں کی حکومت کے آگے خدا کی حکومت کو بھلا دیا تھا، جاؤ کہ آج خدا کی بادشاہت میں بھی تم بالکل بھلا دئے گئے ہو! لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ :-

وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا، وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝

اور اُس وقت اُن سب سے کہا جائے گا کہ جس طرح تم نے اس دن کی حکومت الٰہی کو بھلا دیا تھا، آج ہم بھی تم کو بھلا دیں گے۔ تمہارا ٹھکانا آگ کے شعلے ہیں اور کوئی نہیں جو تمہارا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّ غَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ!

(۴۵ : ۳۴)

مددگار ہو۔ یہ اس کی سزا ہے کہ تم نے خدا کی آیتوں کی ہنسی اڑائی، اور دنیا کی زندگی اور اس کے کاموں نے تمھیں دھوکے میں ڈالے رکھا۔ پس آج نہ تو عذاب سے تم نکالے جاؤگے، اور نہ ہی تمھیں اس کا موقع ملے گا کہ توبہ و استغفار کرکے خدا کو منالو۔ کیونکہ اس کا وقت تم نے کھو دیا!

آج خدا کی حکومت اور انسانی بادشاہتوں میں ایک سخت جنگ بپا ہے۔ شیطان کا تخت زمین کے سب سے بڑے حصہ پر بچھا دیا گیا ہے، اس کے گھرانے کی وراثت اس کے پوجنے والوں میں تقسیم کردی گئی ہے اور "دجال" کی فوج ہر طرف پھیل گئی ہے۔ یہ شیطانی بادشاہتیں چاہتی ہیں کہ خدا کی حکومت کو نیست و نابود کردیں۔ ان کی داہنی جانب دنیوی لذتوں اور عزتوں کی ایک ساحرانہ جنت ہے اور بائیں جانب جسمانی تکلیفوں اور عقوبتوں کی ایک دکھائی دینے والی جہنم بھڑک رہی ہے جو فرزند آدم خدا کی بادشاہت سے انکار کرتا ہے، یہ دجال کفر و ظلمت اس پر اپنی جادو کی جنت کا دروازہ کھول دیتے ہیں کہ حق پرستوں کی نظر میں فی الحقیقت خدا کی لعنت اور پھٹکار کی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جہنم ہے: لَٰبِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا ۞ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا

اور جو خدا کی بادشاہت کا اقرار کرتے ہیں ان کو اپنی ابلیسی عقوبتوں اور جسمانی سزاؤں کی جہنم میں دھکیل دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ:-

حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ (۲۱:۶۸) مگر فی الحقیقت سچائی کے عاشقوں اور راستبازی کے پرستاروں کے لئے وہ جہنم جہنم نہیں ہے۔ لذتوں اور راحتوں کی ایک جنة النعیم ہے، کیونکہ ان کے لسان ایمان و ایقان کی صدا یہ ہے کہ:-

فَاقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ! إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا! إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا

(۲۰:۷۵)

اے دنیوی سزاؤں کی طاقت پر مغرور ہونیوالے بادشاہ تو جو کچھ کرنے والا ہے کر گزر! تو صرف دنیا کی اس زندگی اور گوشت اور خون کے جسم ہی پر حکم چلا سکتا ہے بس چلا دیکھ! ہم تو اپنے پروردگار پر ایمان لا چکے ہیں تاکہ ہماری خطاؤں کو معاف کرے۔ تیری دنیاوی سزائیں ہمیں اس کی راہ سے باز نہیں رکھ سکتیں۔

جبکہ یہ سب کچھ ہو رہا ہے، اور زمین کے ایک خاص ٹکڑے ہی میں نہیں بلکہ اس کے ہر گوشے میں آج یہی مقابلہ جاری ہے تو بتلاؤ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پرستاران دین حنیفی ان دجاجلۂ کفر و شیطنت اور اس حکومت وامرِ الٰہی میں سے کس کا ساتھ دیں گے ؟ کیا ان کو اُس آگ کے شعلوں کا ڈر ہے جو دجال کی حکومت اپنے ساتھ ساتھ سلگاتی آتی ہے ؟ لیکن کیا ان کو معلوم نہیں کہ ان کا مورثِ اعلیٰ کون تھا ؟ دین حنیف کے اولین داعی نے بابل کی ایک ایسی ہی سرکش حکومت کے مقابلے میں خدا کی حکومت کو ترجیح دی ، اور اُسے آگ میں ڈالنے کے لئے شعلے بھڑکائے گئے ، پر اس کی نظر میں ہلاکت کے وہ شعلے گلزار بہشت کے شگفتہ پھول تھے : قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ! (۲۱ : ۶۹)

کیا ان کے دل میں دنیوی لذتوں اور عزتوں کی اُس جھوٹی جنت کی طمع پیدا ہو گئی ہے جس کے فریب باطل سے یہ جنودِ شیطانی انسانی روح کو فتنہ میں ڈالنا چاہتی ہے ؟ اگر ایسا ہے تو کیا انھیں خبر نہیں کہ مصر کا بادشاہ حکومت الٰہی کا منکر ہو کر اپنی عظیم الشان گاڑیوں اور بڑے بڑے رتھوں سے اور اُس ملک سے جس پر اُسے "رب اعلیٰ" ہونے کا گھمنڈ تھا ، کتنے دن متمتع ہو سکا ؟

إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا — فرعون ارض مصر میں بہت ہی بڑھ چڑھ نکلا تھا اس نے ملک کے باشندوں میں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

يَسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَآءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝

(۲۸ : ۳)

تفریق کرکے الگ الگ گروہ قرار دے رکھے ان میں سے ایک گروہ بنی اسرائیل کو اس قدر کمزور اور بے بس سمجھ رکھا تھا کہ ان کے فرزندوں کو قتل کرتا اور ان کے اعراض و ناموس کو برباد کرتا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ زمین کے مفسدوں میں سے بڑا ہی مفسد تھا لیکن اُدھر ہمارا فیصلہ یہ تھا کہ جو قوم اس کے ملک میں سب سے زیادہ کمزور سمجھی گئی تھی، اسی پر احسان کریں۔ اسی قوم کے لوگوں کو وہاں کی سرداری و ریاست بخشیں انہی کو وہاں کی سلطنت کا وارث بنائیں اور انہی کی حکومت کو تمام ملک میں قائم کرادیں۔ اس سے ہمارا مقصد یہ تھا کہ فرعون و ہامان اور اس کے لشکر کو جس ضعیف قوم کی طرف سے بغاوت و خروج کا کھٹکا لگا رہتا تھا، اسی کے ہاتھوں ان کے ظلم و استبداد کا نتیجہ ان کے آگے آئے!

مسلمانو! کیا متاع اخرت بیچ کر دنیا کے چند خزف ریزوں پر قناعت کی خواہش ہے؟ کیا اللہ کی حکومت سے باغی رہ کر دنیا کی حکومتوں سے

صلح کرنے کا ارادہ ہے؟ کیا نقد حیات ابدی بیچ کر معیشت چند روزہ کا سامان کر رہے ہو؟ کیا تمھیں یقین نہیں:

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ، وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ (۲۹:)

یہ دنیا کی زندگی (جو تعلق الٰہی سے خالی ہے) اس کے سوا اور کیا ہے کہ فانی خواہشوں کے بہلانے کا ایک کھیل ہے؟ اصلی زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے جس کے لئے اس زندگی کو تیار کرنا چاہیئے۔

اگر تم صرف دنیا ہی کے طالب ہو جب بھی اپنے خدا کو نہ چھوڑو کیونکہ وہ دنیا و آخرت دونوں بخشنے کے لئے تیار ہے۔ تم کیوں صرف ایک ہی پر قناعت کرتے ہو؟

وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (۴: ۳۳)

اور جو شخص دنیا کی بہتری کا طالب ہے اس سے کہدو کہ صرف دنیا ہی کے لئے کیوں ہلاک ہوتا ہے؛ حالانکہ خدا تو دین اور آخرت دونوں کی بہتری دے سکتا ہے۔ وہ خدا کے پاس آئے اور آخرت کیساتھ دنیا کو بھی لے لے!

مسلمانو! پکارنے والا پکار رہا ہے کہ اب بھی خدائے قدوس کی سرکشی و نافرمانی سے باز آجاؤ اور بادشاہ ارض و سما کو اپنے سے روٹھا ہوا نہ چھوڑو، جس کے روٹھنے کے بعد زمین و آسمان کی کوئی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ہستی بھی تم سے من نہیں سکتی! اس سے بغاوت نہ کرو بلکہ دنیا کی تمام
طاقتوں سے باغی ہو کر صرف اسی کے وفادار ہو جاؤ!

پھر کوئی ہے جو اس آواز پر کان دھرے؟ فھل من مستمع؟
آسمانی بادشاہت کے ملائکہ مکرمین اور قدوسیاں مقربین اپنے نورانی
پروں کو پھیلائے ہوئے اُس راستباز روح کو ڈھونڈھ رہے ہیں
جو مخلوق کی بادشاہت چھوڑ کر خالق کی حکومت میں بسنا چاہتی ہے
کون ہے جو اس پاک مسکن کا طالب ہو، اور پاکباز روحوں کی طرح پکار اُٹھے کہ:

رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا، رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ! رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (۳: ۱۹)

اے ہمارے حقیقی بادشاہ! ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو تیری بادشاہت کی آواز دے رہا تھا۔ اے ہمارے ایک ہی بادشاہ! ہم نے تیری بادشاہت قبول کی پس ہمارے گناہ معاف کر! ہمارے عیوب پر پردہ ڈال! اپنے نیک بندوں کی معیت میں ہمارا خاتمہ کر! تو نے اپنے منادی کرنیوالوں کی زبانی ہم سے جو وعدے کئے تھے وہ پورا کر! اور اپنی آخری بادشاہت میں ہمیں ذلیل
اور خوار نہ کر کہ تو اپنے وعدوں سے کبھی نہیں ٹلتا۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مسلمانوں کے فرائض کا سب سے ضروری جز

سخن طرازی و دانش، ہنر نظیری نیست
قبول دوست مگر نالۂ حزیں گردد

الہلال کی دوسری جلد کا یہ پہلا پرچہ ہے، ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہم نے الہلال کی اولین اشاعت کے خطبہ افتتاحیہ کو اس دعا پر ختم کیا تھا:

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا (بنی اسرائیل)

اے پروردگار! اس سفر میں جو میں نے اختیار کیا ہے، ایک بہتر مقام تک پہنچا، اور دشمنوں کے ہجوم سے نکالیو تو بہتر طریقہ سے نکالیو، اور گو میں ضعیف و کمزور ہوں، مگر تو اپنی نصرت بخشی سے اس کار زار

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

حق و باطل میں فتحیابی کے ساتھ غلبہ دیجیو!!
اگر کوئی دعاؤں کا سُننے والا ہے، تو یہ دعا اسی کی بتلائی ہوئی ہے۔ اگر کوئی درد اضطراب اور رنجوری بیکسی کا درماں بخش ہے تو یہ نسخہ راحت اسی کا تجویز کیا ہوا ہے۔ اگر کوئی ہے جو حق کو باوجود ضعف ظاہری کی طاقت بخشا اور باطل کو باوجود سرو سامان ظاہری کے خاسر ناکام رکھتا ہے تو یہ حربۂ جنگ اسی کا دیا ہوا ہے۔ اور پھر اگر کوئی ہے جو جھکے ہوئے سروں، اشک فشاں آنکھوں، اور زخمی دلوں کو دنیا میں ذلیل و رسوا نہیں کرتا، تو یہ نشان عزت و کامرانی اسی کا بلند کیا ہوا ہے۔ پس یہ ایک صدائے مضطر تھی جو ایک قلب محزوں سے اس وقت اٹھی، جب اس سفر کی منزل ہی نہیں، بلکہ راہ سفر ناپید تھی جب صحرائے بے کنار سامنے، مگر دوش ہمت توشۂ سفر کے بار تقویت سے محروم تھا۔ قدم چلنے کے لئے گو بے قرار تھے، مگر راہ موانع سفر کی کثرت سے ایک سطح خار تھی۔ جب ایک معرکہ کارزار درپیش، مگر یمین و یسار ہمرہان جنگ اور رفیقان پیکار سے خالی تھا جب بازار میں خریداروں کی تلاش تھی، مگر جو جنس مقبول تھی، اس سے دُکان خالی تھی اور جو متاع ہاتھ میں تھی، اس کا کوئی خریدار نہ تھا۔ لوگ بازار میں آتے ہیں تاکہ نفع و سود حاصل کریں، لیکن ہم نکلے تھے کہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

زیاں و نقصان کو ڈھونڈھیں جب کہ زمانے کی حلاوت پسندی جام شربت کی متلاشی تھی، تو ہمارے ہاتھ قدح تلخ و گلو گیر سے رکے ہوئے تھے۔ جب کہ دنیا اپنے تاب حسن کی افزائش کے لئے غازۂ روغن کی منتظر تھی، تو ہمارا دامن گرد و خاک ہی سے بھرا ہوا تھا جب کہ ان ہاتھوں کی تلاش کی جا رہی تھی، جن میں پھولوں کے گلدستے ہوں تو ہم اپنا ہاتھ دکھا رہے تھے، جس میں نوک نشتر کے سوا کچھ نہ تھا جب کہ ہم راحت طلب کی بیقراریاں منتظر تھیں کہ کم خواب و مخمل کے بستر تو دیکھیں تو ہمارا مشورہ تھا کہ کانٹوں کو زمین پر بچھائے اور پھر جہاں تک ممکن ہو اس پر لوٹئے۔ دنیا کہتی تھی کہ روشنی میں آگئے ہیں، لیکن ہم یہ کہنے کے لئے نکلے تھے کہ تاریکی ہی بہتر ہے۔ زمانہ کہتا تھا کہ علم! علم!! مگر ہم پکارنا چاہتے تھے کہ جہل! جہل!! ہر طرف ہنگامہ بپا تھا کہ آگے بڑھئے، مگر ہم غل مچانا چاہتے تھے کہ پیچھے ہٹیے۔ نظریں سامنے کی طرف تھیں مگر ہم عقب کی طرف دیکھنا چاہتے تھے۔ بازار میں مانگ تھی مدح و تحسین کی مگر ہم لے کر نکلے تھے طعن و قدح کو۔ خریدار ڈھونڈ رہے تھے برادۂ صندل کو تاکہ اس کے لیپ سے ٹھنڈک پائیں، لیکن ہم بیچ رہے تھے نمک جراحت اندیش کو تاکہ زخموں کی سوزش اور بڑھ جائے۔ یقیناً ہم مجنون و لایعقل تھے۔ اگر آپ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

حلوا فروشوں کے بازار میں کسی کو دیکھئے کہ شیرۂ قند کے قوام کی جگہ نیم کی پتیوں کو جوش دے رہا ہی تو آپ کیا کہیں گے؟ اگر آپ سے کہوں کہ آگ اور پانی کے دیو یعنی انجن کو اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں سے روک دوں گا تو آپ کیوں تسلیم کرنے لگے؟ شہد کو سب پسند کرتے ہیں، مگر کونین کے سفوف کو کوئی شہد کی آرزو و ذوق سے نہیں کھاتا پھول کے گلدستے کے لئے کس کا ہاتھ ہے جو نہیں بڑھے گا لیکن نشتر کی نوک کے لئے کوئی بھی بیقرار نہیں ہوتا۔ سفر کی کامیابی زاد راہ اور اسباب وسامان پر موقوف ہی، اور لڑائی بغیر شمشیر و تفنگ اور سپاہیوں کی صفوں کے ممکن نہیں۔ یہ سب سچ ہے لیکن پھر یہ کیا ہے جسے اپنے گرد وپیش دیکھ رہا ہوں؟

کیا یہ اس نیرنگ ساز کے عجائب کار وبار، نصرت کی آیات و آثار نہیں ہیں؟ اگر ہر کام کے لئے اسباب وسامان مطلوب ہیں تو ہمارے پاس کیا تھا؟ اگر قبولیت و رجوع قلوب کے لئے روش عام ضروری ہے تو ہمارے قدم تو اس طرف نہ تھے۔ نفس انسانی ہماری خاطر اپنے خصائص طبیعہ کو چھوڑ نہیں سکتا، اور زمانے نے کچھ ہماری اطاعت کا وعدہ نہیں کرلیا ہے کہ ہمارے لئے اپنا موسم بدل دے گا۔ تعریف نفس کو مرغوب ہے اور نکتہ چینی سے کوئی خوش نہیں ہوتا۔ نرم ہاتھوں کو سب پسند

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کرتے ہیں، لیکن سخت ہاتھوں کی گرفت کسی کو خوش نہیں آتی۔ ملک میں مختلف گروہ، مختلف جماعتوں پر حکمراں ہیں، اور ان کے قلوب کی باگ اپنے ہاتھوں میں رکھتے ہیں پھر ان میں سے کسی کا ساتھ دیجئے تو زمانہ آپ کے ساتھ ہے اور اگر الگ رہیئے تو اپنی طاقت کا ثبوت دیجئے لیکن یہاں طاقت کا ادعا نہیں، بلکہ عجز و ضعف کا انکسار تھا۔ باایں ہمہ اس چھ ماہ کی اقل قلیل مدت کے بعد دیکھتے ہیں تو یہ کیسی عجیب بات ہے کہ باوجود تمام بے سر و سامانیوں کے پہلی منزل سے گزر چکے ہیں، اور باوجودیکہ یک و تنہا تھے، مگر الحمد للہ کہ کارزار حق و باطل میں شکست و ناکامی سے شرمندہ و نادم نہیں ہیں۔ ہر طرح کے اسباب مفقود تھے اور موانع کی کثرت سے راہ امید مسدود مگر اسباب کی تلاش سے پہلے خود اسباب نے ہمیں تلاش کیا، اور طلب سے پہلے خود مطلوب نے اپنی صورت دکھلائی۔ آواز خوش آیند نہ تھی مگر کسی نے سننے سے انکار نہیں کیا، اور جام تند و تلخ تھا، مگر بہتوں نے اسے شربت قند و شہد پر ترجیح دی۔ اس میں شک نہیں کہ بہتوں نے کانوں میں انگلیاں بھی ڈالیں مگر ہاتھ میں اس کے اوراق بھی لیئے رہے۔ ایسے بھی کم نہ تھے جنھوں نے پینے سے پہلے منہ بنایا، لیکن بالآخر حلق سے اتار بھی لیا بعضوں کی پیشانیاں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

صاف تھیں، اور اکثروں کی پُر شکن، مگر طرفہ ماجرا یہ تھا کہ چہرے سب کے اسی طرف تھے۔ یہ ضرور ہے کہ مہر و نوازش کی نظریں کم تھیں، مگر نگراں بھی سب اسی جانب تھیں۔ جام سب نے لئے مگر یوں سمجھ لیجئے کہ کسی نے آنکھوں سے آنکھیں ملا کر لیا اور کسی نے

مُنہ پھیر کر اِدھر کو، اُدھر کو بڑھا کے ہاتھ

آپ کو پورا اختیار ہے کہ اس کے علل و اسباب ظاہری کی جستجو میں کاوش کیجئے، مگر ہم کو یقین ہے کہ اس قلیل عرصے میں یہ جو کچھ ہوا، فی الحقیقت اس دعا کی استجابت کا آغاز تھا اور اس نصرت فرمائے حق کی ایک آیت قاہرہ تھی، جو ہمیشہ حق کو باوجود اس کی ظاہری بے سروسامانی کے نصرت بخشتا ہے، اور باطل کو باوجود اس کے ساز و سامان کے ناکام و خاسر کرتا ہے، اور پھر قلوب مومنین اور انظار خاشعین کے لئے اس تائید غیبی کو حق و صداقت کی ایک کھلی نشانی قرار دیتا ہے۔ تاکہ دیکھنے والے دیکھیں، سننے والے سنیں اور دل رکھنے والے سوچیں۔

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ	حق ظاہر ہوا، باطل کو شکست ہوئی اور
الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ	اور باطل تو شکست ہی کھانے والا ہے اور
كَانَ زَهُوقًا وَنُنَزِّلُ	ہم اس کتاب ہدایت قرآن میں ایسی تعلیم

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۔ (بنی اسرائیل)

دیتے ہیں، جس میں صاحبان ایمان کے لئے تمام امراض قلبی کے لئے شفا اور رحمت ہے (البتہ) نافرمانوں اور حامیانِ باطل کو اس سے اور اُلٹا نقصان ہی پہنچتا ہے۔

ایک ہزار تین سو برس سے زیادہ زمانہ گزرا، جب حق اور باطل صدق وکذب، نور وظلمات، پیروان شیطان اور بندگان خدا، دونوں میں ایک سخت جنگ برپا تھی۔ حق بظاہر بیکس، بے سروسامان اور مظلوم تھا، اور شیطان کا تخت اپنے سائے کی ظلمت میں باطل پرستوں کی ایک مغرور فوج رکھتا تھا جبل بوقیس کے تنگ وتاریک غار میں روشنی کی ایک دھیمی جھلک نظر آتی تھی، مگر ریگستان حجاز کا ایک ایک ذرہ ظلمات کذب کی پوری مسلح فوج تھا۔ لیکن یہی دسمائے مقدس تھی جو خدا نے اپنے زمین کے ایک ہی وارث حق وصداقت کو سکھلائی تھی، اور یہی الفاظ تھے جو غربت وبے سروسامانی کے عالم میں اس مجسمۂ حقانیت کی زبان سے نکلے تھے۔ پھر جو کچھ ہوا وہ صرف آپ کے اور ہمارے ہی نہیں بلکہ تمام عالم کے سامنے ہوا!

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ

جبکہ خدا کی نصرت آپہنچی اور حق وصداقت کو فتح ہوئی اور تم نے اپنی آنکھوں سے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝	دیکھ لیا کہ دین الٰہی میں لوگ جوق جوق
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ	داخل ہوئے ہیں، تو اب اپنے پروردگار
وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ	کی حمد و ثنا کرو اور اپنے خطاؤں کی معافی
تَوَّابًا ۝ (النصر)	مانگو! یقیناً وہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا ہے۔

مقام اطاعت خدا اور رسول اور شرف معیت جماعت اربعہ

الہلال بھی ایک دعوت ہے جس کے تمام اغراض و مقاصد اور اصول و فروع کا نقطۂ وحید صرف اس دین الٰہی کی دعوت کی تجدید اور اس کے اصول بنیادی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر کو زندہ کرنا ہے پس گو وہ ایک ذرۂ حقیر ہو مگر اس کی روشنی ماخوذ اسی نیر و منیر سے ہے، اور گو وہ خود ضعیف ہو لیکن پیام اسی قوی و عزیز کا ہے۔ وانعم ما قیل:

گرچہ خوردیم، نسبتے ست بزرگ ذرۂ آفتاب تابانیم

یقینی ہے کہ نصرت الٰہی کے جو عجائب اس دعائے مقدس نے اول روز دکھلائے تھے، اس کا فیضان جاری آج بھی پیروان دین مبین اور حامیان حق و صداقت کو اپنا کرشمۂ قدرت دکھلائے اور جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ذریعہ مقربان الٰہی کے مقام سے نسبت حاصل کر لی ہے، وہ اس شرف نسبت کی بدولت ان تمام برکات و نعائم کے شریک و حقدار ہو جائیں جن

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کے وہ گو خود مستحق نہیں ہیں، مگر جن مستحقین نعمت کے ساتھ ہیں، ان کی معیت کا شرف ضرور حقدار ہے اور یہی معنی ہیں اس آیت کریمہ کے کہ:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ (النساء)

اور جو لوگ ہر طرف سے باغی ہو کر صرف اللہ اور اس کے رسول کے مطیع و منقاد ہو گئے تو بیشک وہ ان مقربان الٰہی کے ساتھی ہو جائیں گے جن کو حق تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے نزول کے لئے دنیا میں چن لیا ہے اور جن میں سب سے پہلی جماعت انبیائے کرام کی، پھر صدیقوں کی پھر شہدا اور صالحین امت کی ہے۔ یہ چار جماعتیں ان کی ساتھی ہوں گی اور اس رفاقت سے بڑھ کر اور کون سی رفاقت ہو سکتی ہے؟

اس آیت میں چار مخصوص جماعتوں کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ان کے ساتھیوں میں محسوب ہوں گے۔ لیکن یہ سمجھ لینا چاہئے کہ "مقام اطاعت" کا حصول کیونکر متحقق ہو سکتا ہے اور اس کے شرائط کیا ہیں؟

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

یاد رہے کہ ہر اطاعت کے لئے ایک سرکشی، ہر وفاداری کے لئے ایک دشمنی اور ہر عاجزی کے لئے ایک غرور و تمرد لازمی ہے۔ آپ ایک آقا کے نوکر ہو نہیں سکتے جب تک کہ اور تمام آقاؤں سے انکار نکر دیں۔ زید سے اگر آپ کو محبت ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے تمام دشمنوں کے آپ دشمن ہو گئے۔ ایک چوکھٹ پر جب ہی سر جھک سکتا ہے، جب اور تمام جھکانے والی چوکھٹوں پر سے مغرورانہ گزر جائے جب آپ نے کہا کہ میں روشنی ہی کو پسند کرتا ہوں تو ضمناً اس کا بھی اقرار کر لیا کہ تاریکی سے متنفر ہوں۔ آپ ایک ہی جانب اپنا منہ کر نہیں سکتے جب تک اور ہر طرف سے منہ پھیر نہ لیں اور ایک ہی سے اپنا رشتہ جوڑ نہیں سکتے جب تک ہر طرف سے رشتے کاٹ نہ لیں۔ پس خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کے لئے پہلی چیز یہ ہے کہ اس کے سوا اور جتنی قوتیں اپنی اطاعت کی طرف بلاتی ہیں، ان سب سے باغی ہو جائیے اور اس کے آگے جھکنے سے پہلے اور تمام جھکانے والوں کے آگے مغرور ہو جائیے جو لوگ اس کی اطاعت کے مدعی ہیں، ان کو اطاعت سے پہلے سرکشی کا، وفاداری سے پہلے بغاوت کا، اور دوستی سے پہلے دشمنی کا ثبوت دینا چاہیئے، ان کو آزمائش میں پڑ کر ثابت کرنا چاہیئے کہ خدا کی وفاداری کے لئے انھوں نے کن کن قوتوں سے بغاوت کی ہے؟ اور اس کی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

محبت کے پیچھے کس کس کو اپنا دشمن بنایا ہے؟ وہ حکومت الٰہی کے مقابلے میں اپنا تخت تسلط بچھانے والی قوت شیطانی، جو انسانوں کو خدا سے چھین کر اپنا مطیع و منقاد بنانا چاہتی ہے اور جس کے مظاہر تمہارے اندر اور باہر دونوں جگہ موجود ہیں، مدعیان اطاعت الٰہی کے لئے دنیا میں اصلی اور پہلی آزمائش ہے۔ کوئی ہستی خدا کی مطیع ہو نہیں سکتی جب تک کہ اس قوت اور اس قوت کے تمام مظاہر سے باغی و متمرد نہ ہو جائے۔ سب سے بڑا قوت ابلیسی کا مظہر نفس انسانی اور قوائے بہیمیہ کی قوائے ملکوتیہ سے ایک دائمی جنگ ہے۔ پھر انسان سے باہر طرح طرح کی ضلالتوں اور باطل پرستیوں کے تخت بچھے ہوئے ہیں اور خود انسانوں کے بیشمار غول ہیں، جنہوں نے شیطان کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس طرح اس کی اطاعت میں اپنے تئیں فنا کر دیا ہے کہ ان کا وجود از سر تا پا پیکر شیطانی اور مجسمۂ ابلیسی بن گیا ہے۔ ان میں سے ہر قوت شیطانی انسان کو اپنے آگے مرعوب دیکھنا چاہتی ہے۔ کہیں دولت اور مال و جاہ دنیوی شیطان کا نشیمن ہے کہیں غرور علم و فضل کے اندر سے شیطان جھانک رہا ہے کہیں مذہبی پیشواؤں کی جماعتیں اس کا مرکب فساد بن گئی ہیں اور کہیں جماعتی تسلط اور قوت نے اپنی دعوت ضلالت کی باگ اس کے ہاتھ میں دیدی ہے۔ حکومتوں اور گورنمنٹوں کا قہر و استبداد بھی ایک بہت بڑا مظہر ابلیس

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ہیں۔ اور ننگ و ناموس دنیوی اور محبت اہل و عیال کی زنجیروں کے اندر بھی اسی کے تعبد و انقیاد کی کشش مخفی ہے۔ پس مقام "وَمَنْ یُطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ" کے حاصل کرنے کے لئے اولین شرط یہ ہے کہ انسان ان تمام طاقتوں کی اطاعت سے یکسر باغی و سرکش ہو جائے اور ان کی عظمت و جبروت کے اثر سے اپنے دل کو آزاد کر دے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ جہاں تک طلب صادق کی قوت اور توفیق الٰہی کی ہمت اس کا ساتھ دے، ان تمام مظاہر شیطانیہ کے مقابلے میں ایک مغرورانہ جہاد کا اعلان کر دے، اور تعبد الٰہی کی تلوار لے کر فاتحانہ اُٹھ کھڑا ہو۔ ضلالت اور گمراہی کا تبکدہ جہاں دیکھے حق اور صداقت کی ضرب سے پاش پاش کر دے۔ دولت دنیا میں ہمیشہ شیطان کی سیر و سیاحت کا سب سے بڑا مرکب رہی ہے اور ضلالت کی تاریکی نے چاندی اور سونے کی دیواروں کے اندر ہمیشہ گھر بنایا ہے، پس ہر اُس غرور اور ادعا کو جو دولت اور عزو جاہ دنیوی سے پیدا ہو شیطان کا بت یقین کرے اور خدا کی عزت کی خاطر، جہاں تک ممکن ہو اسے ذلت سے ٹھکرا دے۔ حکومتوں کا استبداد، علماء سوء اور مذہبی پیشواؤں کا استیلا دنیوی رہنماؤں اور جماعتی حکمرانوں کا قہر و تسلط، رسم و رواج اور سوسائٹی کے دباؤ کی تبدیش، یہ تمام چیزیں بھی شیطان ہی کے تخت کے سایہ میں نشو و نما پانے والی ہیں، اور ان کی قوت بھی "مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ"

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

میں داخل، پس خدا کی محبت کے لئے ان سب کا دشمن ہو جائے اور اس
کے نام کی عزت کو بلند کرنے کے لئے ان سب کو ذلیل و رسوا کرے۔ اپنی
زبان کو، اپنے دماغ کو، اور اپنی تمام قوتوں کو وقف کر دے تاکہ جو طاعت
الٰہی سے سرکش انسان حق و صداقت کی عزت کو دنیا میں تاراج کر رہے
ہیں، ان کی عزت باطلہ کے تاراج و غارت کرنے کا وہ ذریعہ بنے۔ اس کی
زبان حق کی زبان ہو اور قدم حق کے قدم ہوں۔ زبان سے ان کی
تحقیر و تذلیل کرے، اور پاؤں سے ان کے مغرور سروں کو کچلے جب
اس منزل امتحان سے وہ گزر جائے گا، اس وقت اللہ اور اس کے رسول
کا مطیع ہو گا۔ کیونکہ جو اللہ کا مطیع ہو، ضرور ہے کہ شیطان سے باغی ہو۔

الامر بالمعروف والنھی عن المنکر

سلسلۂ سخن میں ہم بغیر کسی گریز کے مقصود اصلی تک پہنچ گئے۔ اس
مقام طاعت الٰہی ہی سے وہ اصل اصول اسلامی رونما ہوتا ہے جس کو
قرآن کریم نے

الامر بالمعروف والنھی عن المنکر

کے جامع و مانع الفاظ میں بیان فرمایا ہے اور جو اس دین قویم کا
اصل اساس، اور امت مرحومہ کے شرف و فضائل کی علت حقیقی اور
اس کے تمام اصول و فروع کے لئے بمنزلہ عماد کار اور بنیاد شریعت

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بمصداق کے ہے:-

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ. (آل عمران)

تم تمام اُمتوں میں سب سے بہتر اُمت ہو۔ لئے کہ اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

دوسری جگہ سورۂ حج میں فرمایا:

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَآتَوُا الزَّكَوٰةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ. (الحج)

اگر ہم مسلمانوں کو حکومت اور خلافت دیکر دنیا میں قائم کردیں، تو ان کا کام ملک گیری یا عیش وعشرت نہ ہوگا، بلکہ یہ کہ وہ اللہ کی عبادت کریں گے، اپنے مال کو اس کی راہ میں خرچ کریں گے۔ دنیا کو نیک کاموں کا حکم دیں گے اور برائیوں سے روکیں گے اور سب کا انجام کار اللہ ہی کے ہاتھوں میں ہے

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے عروج اور وراثت ارض ہونے کی اصلی علت یہ بیان کی ہے کہ وہ دنیا میں اعمال حسنہ انجام دیں گے، اور پھر ان کی تشریح کی ہے کہ وہ عبادت بدنی ومالی، امر بالمعروف، اور نہی عن المنکر ہے۔ پس فی الحقیقت حق کا اعلان اور گمراہی کا رد کرنا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ایک ایسا فرض اسلامی تھا جس کو مثل نماز اور زکوٰۃ کے ہر مومن و مسلم پر فرض کر دیا گیا تھا اور دنیا میں اس امت کو خدا کی طرف سے یہ خدمت تفویض کی گئی تھی کہ حق کے قیام اور گمراہی کے انسداد کا اپنے وجود کو ذمہ دار سمجھے اور ہر چیز کو گوارا کر لے مگر حق کی مظلومی کی اس کو برداشت نہ ہو۔

یہ فرض عام تھا کسی خاص جماعت کی اس میں خصوصیت نہ تھی۔ امم قدیمہ کی گمراہی کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ یہ فرض ہمیشہ علماء و رؤسائے دینی کے قبضۂ اقتدار میں رہا۔ اور اس لئے جس وقت تک وہ خود حق پر قائم رہے قوم بھی ہدایت پر قائم رہی اور جب وہ گمراہ ہو گئے تو قوم کی قوم برباد ہو گئی۔ اسلام نے اس مرض کا یہ علاج تجویز کیا کہ "امر بالمعروف" کو ہر فرد امت کا فرض قرار دیا، اور اس کی ذمہ داری پوری قوم پر پھیلا دی۔ یعنی ہر مومن جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا اقرار کرتا ہے، بمجرد اقرار، اس کا بھی عہد کر لیتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو قیام حق اور انسداد باطل کا ذمہ دار سمجھے گا، اور اس کی تمام قوتیں صرف اس لئے ہوں گی کہ نیکی کی نصرت کریں اور برائی کو روکیں۔

علاوہ ان آیات کریمہ کے (صحیح مسلم) کی ایک مشہور حدیث میں جس کو حضرت ابو سعید خدری نے روایت کیا ہے اور نیز نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی بادنے تغیر موجود ہے، کس قدر واضح طور پر اس

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

فرض کی تشریح فرمائی ہے:-

مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ، فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔

تم میں سے جو مسلمان کوئی خلاف حق بات دیکھے تو اُسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ کے زور سے اس کو دور کرے۔ اگر اس کی طاقت نہ پائے تو زبان سے اس کی بُرائی بیان کرے، اگر اس کی بھی قدرت نہ دیکھے تو کم از کم دل ہی دل میں اس کو بُرا سمجھے۔ مگر یہ آخری صورت ایمان کا نہایت ضعیف درجہ ہے۔

اسلام کی تعلیم کا اصلی عملی دور درحقیقت وہی اُس کا ابتدائی زمانہ تھا، جو افسوس ہے کہ بہت جلد ختم ہو گیا۔ یہ اسی فرض اسلام کی قوت تھی جس نے قرون اولیٰ میں تمام اسلامی سرزمین کو اعمال حسنہ کی حکومت سے نیکیوں کی ایک بہشت بنا دیا تھا۔ شیطان اُس وقت بھی آزاد تھا، جیسا کہ اب ہے اور اس کے پاؤں میں بیڑیاں نہیں ڈالی گئی تھیں، مگر یہ ضرور تھا کہ اسلام کی قوت عاملہ نے انسانی نفس کی بے اعتدالیوں کو گویا پابزنجیر کر دیا تھا۔ اور امر بالمعروف کے حکم سے کوئی باہر نہ تھا۔ ہر شخص یقین کرتا تھا کہ وہ "مسلم" ہے۔ اس لئے دنیا میں خدا کا قائم مقام اور اس کا نائب ہے، پس دنیا کی ہر چیز اور ہر عمل کو اپنی آنکھ سے نہیں بلکہ خدا کی آنکھ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

سے دیکھتا تھا اور اپنی خواہشوں پر "مرضات اللہ" کو مقدم رکھتا تھا۔
ہم اُس زمانے کے حالات میں پڑھتے ہیں کہ ایک عورت نفس کے تسلط
سے مجبور ہو کر زنا کے ارتکاب میں مبتلا ہو جاتی ہے اور اس کی کسی
متنفس کو خبر نہیں ہوتی، مگر وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت
میں آتی ہے اور اپنے زنا کا اقرار کرکے مجبور کرتی ہے کہ سنگسار کی جائے
اور پھر اقتضائے حمل کے بعد پورے عزم و استقلال سے آکر سنگسار
ہوتی ہے۔ ہم کو اُس زمانے میں وہ ہزاروں انسان نظر آتے ہیں جو
حق کے اعلان کی خاطر اپنے تمام عزیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں، اور اللہ کی
راہ میں اُن تمام سخت سے سخت مظالم کو ہنسی خوشی برداشت کرتے
ہیں، جو باطل کے پرستاروں کے ہاتھوں ان کو جھیلنے پڑتے ہیں۔ باپ نے
اپنے بیٹے کو خلاف حق چلتے دیکھ کر اپنے ہاتھوں سے سزائیں دی ہیں اور
بیٹوں نے اپنے والدین کے مقابلے میں تلوار اٹھائی ہے۔ دنیا کے اختیار
میں ہے کہ اُس عہد سے اعلیٰ تمدن، بہتر ساز و سامان معیشت اور ترقی یافتہ
علوم و فنون پیش کر دے، لیکن یہ قطعی ہے کہ اس زمانے سے بہتر وہ انسان
نہیں دکھلا سکتی۔

یہی لوگ تھے جن کی تعریف میں خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ:

اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ — کفر و ضلالت کے مقابلے میں نہایت سخت ہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ — مگر آپس میں ایک مومن دوسرے مومن کے لئے
(الحجرات) — نہایت رحم دل ہے۔

ان کی دوستیاں اللہ کے لئے تھیں اور دشمنیاں بھی اللہ ہی کے لئے۔ انھوں نے اپنے نفس کی خواہشوں کو مٹا دیا تھا اور اسکی جگہ اللہ کی رضاجوئی کے ولولے کی انگیٹھی روشن کر لی تھی "اَلْحُبُّ فِی اللہِ وَالْبُغْضُ فِی اللہِ" ان کا محور اعمال تھا۔ وہ ملتے تھے تو حق کی خاطر اور کٹتے تھے تو صداقت کے لئے۔ پھر اس راہ میں نہ کسی کا خوف تھا اور نہ کوئی دنیوی طاقت ان کو مرعوب کر سکتی تھی، کیونکہ انھوں نے اس مالک الملک سے صلح کر لی تھی جس سے کائنات عالم کی ہر شے ڈرتی ہے۔ پس اب ان کو کسی ڈرانے والے سے شکست کھانے کا خوف نہ تھا:

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ، اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ، يُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ (المائدہ)

ایمان اور صداقت کے سامنے نہایت عاجز نظر آتے ہیں، مگر کفر و ضلالت کے سامنے نہایت مغرور۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور پھر کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے (کیونکہ وہ صرف اللہ سے ڈرنے والے ہیں)۔

اسی "امر بالمعروف" کے اصول کا نتیجہ وہ آزادی راست گوئی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اور بے باکانہ حق پژوہی تھی، جس کے بیشمار نظائر سے صدر اول کی تاریخ لبریز ہے۔ سرزمین اسلام کا ایک ایک بچہ اور مدینے کی گلیوں کی بڑھیا عورتیں اعلان حق کی جو قوت اپنے اندر پاتی تھیں، وہ آج علم و دولت کی قوت کے مجسموں کو بھی نصیب نہیں۔ "امر بالمعروف" کی روح نے ایک ایسی زندگی ہر مسلمان میں پیدا کر دی تھی کہ خلاف حق و صداقت عمل کو دیکھ کر بے اختیار تڑپ جاتا تھا، اور پھر نہ تلوار اس کی زبان کو بند کرنے پر قادر تھی اور نہ حکومت کا تخت سطوت اس کی آواز کو دبا سکتا تھا۔

"امر بالمعروف" کے سد باب کا پہلا دن

ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر قیامت کے دن دنیا کے ظالموں کی صفوف عام عاق و مجالس سے الگ قرار دی جائیں گی، تو ان میں سب سے پہلی صف یقیناً (بنی امیہ) کی ہوگی۔ انھی ظالموں نے اسلام کی اس روح حریت کو غارت ظلم و استبداد کیا، اور اس کے عین عروج اور نشو و نما کے وقت اس کی قوت نمو کو اپنے اغراض شخصیہ کے لیے کچل ڈالا۔ ان کا اقتدار و تسلط فی الحقیقت "امر بالمعروف" کے سد باب کا پہلا دن تھا۔ نہ صرف یہ کہ انھوں نے اسلام کی جمہوریت کو غارت کر کے اس کی جگہ شخصی حکومت کی بنیاد ڈالی جو یقیناً اعتقاد قرآنی کی رو سے کفر جلی ہے، بلکہ سب سے بڑا ظلم یہ کیا کہ اظہار حق اور امر بالمعروف کی قوت کو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تلوار کے زور سے دبا دینا چاہا، اور مسلمانوں کی حق گوئی کے ترقی کنان ولولے کو مضمحل کر دیا، تاہم چونکہ عہد نبوت کا فیضان روحانی اور تعلیم قرآنی کا اثر ابھی بالکل تازہ تھا، اس لئے اگرچہ طرح طرح کی بدعات اور محدثات و معاصی کا بازار گرم ہو گیا تھا، لیکن پھر بھی "امر بالمعروف" کی آواز کی گرج کوفہ و دمشق کے ایوان و محل کو لرزا دیتی تھی۔ ساٹھ برس کی ایک بڑھیا عورت برسر دربار بلائی جاتی تھی اور (معاویہ) کے سامنے بے دھڑک اپنے وہ اشعار جوش و خروش کے ساتھ پڑھتی تھی جن میں نہ صرف حضرت امیر علیہ السلام کے مناقب ہوتے تھے بلکہ کھلے کھلے لفظوں میں بنی امیہ کے فضائع و مثالب بیان کیے گئے تھے۔ عبد الملک جیسا پا رعب و جبروت شہنشاہ مدینے آتا تھا تو اس کے دروازے سے گلیم پوش فقراء و صحابیک نکلتے تھے اور برسر دربار اس کو ظالم بتلاتے تھے۔ تاریخ میں ہم صدہا واقعات کے ضمن میں پڑھتے ہیں کہ حجاج کے سامنے اس کی بے نیام تلوار رکھی رہتی تھی، لیکن جانفروش مومن آتے تھے اور اس کی تلوار کو حقارت سے دیکھ کر اپنی شمشیر حق گوئی سے خود اس کے دل کو مجروح کر دیتے تھے

عہد عباسیہ اور علماء حق کی استقامت

بنی امیہ کے بعد ان کی ہر چیز کے وارث عباسی ہوئے، اور گو

حکومت کے استیلا و استبداد سے "امر بالمعروف" کا نشو و نما رک گیا تھا اور روز بروز اس کی قوت ضعیف سے ضعیف تر ہوتی جاتی تھی لیکن تاہم اسلام نے قوم کے اندر اس اصول کی روح جس قوت کے ساتھ پھونک دی تھی، اس کی ہلاکت کے لئے ایک مدت مدید درکار تھا۔ باوجود عجمی حکومت مستبدہ کی تقلید، اور قہر و استیلائے شدید کے جو آل عباس کو حاصل تھا، مامون الرشید جیسے عظیم الشان اور متوکل جیسے ظالم کے دربار میں آپ کو صدہا اشخاص نظر آئیں گے جن کو تخت بغداد کی عظمت و شوکت بھی مرعوب نہ کر سکی، اور اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر رکھ کر انھوں نے امر حق کا اعلان کیا۔ مامون الرشید کے استبداد جب مسئلہ خلق قرآن میں ظلم و تشدد تک پہنچ گیا تو دار الخلافہ بغداد میں علمار حق کی مظلومی نہایت درد انگیز تھی۔ لوگوں کو جبر و تشدد کے ساتھ مجبور کیا جاتا تھا کہ حدوث قرآن کا اقرار کریں، اور جو انکار کرتے تھے ان کو طرح طرح کی صعوبتوں میں مبتلا کیا جاتا تھا۔ جامع مسجد میں سوائے جہمیہ و معتزلہ کے کسی کو حق نہ تھا کہ وعظ و ارشاد کرے۔ اور جو شخص زبان سے قدم قرآن کا لفظ نکالتا تھا اس کی سزا موت تھی۔ لیکن بایں ہمہ عین ایسے جاں طلب اور خونریز موقعہ پر شیخ عبد العزیز بن یحییٰ مکہ معظمہ سے چل کر بغداد تک صرف اس لئے آتے ہیں کہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دارالخلافہ کی جامع مسجد میں خلق قرآن کے ابطال پر علانیہ وعظ کہے اور اس طرح گرفتار ہو کر مامون کی مجلس تک پہنچے، اور پھر اس کے سامنے "امر بالمعروف و نہی عن المنکر"، کے فرض کو انجام دے۔ چنانچہ وہ بغداد پہنچ کر عین جمعہ کے دن جامع مسجد (رصافہ) میں جاتا ہے اور بعد نماز کے منبر سے پکار کر کہتا ہے "کلام اللہ منزل غیر مخلوق!!"

اس کی اس ہلاکت طلب جرأت سے تمام مسجد میں ہنگامہ بپا ہو گیا، اور لوگوں نے کہا کہ یا زندگی سے بیزار یا مجنون ولایعقل ہے بالآخر عمرو بن مسعدہ رئیس الشرطہ (کوتوال شہر) کو فوراً اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ اس نے آ کر عبدالعزیز کو گرفتار کر لیا اور اس کی خواہش کے بموجب دربار خلافت تک پہنچا دیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے مجلس مناظرہ اور حضور خلیفہ کی درخواست کی، اور مامون الرشید کی موجودگی میں اس عقیدے کے فسادات کو ایک ایک کر کے بیان کیا۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

عباسیہ کے بعد فتنۂ تاتار کی غارت گری نے تاریخ اسلام کا ورق الٹ دیا۔ اور ایک وحشی قوم اسلام کے عرش حکومت کی مالک ہو گئی عربی حکومت کے خاتمہ کے ساتھ ہی دعوت اسلامی کے بقیہ قویٰ کا بھی خاتمہ ہو گیا تھا، اور فتنہ و فساد، جنگ و جدال، حکومتوں اور

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

قوموں کے تصادم اور دائمی کشت و خونریزی سے نفسانی اغراض و ظلم و عدوان کی فضا ہر طرف پھیل گئی تھی۔ سب سے بڑا فتنہ علماء سوء کی کثرت اور علمائے حق کی غربت تھی۔ خلافت راشدہ کے اختتام کے ساتھ ہی شخصی حکومت کی بنیاد پڑ گئی تھی اور شخصی حکومت کی سب سے زیادہ قاتل سمیت امراء و رؤسا کی ندامت اور مصاحبت کی رسم کا پیدا ہونا ہے، جو دنیوی عزّ و جاہ کے حصول کا ذریعہ اور بادشاہ وقت کے تقرب و طلب توجہ کا وسیلہ بن جاتی ہے، اور یہ سب سے بڑی دین و علم کی آزمائش ہوتی ہے، جو بوجھل زنجیر بن کر طبقہ علماء کے پاؤں میں پڑ جاتی ہے۔ پھر یہ طبقہ زر پرستی اور حصول عز و جاہ کی لعنت میں گرفتار ہو کر شیطان کا سب سے بڑا مرکب فساد بن جاتا ہے اور دین و علم کو امرا و رؤسا کی ابلیسانہ خواہشوں کے تابع کر دیتا ہے۔ اس کا علم و مذہب اور وعظ و ارشاد حق کے لئے نہیں بلکہ طلب دنیا کے لئے ہوتا ہے وہ قوم کو حق کی طرف نہیں بلاتا بلکہ خود قوم کی ضلالت اور گمراہی کے ہاتھوں میں ایک کھلونا بن کر رہتا ہے۔ جس عقیدے اور تعلیم کو جلب قلوب اور امرا و رؤسا کی خوشنودی کا ذریعہ دیکھتا ہے، بیان کرتا ہے اور جس کو ان کی خواہشوں کا مخالف پاتا ہے ترک کر دیتا ہے قرآن کریم نے علمائے یہود کی سب سے بڑی مذمت یہی بیان کی تھی:-

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ
وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ
هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ
لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ
يَاْخُذُوْهُ ۗ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ
مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا
عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ۗ
وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ

پھر بنی اسرائیل میں سلف صالح کے جانشین
اور کتاب توراۃ کے وارث ایسے ناخلف ہوئے
جو احکام الٰہی کو اغراض دنیوی کے لئے
تبدیل کر دیتے ہیں اور حق کو چھپاتے ہیں۔
اس لئے کہ اس کے صلے میں انہیں اس
دنیائے دوں کا کوئی ذلیل حصہ مل جاتا
ہے، اور اس پر طرہ یہ ہے کہ باوجود
اس کے کہتے ہیں کہ ہم علماء میں سے ہیں
اس لئے ہمارا گناہ تو معاف ہو جائے گا اور اگر پہلی چیز کی طرح کوئی اور دنیاوی
چیز ان کے سامنے آجائے تو پھر اس کے لینے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ کیا ان
گمراہیوں سے وہ عہد جو توراۃ میں مرقوم ہے نہیں لیا گیا ہے کہ "ہم حق بات
کے سوا دوسری بات خدا کی طرف منسوب نہیں کریں گے؟" پھر جو کچھ توراۃ
میں ہے وہ اسے پڑھ چکے ہیں اور کچھ جاہل و بے خبر بھی نہیں ہیں۔

زوال بغداد کے ساتھ ہی عربی قوت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا
اور ترکوں کا جو اقتدار ایک صدی سے نشو و نما پا رہا تھا، وہ تمام عالم
اسلامی پر چھا گیا۔ ترک ایک نو مسلم قوم تھی، جو عربی زبان سے واقف
نہ تھی اور نہ اس کو دین و مذہب کی کچھ خبر تھی اسلئے مجبوراً اس کو تمام علمی اور

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مذہبی معاملات میں علماء سے مدد لینی پڑی اور اس طرح علم و مذہب بیشتر سے زیادہ حصول قوت و حکمرانی اور دولت و جاہ دنیوی کا ذریعہ بن گیا۔ یہ "امر بالمعروف" کی بقیہ زندگی کے لئے گویا ایک آخری فتویٰ موت تھا۔ کیونکہ اب علم و مذہب اعلان حق و دفع باطل کے لئے نہیں، بلکہ حصول عزو جاہ اور حکومت و تسلط کے لئے حاصل کیا جانے لگا اور نفس پرست بادشاہوں اور امیروں کے دربار کی پہلی صفوں میں علماء و فقہاء کی قطاریں نظر آنے لگیں۔ علم حق ایک نور الٰہی ہے، جو اغراض نفسانیہ کی تاریکی کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔ وہ حق و صداقت ہے، مگر نفس کذب و باطل کی پرستش کرتا ہے۔ پس جن دلوں میں دنیوی لذائذ اور حکومت و امارت کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے مجبور ہو جاتے ہیں کہ علم و حقانیت کو ان نفوس خبیثہ کا تابع و محکوم کر دیں جن کے ہاتھ میں دولت اور عزو جاہ دنیوی کی بخشش کی قوت ہے۔ غرض ادنیٰ ہوس کا تسلط ان کے دلوں سے خدا کی حکومت کے خوف کو زائل کر دیتا ہے۔ وہ حق کو دیکھتے ہیں کہ مظلوم ہے، لیکن زبان نہیں کھولتے، کیونکہ جانتے ہیں کہ حق کی نصرت ان کے اغراض نفسانیہ کے لئے مضر ہے جو دل خدا سے نہیں ڈرتا پھر وہ دنیا کی ہر شے سے ڈرنے لگتا ہے پس وہ اللہ کی حکومت سے آزاد ہوئے شیطان کے برادنی سے ادنیٰ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مظہر اور ذریت کے غلام ہو جاتے ہیں اور چونکہ امرا و رؤسا یا عوام و جہلا سے جلب نفع اور حصول زر کی خواہش اپنے اندر رکھتے ہیں، اس لئے ان کی قدرت سے باہر ہوتا ہے کہ ان کے خلاف لبوں کو حرکت دے سکیں۔ وہ حق اور راستی کو پہچانتے ہیں لیکن اس کی طرف انگلی اٹھا کر اشارہ نہیں کر سکتے، کیونکہ ڈرتے ہیں کہ پھر دولت و جاہ دنیوی کے بت اپنا ہاتھ ان کے سروں پر سے ہٹا لیں گے: وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔

فی الحقیقت تاریخ اسلام کی گزشتہ آخری صدیاں "الامر بالمعروف" کی تاریخ کا ایک عہد تاریک تھا، جس میں روز بروز پچھلی روشنی مفقود ہوتی گئی اور نئی تاریکی اس کی جگہ قبضہ کرتی گئی۔ اجتماعی فسادات و امراض کے علاوہ سد باب اجتہاد اور اعتقاد تقلید نے تمام علوم عقلیہ و دینیہ کی ترقی روک دی تھی اور علی الخصوص علوم دینیہ کی درس و تدریس میں وہ تمام نقائص، جن کو علامہ ابن خلدون نے اپنے زمانہ میں محسوس کیا تھا، پیدا ہو چکے تھے، اور جو بالآخر بڑھتے بڑھتے آج اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ علوم قدیمہ کی تحصیل صرف متاخرین کی چند کتابوں اور حواشی و شروح کے پیچھے صرف دماغ کر دینے میں محدود ہو گئی ہے اور علوم قرآنی و حدیث کو سرچشمۂ ارشاد و ہدایت اور

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تبلیغ امر بالمعروف ونہی عن المنکر تھے، محض تفسیر جلالین اور مشکوٰۃ شریف کے الفاظ سے مناسبت پیدا کر لینے کا نام رہ گیا ہے۔

اگرچہ یہ گزشتہ آٹھ صدیوں کا زمانہ اسلام کے اخلاقی و اجتماعی تنزل کا اصلی دور تھا، اور جن امراض کی ابتدائی امیہ و عباسیہ کے زمانے میں ہوئی تھی، وہ اب ہڈیوں سے گزر کر کے ظاہر جسم پر بھی نمودار ہو گئے تھے۔ لیکن تاہم خدا کی سرزمین حق و صداقت کی آواز سے کبھی بھی خالی نہیں رہی ہے، اور اس دین قویم کی نصرت و تجدید کے لئے اس کا وعدہ ہے کہ وہ سخت سے سخت عہد طغیان و فساد میں بھی ایک جماعت صالحین امت کی ہمیشہ ایسی قائم رکھے گا، جن کے قلوب خود اس کی حفاظت اور پناہ میں ہوں گے، اور ضلالت شیطانی کو ان پر کبھی دسترس حاصل نہ ہوگا:

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ، وَکَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا (بنی اسرائیل)

جو میرے سچے بندے ہیں، ان پر شیطان کا قابو نہ چل سکے گا! اور اللہ اپنے بندوں کی کارسازی کے لئے بس کرتا ہے۔

فضیلت مخصوصہ امت مرحومہ اور سلسلۂ دعوت حق کا قیام دائمی

اگر گوش حق نیوش باز، اور دیدۂ اعتبار بینا ہو، تو فی الحقیقت اس دین قویم کے بقا و احیاء اور دعوت الی الحق والہدایت کے لئے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

روز اول سے خدائے تعالیٰ کے کاردبار نصرت فرمائی عجیب و غریب رہے ہیں۔ امم قدیمہ کے حالات ہم پڑھتے ہیں تو کوئی ہدایت اور صداقت ایسی نہیں ملتی جو اپنے داعی و بانی مذہب کی زندگی کے بعد ایک صدی تک بھی دنیا میں قائم رہ سکی ہو۔ ان اقوام کی تاریخ سے قطع نظر کرنی پڑتی ہے، جو اپنی گزشتہ تاریخ کے لئے کوئی بصیرت بخش روشنی نہیں رکھتے۔ لیکن دنیا کی جو بڑی بڑی قومیں اور مذاہب آج موجود ہیں، اُن کی قرون اولیٰ کی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ حضرت موسیٰ چالیس دن کے لئے وادی سینا کے پہاڑوں پر چلے گئے تھے تاکہ وحی الہٰی سے توراۃ مقدس کو مرتب کریں، لیکن اتنے ہی دنوں کی غیبت میں تمام قوم کی قوم گوسالہ پرست ہو گئی تھی اور اُن کی رسول کی تعلیم و ہدایت پر ایک شعبدہ باز کے چند لمحوں کا کرشمہ غالب آگیا تھا۔

فَرَجَعَ مُوسٰى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا، قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا، اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ؟ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ؟ (طٰہٰ)

حضرت موسیٰ غصہ و رتاسف کی حالت میں اپنی قوم کیطرف واپس آئے اور کہا کہ اے لوگو کیا تم سے خدا تعالیٰ نے توراۃ کے دینے کا وعدہ نہیں کیا تھا؟ کیا تم کو اس وعدہ کی مدت بہت لمبی معلوم ہوئی کہ بت پرستی میں مبتلا ہو گئے یا پھر تم نے یہ چاہا کہ تم پر تمہارے پروردگار کا غضب نازل ہو اس لئے تم نے اس عہد و ہدایت کو توڑ ڈالا جو تم نے مجھ سے کیا تھا؟

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

حضرت مسیح علیہ السلام کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آئے تھے بلکہ محض شریعت موسوی کے ایک مصلح اور آخری مجدد تھے۔ تاہم اُن کی دعوت کی تاریخ چند برسوں سے آگے نہیں بڑھتی اور ہمیں خوف ہے کہ جو نادان اور ابلہ ماہی گیر اُن کے ساتھ جمع ہو گئے تھے، ان میں سے سوائے (یوحنا) کے کسی نے اُن کی تعلیم کو سمجھا بھی تھا یا نہیں؟ ان کے بعد چند برسوں کا زمانہ یہودیوں کے مظالم اور حواریوں کے تحمل و توکل کا ضرور سامنے آتا ہے جس میں ایک مظلومانہ اخلاق کی کشش یقیناً پائی جاتی ہے، لیکن اس کے بعد ہی ایک متفنی اور فیلسوف یہودی (سینٹ پال) کی شرکت سے مسیحی تحریک کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ ایک نیا مذہب لے لیتا ہے جو رومی بت پرستی، افلاطونی الٰہیات اور یہودیت کے چند مسخ شدہ رسوم کا مجموعہ تھا:

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَیْنِهِمْ ۚ پھر عیسائیوں میں بہت سے فرقے پیدا ہو گئے
فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ اور آپس کے اختلافات میں پڑ گئے، پس
یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ افسوس ہے ان کی کفر و ضلالت پر اور
ان کو ایک بڑے دن میں اللہ کے آگے حاضر ہونا پڑے گا۔

یہی حال تمام امم قدیمہ کا ہے۔ لیکن منجملہ ان آیات صداقت اور اعلام حقانیت کے جن کے ذریعے خدا تعالیٰ نے اس دین قویم کو نصرت

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

فرمائی ہے، ایک بہت بڑی الٰہی نشانی یہ تھی کہ اس کی دعوت و تبلیغ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا اور روز اول ہی کہدیا:-

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ، وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ٥ (الصف)

پیروان باطل چاہتے ہیں کہ حق و صداقت کا جو نور الٰہی روشن کیا گیا ہے، اسے اپنی مخالفت کی پھونک مار کر بجھا دیں مگر وہ یاد رکھیں کہ اللہ اپنے اس نور صداقت کی روشنی کو درجۂ کمال تک پہنچا کر چھوڑے گا۔ اگرچہ باطل پرستوں کو برا لگے۔

دوسری جگہ فرمایا:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر)

بیشک ہم ہی نے اس دین حق و صداقت کی دعوت دنیا میں بھیجی اور ہم ہی ہیں جو ہمیشہ اس کے محافظ و ناصر ہوں گے۔

اسی تائید الٰہی کا نتیجہ تھا کہ آنحضرت (صلعم) کی وفات کے دن ہی سے اختلافات کی بنیاد پڑ گئی اور پھر شخصی حکومتوں کے قیام، ملکی اغراض اور سیاسی مطامع کے فساد، عجمی اقوام اور عجمی تمدن و رسوم کے اتباع اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ضعف سے روز بروز فتنہ و فسادات میں ترقی ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ زوال بغداد اور عربی حکومت کے خاتمے کے بعد فتنہ و فسادات کا ایک ایسا تباہ کن سیلاب

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اُٹھا، جو بنی اسرائیل پر (بخت نصر) کے تسلط کی تباہی سے کسی طرح
کم نہ تھا، لیکن پھر بھی اسلام کی دعوت کا بیج اپنے اندر ایک ایسی قوت نمو
رکھتا تھا کہ پامال ہوتا تھا اور پھر ابھرتا تھا۔ حوادث و مصائب کا ہاتھ
جس قدر اُس کی شاخوں اور پتوں کو کاٹتے تھے اتنی ہی اُس کی
قوت نمو اُبلتے ہوئے چشمے کی طرح اُچھل اُچھل کر بلند ہوتی تھی۔ فتنہ و
فساد کی باد صرصر اگر اس کی شاخوں کو ہلا رہی تھی، تو اللہ کا دست
محکم اُس کی جڑ کو مضبوط پکڑے ہوئے تھا۔ زمین کے اوپر اس کے
پتے جھڑ جھڑ کر گر رہے تھے لیکن زمین کے اندر اُس کی جڑ کے ریشے
مستحکم ہو رہے تھے۔ یہ سچ ہے کہ امم قدیمہ کی تمام تباہیاں اور گمراہیاں
ایک ایک کر کے اس امت کو بھی پیش آئیں۔ کوئی گمراہی بنی اسرائیل
اور مشرکین مکہ کی ایسی نہ تھی جس سے اشبہ گمراہیوں میں مسلمان مبتلا
نہ ہوتے ہوں، مگر دین آخری کے بقا اور قیام کا یہ معجزہ تھا کہ اُن
میں سے کوئی ضلالت بھی اصل سرچشمۂ تعلیم کو مکدر نہ کر سکی اور تحریف
و نسخ و حذف و اضافہ سے قرآن کریم ہمیشہ محفوظ رہا۔ اس سے بھی بڑھ کر
یہ کہ نصرت فرمائے حق کی تائید غیبی ہر سخت سے سخت دور فتن و طغیان
میں ایک جماعت ایسی پیدا کرتی رہی جس کے قدم حق و حقیقت پر غیر
متزلزل ہوتے تھے، اور چاروں طرف کی پھیلی ہوئی ضلالت سے

محفوظ رہ کر باوجود قلت انصار واعوان وعدم ساز و سامان دنیوی کے وہ جہاد امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں کامیاب وفتحیاب ہوتی تھی اور حق تعالیٰ اس کے دل و دماغ کو اپنے دست قاہر ومقتدر میں لیکر اپنے دین قویم کی حفاظت اور ہدایت امت مرحومہ کا ذریعہ بنا دیتا تھا۔ دنیا میں صداقت ہمیشہ رہی اور مختلف ناموں سے ہمیشہ آتی رہی، لیکن دین اسلام اُس کا آخری ظہور تھا، اس لئے ضرور تھا کہ وہ کامل تر ظہور ہوا اور پھر اس طرح محکم اور ناممکن التبدیل ہو کہ دنیا کی شیطانی قوتیں اُس پر کبھی بھی غلبہ نہ پاسکیں۔

پس یہ ایک حقیقت تھی جس کا اعلان پہلے ہی دن کر دیا گیا تھا قرآن کریم کے علاوہ احادیث کا تفحص کیجئے، تو اس حقیقت کو جا بجا ایک پیشین گوئی کی صورت میں پائیے گا:۔

لاتزال من امتی ظاھرین علی الحق حتی یاتیھم امر اللہ وھو ظاھرون (متفق علیہ)	میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت حق ضلالت وباطل پرستی پر فتح یاب رہیگی یہاں تک کہ قیامت ظاہر ہو۔

اس حدیث کو امام بخاری ومسلم نے صحیح میں مغیرہ کی روایت سے درج کیا ہے، مگر یہی حدیث بہ تغیر الفاظ نہایت کثرت سے مختلف اسناد و روات کے ساتھ شہرت پا چکی ہے اور متعدد صحابۂ کرام سے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مروی ہے۔ مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ میں بروایت ثوبان ہے:-

لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق، لا یضرهم من خذلهم، حتی یاتی امر الله وهم کذلك	ہمیشہ میری امت میں ایک جماعت رہیگی جو حق وصداقت کے اعلان میں فتحیاب ہوگی۔ باطل پرست اس کی مخالفت کریں گے، مگر ان کی ضرررسانی سے خدا اس کو محفوظ رکھے گا

ابن ماجہ اور نسائی کے بعض روایتوں میں قتال وجہاد کا بھی لفظ ہے اور مسلم کی ایک حدیث میں جس کو عقبہ بن عامر نے روایت کیا ہے:- قَاهِرِيْنَ لِعَدُوِّهِمْ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ بھی آخر میں زیادہ ہے۔ یعنی وہ جماعت حق دشمنان صداقت کے لئے اپنے اندر ایک الٰہی قہر وغلظت رکھے گی، اور جو لوگ اس کی مخالفت کریں گے وہ اسے نقصان پہنچانے میں کامیاب نہ ہوسکیں گے۔

اسی طرح ایک دوسری مشہور حدیث میں جس کو ابوداؤد اور حاکم و بیہقی نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ اس دین الٰہی کے احیاء و تجدید کے لئے ہمیشہ خدا تعالیٰ مصلحان امت اور مجددان ملت کو بھیجتا رہے گا اور وہ ہر صدی میں ظاہر ہوکر بدعات و محدثات کا استیصال کریں گے:-

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

إِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔

اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے آغاز میں ایک مجدد پیدا کرے گا جو دین اسلام میں اپنی روح ہدایت سے ایک تازگی اور نئی زندگی پیدا کر دے گا۔

کیا نہیں دیکھتے کہ یہی نصرت الٰہی اور آیت غیبی تھی جس نے باوجود ہیجان طغیان، واشتداد فساد، وشیوع فتن، واختلال کار وبار ہدایت ہر زمانے میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی آواز کو حی وقایم رکھا، اور فساد وضلالت کی کوئی سخت سے سخت قوت ابلیسی بھی اس قوت الٰہیہ پر غالب نہ آسکی۔ علی الخصوص تاریخ اسلام کی وہ گزشتہ آخری صدیاں جب کہ اسلام کے قدیمی مرکزوں کے اختلال، عربی حکومت کے خاتمے، امراء وسلاطین کے طامعانہ وعیش پرستارانہ اغراض، علمائے حق کی غربت وقلت، اور قتل وخونریزی کی شدت احاطہ سے تمام عالم اسلامی کی حالت موجودہ تنزل وانحطاط کے اسباب فراہم کر رہی تھی۔ اگر تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو پھر بھی اس کے ہر دور میں چند نفوس قدسیہ ایسے ضرور مل جاتے ہیں جن کے سینوں کو خدا نے نور ہدایت کے لئے کھول دیا تھا، اور ان کے دلوں کو حق وصداقت کے جمال کا مسکن بنا دیا تھا۔ آٹھویں صدی ہجری میں جب کہ مسلمانوں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

یں علم و دین کے تنزل و انحطاط کا بیج بار آور ہو چکا تھا، علامہ ابن
تیمیہ کا پیدا ہونا اور ان کا علاوہ علوم و فنون میں درجۂ رسوخ و
اجتہاد پیدا کرنے کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی راہ میں
ہر طرح کے شدائد و مصائب کا گوارہ کرنا، اور اپنے تلامذہ و تبعین
کی ایک بہت بڑی جماعت پیدا کر دینا، جس میں علامہ ابن قیم جیسے
اشخاص کا پیدا ہونا، کس قدر تعجب انگیز ہے؟

لیکن اس تعجب انگیز ظہور کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے
ہیں جن کو مسلمانوں کے اس ذہنی اور قلبی انحطاط کا صحیح اندازہ ہو
جو چھٹی صدی کے بعد تمام عالم اسلامی پر طاری ہو گیا تھا اور سد باب
اجتہاد نے اذہان و عقول کی ترقی کو اس کے عین عروج و ارتقاء
کے وقت ہلاک کر دیا تھا۔

اگر صرف ہندوستان ہی میں دعوت حق کی تاریخ پر نظر رکھی جائے
تو یہ آپ کے لئے ایک قریب کی مثال ہوگی۔ تاریخ ہند میں اکبر کا
عہد اس لحاظ سے خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ سلاطین پرست اور تبعین
ہوائے نفس علماء کی دربار پر حکومت تھی، اور دینداری اور تقدس
کے پردے میں نفسانی تعصبات اور مفسدانہ اغراض کام کر رہے تھے
آخر میں ملا مبارک کے خاندان کے دخل سے حالت ضرور بدلی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مگر یہ تبدیلی بھی کچھ مفید نہ تھی کیونکہ وہ خود پچھلے مرض کا ایک اعتدالاً علاج بالمثل تھا، لیکن عین اسی زمانے میں حضرت شیخ احمد سرہندی کا ظہور ہوتا ہے، جو ایک غیر معروف گوشے میں بیٹھ کر لاکھوں دلوں کو اپنی صدائے رعد آسائے حق کا شیفتہ بنا لیتے ہیں، اور احیائے شریعت و تجدید شعار اسلامی اور اعلان حق و امر بالمعروف کے لئے اپنے وجود کو یکسر وقف کر دیتے ہیں۔ پھر گیارھویں صدی کے اواخر اور بارھویں صدی کے آغاز میں حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان نے امر بالمعروف کی تاریخ میں جو حیرت انگیز خدمات دینیہ انجام دی ہیں، محتاج بیان نہیں۔ علی الخصوص شاہ ولی اللہ کا وجود قدسی، جو فی الحقیقت اپنے اندر الہام ربانی و فیضان الٰہی اور فطرۃ کاملہ و اقتباس انوار نبوت کی ایک مستثنیٰ مثال رکھتا تھا۔ اسی طرح گیارھویں صدی کے اواخر میں قاضی شرکانی کا یمن میں ظہور اور احیائے سنت اور رفع بدعت کے لئے سعی مشکور، احادیث مذکورہ کی پیشین گوئی کے لئے ایک مثالی صداقت ہے۔

اگر یہ تائیدات غیبی اور کار رد باز الٰہی نہیں ہیں، تو پھر یہ کیا بات ہے کہ ہر زمانے میں کچھ لوگ ایسے نظر آتے ہیں جو اپنے زمانے کی سوسائٹی میں پرورش پاتے ہیں، اور بچپن سے لے کر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

عہدِ شعور تک انہی خیالات و اعتقادات اور رسم و رواج کو دیکھتے اور سنتے ہیں، جن کی فضا ان کے چاروں طرف محیط ہوتی ہے، کانوں میں ان کے صدا آتی ہے تو باطل پرستی کی اور آنکھیں دیکھتی ہیں تو ضلالت و فساد کو، لیکن پھر ایک غیبی ہاتھ ہوتا ہے جو ان کا بازو تھام کر شاہراہ عام سے الگ ایک راہ پر لیجاتا ہے، اور فیضان و ہدایت الٰہی کی ایک مخفی قوت ہوتی ہے جس کا سرچشمہ ان کے سینے کے اندر سے اُبلنے لگتا ہے۔ وہ جب زبان کھولتے ہیں تو ان کی آواز ان کے زمانے کے عام اعتقادات و خیالات سے بالکل متضاد ہوتی ہے، اور اپنے خاندان، سوسائٹی، تعلیم و تربیت، اور ملکی رسم و رواج سے بالکل الگ ہو کر حق و صداقت کی طرف دنیا کو دعوت دیتی ہے۔ انسان اپنے تمام خیالات و معتقدات میں خارجی اثرات کا تابع ہے۔ وہ دنیا میں آتا ہے اور ایک خاص طرح کی تربیت اور سوسائٹی میں نشو و نما پاتا ہے۔ یہی تربیت اس کے تمام خیالات و معتقدات کی جڑ بن جاتی ہے، اور وہ جو کچھ سمجھتا اور جانتا ہے، یکسر اس کے گرد و پیش کے اثرات کا عکس ہوتا ہے۔ پس وہ کونسی چیز ہے جو ایک شخص پر ان تمام اثرات کے خلاف جو اس کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے رہتے ہیں، بالکل ایک نئے خیال اور عقیدے کی راہ کھول دیتی ہے۔ اور

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

وہ باوجود تمام ملک اور زمانے کو اپنا مخالف دیکھنے کے تن تنہا اُٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ رسم و رواج، معتقدات عام، دولت و ثروت، اور حکومت و سلطنت کے مقابلے میں حق کی تائید و نصرت کے لئے جہاد کرے۔

یہ کیا نیرنگی ہے کہ آزر بت تراش کے گھر میں خلیل بت شکن پیدا ہوتا ہے، اور پرستاران لات و منات کی سرزمین سے صدائے توحید و حق پرستی بلند ہوتی ہے؟

إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى، يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ، ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ ؟ (الانعام)

بیشک خدا ہی ہے جو زمین کے اندر بیج اور دانے کو پھاڑ کر اس سے ایک درخت قوی و بلند پیدا کر دیتا ہے، وہی زندے کو مردے سے نکالتا ہے، اور مردے کو زندے سے پیدا کرتا ہے۔ یہی عجائب قدرت کے کرشمے دکھلانے والی ذات تمھاری مالک ہے پھر تم کدھر بہکے جاتے ہو۔

درحقیقت یہ ملکۂ ہدایت اور فطرت صحیحہ کے روحانی ارتقا کا ایک سلسلہ ہے، جس کا آخری درجہ مقام نبوت ہے، مگر اس کی ابتدا اصلحائے امت کے مرتبے سے ہوتی ہے۔ وہ تمام نفوس قدسیہ جن کو خدا تعالیٰ ہدایت و ارشاد عالم کے لئے چن لیتا ہے، اگرچہ نبی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نہیں ہوتے، مگر اس زنجیر کی ایک کڑی ہوتے ہیں، جس کی آخری کڑی
مرتبۂ نبوت و رسالت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو فیضان نبوت
سے مستفیض ہونے کے لئے کھول دیتا ہے، اور جس طرح آفتاب کی روشنی
تمام ستاروں کے اجسام کو روشن و منور کر دیتی ہے، بالکل اسی طرح
ان کے قلوب آفتاب نبوت کی ضیاء بخشی سے انوار اندوز ہو کر
چمک اُٹھتے ہیں۔ اسی ارتقائے انسانیت کے وہ چار مراتب ہیں
جن کو قرآن کریم نے بالترتیب اس آیت میں گنایا ہے، اور ان کو
خدا تعالیٰ کی تمام نعمتوں اور برکتوں کا مورد و ہبط قرار دیا ہے کہ:
اَلَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ
وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا۔

جو لوگ تمام شیطانی طاقتوں سے باغی ہو کر مقام اطاعت
خدا و رسول" کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں، ان کا شمار انہی چار جماعتوں
کے تبعین میں ہو جاتا ہے، اور وہ ان کے رفیق اور ساتھی بن جاتے
ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ان تمام الٰہی نعمتوں اور برکتوں کے بھی
مستحق ہو جاتے ہیں، جن کا خدا تعالیٰ نے ان جماعت ہائے اربعہ
کو مستحق قرار دیا ہے۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

گویند مگر سعدی چندیں سخن عشقش
می گویم و بعد از من گویند بدستانها

جہاد فی سبیل اللہ اور امر بالمعروف

اور یہی "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" ہے، جس کو قرآن کریم "جہاد فی سبیل اللہ" کے جامع و مانع لقب سے یاد کرتا ہے، اور اس کو قیام اسلام کا مقصد اصلی اور مسلمانوں کے تمام اعمال و عبادات کا مبدء حقیقی قرار دیتا ہے۔

"جہاد" لفظ "جہد" سے ہے، جس کے معنی محنت، تعب مشقت اور کسی کام کے لئے سخت تکلیف برداشت کرنے کے ہیں پس جہاد کی تعریف یہ ہے:۔

استفراغ الوسع فی مُدافعۃ العدو ظاھراً و باطناً۔

(مفردات امام راغب)

دشمن کے حملے کی مدافعت میں اپنی پوری طاقت اور قوت سے کوشش کرنا۔ وہ دشمن ظاہری حملہ آور ہو مثلاً اعدائے دین و ملت اور ان کا حرب و قتال یا باطنی جیسے نفس و مظاہر شیطان۔

اسلام کا مقصد اصلی دنیا میں قیام حق و صداقت اور دفع باطل و ضلالت ہے، یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر، خواہ وہ کسی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

صورت اور کسی شکل میں ہو۔ اور یہ ممکن نہیں کہ جب تک ان تمام باطل پرستیوں اور گمراہیوں کو دور نہ کیا جائے، جن کو حق کی ضد حقیقی یعنی قوت شیطانی مختلف مظاہر و اشکال میں ہمیشہ پیدا کرتی رہتی ہے۔ پس اس بنا پر ہر طرح کی انسانی گمراہیوں کے دور کرنے کے لئے سعی کرنا اور باطل و ظلم کے مقابلے میں حق و عدل کا حامی و ناصر ہونا عین مقصد اسلام، و علت ظہور رسالت و سبب نزول شریعت ہے۔ اور اسی نصرت حق و دفع باطل کی سعی و کوشش کا نام اصطلاح قرآنی میں "جہاد فی سبیل اللہ" ہے۔ اس مطلب کو زیادہ واضح کرنے کے لئے یوں سمجھئے کہ امر بالمعروف اسلام کا مقصد اصلی ہے، لیکن امر بالمعروف ہو نہیں سکتا جب تک نہی عن المنکر نہ کیا جائے۔ امر بالمعروف کے معنی ہیں نیکی اور صداقت کی طرف بلانا اور اس کا حکم دینا، اور نہی عن المنکر سے مقصود ہے بُرائیوں اور گمراہیوں کو رد کرنا لیکن نیکی اور صداقت تو بُرائیوں کے دور ہونے ہی کا نام ہے اور روشنی کے معنی بھی یہی ہیں کہ تاریکی نہ ہو۔ کپڑا صاف کیوں کر رہ سکتا ہے جبکہ آپ اسے سیاہ دھبوں سے نہ بچائیں گے؟ پس امر بالمعروف کے ساتھ نہی عن المنکر ناگزیر ہے اور نہی عن المنکر ہی کا دوسرا نام جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

صاحب مفردات نے نہایت اچھا لفظ "ظاہراً و باطناً" کا رکھدیا ہے۔ یہ باطل پرستی و ضلالت کا استیلا کبھی تو انسانوں کے غولوں اور ان کے خونریز ہتھیاروں کی صورت میں ہوتا ہے اور کبھی اعتقادات و اعمال و افعال کی صورت میں۔ کبھی ضلالت تلوار و تفنگ ہاتھ میں لیکر مسجدوں کی محرابوں اور اذان کے مناروں پر علانیہ قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ تاکہ پرستاران حق کو نابود کردے اور کبھی خیالات و عقائد کے مخفی ہتھیار لے کر چپکے چپکے ان انسانی قلوب اور اذہان کو مسخر کرنا چاہتی ہے، جو حق کی پرستش کی مخفی مگر حقیقی عبادت گاہیں ہیں۔ کبھی وہ جنگ کی تلوار لیکر نکلتی ہے اور کبھی فریب کا دام دلکشا۔ کبھی اس کے ہاتھ میں توپوں کے مشتعل کرنے کا فتیلہ ہوتا ہے اور کبھی زہر آلود جام شربت۔ دونوں قوت شیطانی کے مظہر اور دونوں اس کی حکومت کی ظاہر و مخفی فوج ہیں۔ پس جہاد کے معنی یہ ہیں کہ جب گمراہی کا ظہور جنگ کے ہتھیاروں کی صورت میں ہو تو پرستاران حق و امانت داران توحید کے ہاتھ میں بھی تیغ جہاد ہو اور یہ دشمن ظاہری کے مقابلے میں مدافعت ہے۔ لیکن جہاں گمراہی کا ظہور نفس شیطان کی پھیلائی ہوئی باطل پرستی اور جہل و ضلالت کے اعتقادات و اعمال اور

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اوہام وخیالات کی شکل میں ہو، تو وہاں مومن و مسلم کو " امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کے اسلحہ کے ذریعہ اپنی زبان اور قلم سے اس کے دفع وابطال میں جہاد کرنا چاہیے، اور یہ باطنی دشمن کے مقابلہ میں مدافعت ہے۔

تشریح معنی جہاد

یہی سبب ہے کہ متعدد احادیث میں حکم جہاد کی تشریح کی گئی اور قلب وضمیر کی اُن تمام کوششوں کو جو نفس وشیطان کے مقابلے میں کیجائیں جہاد سے تعبیر کیا گیا۔ مثلاً فرمایا: جَاهِدُوا اَهْوَاءَكُمْ كَمَا تُجَاهِدُوْنَ اَعْدَائَكُمْ (اپنے ہوائے نفس کے مقابلے میں بھی ویسا ہی جہاد کرو، جیسا کہ ظاہری دشمنوں کے مقابلے میں ہتھیاروں سے جہاد کرتے ہو) اور فی الحقیقہ یہی جہاد اکبر ہے۔ ایک دوسری حدیث میں جس کو نسائی اور ابوداؤد نے حضرت انس سے روایت کیا ہے، زیادہ توضیح فرمائی کہ:-
جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَنْفُسِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ (باطل پرستوں کے مقابلے میں اپنی جان، اپنے مال، اور اپنی زبان کے ذریعہ جہاد کرو) یعنی فرض جہاد کبھی حرب وقتال کی صورت میں، کبھی اعلائے حق کے لئے مال لٹانے کی صورت میں، اور کبھی زبان سے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے کی شکل میں انجام پاتا ہے۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اسلام امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے آیا، اور امر بالمعروف اور جہاد دونوں ایک ہی حکم کے دو نام ہیں۔ پس ہر وہ کوشش جو حق کے لئے ہو، ہر وہ صرف مال جو سچائی اور نیکی کی خاطر ہو، ہر وہ محنت ومشقت جو صداقت کے نام پر ہو، ہر وہ تکلیف ومصیبت جو اپنے جسم وجان پر راہ حق میں برداشت کی جائے، ہر وہ قید خانے کی زنجیر اور بیڑی جو اعلان حق کی وجہ سے پاؤں میں پڑے، ہر وہ پھانسی کا تختہ جس پر جمال حق وصداقت کا عشق لیجا کر کھڑا کر دے، غرض کہ ہر قربانی جو بذریعہ جان، مال اور زبان وقلم کے سچائی اور حق کی راہ میں کی جائے، جہاد فی سبیل اللہ ہے اور یہی جہاد میں داخل۔ تم اپنا روپیہ اس کے نام پر لٹاؤ، اپنی گردنوں سے خون کا سیلاب بہاؤ۔ گردن کو طوق سے، ہاتھوں کو ہتھکڑیوں سے، پاؤں کو زنجیروں کے زیور سے حسن حق پرستی کا جلوہ گاہ بناؤ، زبان سے حق کا اعلان کرو اور قلم کو توہین وتذلیل شیاطین ضلالت کے لئے وقف کر دو۔ اس کو عزت دو جو حق کی عزت کرتا ہے اور اس کو ذلیل کرو جو حق کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ دنیا کے رشتوں کو اللہ کے رشتے پر ترجیح نہ دو، اور سب سے کٹ جاؤ تاکہ اس کے ہو سکو۔ حق کی خاطر دوست بنو اور حق کی خاطر دشمن۔ نیکی کے آگے تمہاری گردن جھکی ہوئی لیکن بدی کے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

آگے بلند و مغرور رہو۔

ان تمام حالتوں میں کوئی بھی حالت ہو، ور حقیقت جہاد فی سبیل اللہ اور مقام امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں داخل ہے۔ اور جس خوش نصیب کو تائید الٰہی اس کی توفیق دے وہ "مجاہد فی سبیل اللہ" کے خطاب کا مستحق۔

حقیقتِ جہاد اور حقیقتِ اسلام

یہی سبب ہے کہ حکم جہاد اسلام کے ساتھ لازم و ملزوم ہے اور کوئی ہستی مسلم و موحد نہیں ہو سکتی جب وقت تک کہ مجاہد نہ ہو۔ کیا نہیں دیکھتے کہ قرآن کریم میں ہر جگہ جہاد فی سبیل اللہ کو "مسلم" کی خصوصیات میں سے شمار کیا ہے؟

وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ، مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ، هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ	اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو، جو حق جہاد کرنے کا ہے۔ اس نے تم کو تمام دنیا کی قوموں میں سے برگزیدگی اور امتیاز کے لئے چن لیا۔ پھر جو دین تم کو دیا گیا ہے وہ ایک ایسی شریعت فطری ہے جس میں تمہارے لئے کوئی رکاوٹ نہیں یہی ملت تمہارے مورث اعلیٰ ابراہیم

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ، وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰكُمْ، فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ

(الحج)

خلیل کی ہے، اور اس نے تمھارا نام "مسلمان" رکھا ہے۔ گزشتہ زمانوں میں بھی اور اب بھی تاکہ رسول تمھارے لئے اور تم تمام عالم کی ہدایت اور نجات کے لئے شاہد ہو۔ پس اللہ کے رشتے کو مضبوط پکڑو، جان اور مال دونوں کو اس کی عبادت میں لٹادو۔ وہی تمھارا ایک آقا اور مالک ہے اور پھر جس کا خدا مالک و حاکم ہو، اس کا کیا اچھا مالک ہے اور کیسا قوی مددگار!

فی الحقیقت یہ آیت کریمہ ہمارے مقصود اور الہلال کی دعوت اظہار کیلئے ایک شہادت قاہرہ اور منکرین حق و پرستاران نفاق کے قلع قمع و ہلاکت کے لئے ایک سیف اللہ المسلول ہے:

فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ، فَلَوْ شَاءَ لَهَدٰكُمْ اَجْمَعِيْنَ (۶: ۱۵۰)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تمام عالم میں فضیلت و بزرگی عطا فرمانے کی بشارت دی۔ حضرت ابراہیم کی طرف اشارہ کرکے ان کے اس "اسوۂ حسنہ" پر توجہ دلائی کہ انھوں نے راہِ محبت الٰہی میں اپنے نفس کے جذبات، اور اپنے فرزند عزیز کی جان قربان کر دی تھی اور تم انھی کے پیرو اور انھی کے ملت حنیفی کی طرف منسوب ہو،

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

"اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ" کہہ کر جسم اور مال دونوں کے ایثار
و قربانی کی تعلیم دی کہ فی الحقیقت نماز سے مقصود اپنی تمام نفسانی
خواہشوں اور قوتوں پر عبودیت کے عجز و انکسار کی قربانی طاری
کرنی ہے، اور اس کے بخشے ہوئے سر کو اسی کی چوکھٹ پر رکھ دینا
ہے، اور زکوٰۃ کا حکم ایثار مال و دولت کا حکم دیتا ہے تاکہ انسان
اپنی پیدا کی ہوئی دولت میں انفاق فی سبیل اللہ کو بطور ایک شریک
کار و بار حقدار کے حصہ کے ہمیشہ تسلیم کرتا رہے۔ اس کے بعد امر
بالمعروف و نہی عن المنکر کو نسبت ابراہیمی و اسلامی کی علت حقیقی
قرار دیا اور کہا کہ "تمہارا نام مسلم اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ تم اعلان
حق کر کے تمام عالم کے لئے گواہ بنو اور رسول تمہاری ہدایت کا
شاہد ہو۔" اور پھر ان تمام خصوصیات و فضائل کو آغاز آیت میں
بطور نتیجہ بیان کے پیش کیا کہ "جَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ"
یعنی جب کہ ان تمام فضائل و خصائل سے متصف کئے گئے ہو،
پس تمہارا فرض ہے کہ اللہ اور اس کے کلمۂ حق و صدق کی راہ
میں جہاد کرو، اور اس کے لئے اپنی انتہائی سعی اور تمام قوتیں وقف
کر دو تاکہ حق جہاد تم سے ادا ہو سکے۔

اور چونکہ اس حقیقت اسلامی اور اسوۂ ابراہیمی کے حاصل

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کرنے میں طرح طرح کے شدائد و مصائب اور امتحان و ابتلا ناگزیر تھے پس آخر میں کہا کہ "وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰىكُمْ"، نفس کی ترغیبات و وساوس سے متاثر، اور باطل و ضلالت کے دنیوی ساز و سامان اور قوت و عظمت سے مرعوب مت ہو، صرف اللہ کے ہو جاؤ اور اس کے رشتے کو مضبوط پکڑ لو۔ اوروں نے دنیا میں اپنے بہت سے آقا اور مالک بنائے ہیں مگر تمہارے لئے وہ سب اصنام و طواغیت ہیں۔ تمہارا مالک ایک مالک الملک ہو۔ پس کیا اچھا وہ مالک ہے اور کیا اچھا مددگار! اسی پر بھروسہ کرو اور تمام عالم سے بےخوف و نڈر ہو جاؤ! اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ، وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ؟ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (۳: ۱۰۴)

عود الی المقصود

پس درحقیقت امر بالمعروف ایک اشرف ترین جہاد فی سبیل اللہ ہے، جس کے سلسلۂ حقہ کے تا قیامت رہنے کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے، اور احادیث صحیحہ میں خبر دی گئی ہے کہ باوجود شیوع فتن و فساد امت مرحومہ میں ہمیشہ ایک جماعت حق قائم رہے گی جس کے مجاہدات کو حق تعالیٰ احیائے شریعت اور تجدید حیات ملت کا وسیلہ بنادیگا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اور پھران احادیث میں اس جماعت کی سب سے بڑی علامت یہ بتائی گئی ہے کہ :۔ ظاہرین علی الحق، لا یضرھم من خذلھم حتی یاتی امر اللہ وھم کذلک یعنی وہ جماعت منصور من اللہ ہوگی۔ اس کی دعوت حق کی حفاظت کرے گا، اس کو گمراہ جماعتوں پر فتحیاب رکھے گا اور شیاطین ضلالت کی جو ذریات اس کی مخالفت کریں گی، وہ اسے کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گی۔ یہ حالت برابر قائم رہے گی یہاں تک کہ قیامت کا ظہور ہو۔

نزول نعائم الٰہیہ و نصرت ربانیہ

اور یہ پیشین گوئی صدہا آیات کریمہ، و تجارب تاریخیہ، و مشاہدات اہل حق و معارف کے عین مطابق ہے۔ وہی آیات کریمہ جس کو ہم نے خطبۂ مضمون کے آخر میں درج کیا تھا، ہم کو اس علامت کی خبر دیتی ہے: وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا کہ جو لوگ تمام شیطانی قوتوں سے باغی ہو کر صرف اللہ اور اس کے رسول کے مطیع و منقاد ہو جاتے ہیں، خدا تعالیٰ ان کو اپنی ان محبت و محبوب جماعتوں میں شامل کر دیتا ہے، جن کو اس نے اپنی نعمتوں اور برکتوں کے لئے چن لیا ہے۔ اور پھر وہ لوگ صالحین امت کے مرتبے

تک پہنچ کر بادہ نوشان جام شہادت کے مقام پر فائز المرام ہوتے ہیں، اور وہاں سے ترقی کر کے مرتبۂ صدیقیت تک مرتفع ہوتے ہیں۔ اور پھر اس کے بعد براہ راست آفتاب نبوت سے بہرہ اندوز انوار و تجلیات ہوتے ہیں۔

ہم نے آغاز تحریر میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ مقام اطاعت خدا و رسول کے معنی یہ ہیں کہ انسان ہر طرف سے کٹ کر صرف خدا اور اس کے کلمۂ حق کا ہو جائے، اور دنیا میں جس قدر اس سے باغی قوتیں ہیں، ان کی طرف سے منہ موڑ لے کہ:

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى۔

اور جس نے ہر طرف سے گردن پھیر کر اللہ کی طرف منہ کر لیا اور حسن عمل اختیار کیا تو یقین کرو کہ اس نے اللہ کی اطاعت کی رسی مضبوط پکڑ لی۔

اور یہی حقیقت امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ہے۔ پس جو لوگ اطاعت خدا و رسول کے ذریعہ دوستان الٰہی کی صفوں میں داخل ہو گئے، ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اَلَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ میں شامل کر کے اپنی نعمتوں اور غیبی برکتوں کا مورد و مہبط بنا دے، اور دنیا میں سب سے بڑی نعمت الٰہی، نتیجۂ کار کی فتحمندی اور ہمتوں اور عزموں کی کامیابی و فلاح ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

چونکہ وہ لوگ اپنے تئیں خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں اور اس کے
کلمۂ حق کے اعلان کے لئے اپنی تمام قوتوں کے ساتھ وقف ہو جاتے
ہیں، پس خدا تعالیٰ بھی بحکم من تقرب الیّ شبراً تقربت الیہ ذراعاً
(جو میرا بندہ ایک بالشت بھر بھی میری طرف چلتا ہے تو میں ایک
ہاتھ آگے بڑھ کر اس کے قریب تر ہو جاتا ہوں) ان کو اپنا بنا لیتا ہے اور
ان کے تمام کاموں پر اپنی عزت اور کبریائی کی چادر ڈال دیتا ہے
پھر وہ کام ان کے نہیں رہتے بلکہ خدا کے ہو جاتے ہیں اور ان کو انجام
دینے والی ان کے جسم و نفس کی قوتیں نہیں ہوتیں، بلکہ اللہ کا مقتدر و
قاہر ہاتھ ہوتا ہے۔ ان کی آواز گو ان کے حلق سے نکلتی ہے لیکن
چونکہ حق و معروف کی آواز ہوتی ہے، اس لئے ان کی نہیں، بلکہ شوکت
الٰہی کی صدائے لازوال ہوتی ہے۔ وہ راہِ الٰہی میں مجاہد ہوتے
ہیں پس خدا بھی ان کو اپنی فوج بنا لیتا ہے، اور ان کے ہاتھوں
میں اپنی تائید و نصرت کا حربہ دے کر ایک پیچھے رہ کر لڑانے والے
سپہ سالار کی طرح لڑاتا ہے۔ بظاہر وہ بے مایہ و سامان، اور حقیر و عاجز
انسان نظر آتے ہیں، مگر ان کا دل قوت الٰہی اور جبروت ربانی کا
مسکن ہوتا ہے۔ ان کے ہاتھ دنیا کے ظاہری ہتھیاروں سے خالی ہوتے
ہیں، پھر خدائے قدوس کی شمشیر جلال ان کی انگلیوں کی حرکت سے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

متحرک ہوتی ہے اور صف اعدا پر گرتی ہے۔ وہ کارزار عالم میں تن تنہا اور بے یار و مددگار ہوتے ہیں، مگر ان کے یمین و یسار نصرت خداوندی کے ملائکۂ مسومین کی صفیں ہوتی ہیں۔ خدا ان کے عجز کو اپنی کبریائی سے ان کے تذلل و انکسار کو اپنی عظمت و عزت سے، ان کے ضعف و کمزوری کو اپنی قوت و طاقت سے اور ان کی بے ساز و سامانی کو اپنی مالک الملکی سے بدل دیتا ہے۔ پھر جب وہ بولتے ہیں تو ان کی آواز میں صدائے حق کی گرج ہوتی ہے، اور جب نظر اٹھاتے ہیں تو ان کی نگاہوں سے نور الٰہی کے شعلے نکلتے ہیں۔ ان کی آواز سے نسل شیطانی کے طاقتور دل دہل جاتے ہیں، اور ان کی نگاہوں کی طرف گمراہی و ضلالت کی نظریں اٹھ نہیں سکتیں کیونکہ تم انسان کی آواز اور نظر کا مقابلہ کر سکتے ہو، لیکن خدا کی آواز پر غالب آنے اور اس کی نظر کی تاب لانے کی کس میں طاقت ہے؟

اس موقع پر اس حدیث قدسی کو یاد کر لو جس کو امام بخاری کتاب التواضع میں بروایت ابو ہریرہ لائے ہیں:

فَاِذا احببتہ، کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ، و یدہ التی یبطش	جب میں اپنے کسی بندے کو اپنا دوست بنا لیتا ہوں تو اس کا کان ہو جاتا ہوں وہ میرے کان سے سنتا ہے اور اس

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بها، ولسانه الذی یتکلم به، ولئن سألنی لأعطینه ولئن استعاذنی لأعیذنه

کی آنکھ ہو جاتا ہوں، وہ میری آنکھ سے دیکھتا ہے۔ اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں وہ میرے ہاتھ سے پکڑتا ہے۔ اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں وہ میرے پاؤں سے چلتا ہے اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں، وہ میری زبان سے بولتا ہے پھر وہ جو مانگتا ہے، اسے عطا کرتا ہوں، اور جب پناہ مانگتا ہے تو اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔

چشم و گوش و دست و پایم او گرفت ‌ ‌ ‌ ‌ من بدر رفتم سرایم او گرفت
ایں بصر دیں سمع، چوں آلات اوست ‌ ‌ ‌ ‌ ملک ذرات تنم مرآت اوست
نغمہ از نائیست نے از نے بداں ‌ ‌ ‌ ‌ مستی از ساقیست نے از مے بداں
گفتن او گفتن اللہ بود ‌ ‌ ‌ ‌ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
ما چو مست از دیدن ساقی شدیم ‌ ‌ ‌ ‌ مست گشتیم از فنا باقی شدیم

پس چونکہ اس جماعت کے تمام کاموں کو اللہ اپنا کام بنا لیتا ہے، اس لئے خود ان کا وجود کتنا ہی ناکام و حقیر ہو، لیکن ان کے کام کامیاب و عظیم ہوتے ہیں، اور وہ کبھی دنیا میں ناکامی و نامرادی سے ذلیل و رسوا نہیں ہوتے۔ وہ خدا کا ہاتھ، یا پھر اس کی فوج ہوتے ہیں۔ پس خود ان کو شکست کا غم ہو، لیکن خدا کو تو شکست

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کا خوف نہیں؟ :-

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ (الصّٰفّٰت)

اور ہم نے اپنے جن بندوں کو ارشاد و ہدایت کے لئے دنیا میں بھیجا ان کی نسبت پہلے ہی دن سے ہم نے کہہ دیا ہے کہ ہماری تائید و نصرت سے بیشک وہی فتحمند اور کامیاب و مظفر ہونیوالے ہیں، اور یقیناً ہماری فوج ہی سب پر غالب آکر رہے گی۔

اگر چشم دل وا، اور دیدۂ حق بیں کور نہ ہو تو فی الحقیقت دنیا میں نصرت الٰہی کی نیرنگیوں کی سب سے بڑی نشانی اس جماعت کے لئے عجائب کاروبار دعوت میں ہوتی ہے۔ دنیا میں حق و صداقت کی آواز کبھی بھی تاج و تخت اور ایوان و محل کے اندر سے نہیں اٹھی ہے، بلکہ ہمیشہ اس کا سرچشمہ ویران جنگلوں، پھونس کے جھونپڑوں اور پہاڑوں کے غاروں کے اندر بہا ہے، اور یہ بھی اس شاہد عجائب پسند کا عجیب و غریب کرشمہ ہے کہ ہمیشہ شکستگی و افتادگی ہی کو محبوب رکھتا ہے۔ اپنا گھر بھی بناتا ہے تو ٹوٹے ہوئے اور زخمی دلوں کو، اپنی آواز بھی سناتا ہے تو کانٹے پڑے ہوئے خشک حلقوں سے، اپنی نگاہوں کا جلوہ بھی دکھلاتا ہے تو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

گردنوں کی خونچکانی اور تڑپتی ہوئی لاشوں کے اضطراب میں! اور پھر اپنے حسن وجمال کا جلوہ گاہ بھی بنائے گا تو تاریک غاروں، شکستہ دیواروں، پھٹی ہوئی چٹائیوں کو:-

مجو بہ محمل شاہی، کہ در ولایت عشق
گدا بہ تخت نشانند و پادشہ گیرند

پھر اگر وہ نہیں ہے تو کون ہے جس کا ہاتھ گلیم فقر و مسکینی سے نکلتا ہے اور بادشاہوں کے تاج و تخت کو الٹ دیتا ہے؟ یہ کس کی تماشہ آرائی ہے کہ چند بے نوا فقیروں کو کھڑا کر دیتا ہے اور وہ دنیا کی بڑی بڑی قوتوں کے تسلط سے نکال کر لاکھوں انسانوں کو اپنے آگے سربسجود کرا لیتے ہیں: افسحر ھذا، ام انتم لا تبصرون؟ افمن ھذا الحدیث تعجبون؟ وتضحکون ولا تبکون؟ وانتم سامدون؟ وان فی ذالک لاٰیٰت، وما یعقلھا الا العالمون۔

مبیں حقیر گدایان عشق را، کیں قوم
شہان بے کمر و خسروان بے کلہ اند

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

الامر بالمعروف ونہی عن المنکر

ایک اصولی بحث

سچ یہ ہے کہ پُل صراط کی راہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اور اس کے نیچے آتش جہنم کے شعلے بھڑک رہے ہیں لیکن اس کا سامنا صرف قیامت ہی کے دن پر کیوں اٹھا رکھا جائے۔ اَلدُّنیَا مَزرَعَۃُ الاٰخِرَۃِ آج دنیا کے سفر میں بھی پُل صراط ہر شخص کے سامنے ہے۔

یہ پُل صراط درحقیقت اخلاق کی دشوار گزار راہ ہے جذبات و اعمال انسانی کے اعتدال کا لاینحل مسئلہ ہی اصلی پُل صراط ہے۔ بال سے زیادہ باریک، تلوار کی دھار سے زیادہ تیز اور اس کے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نیچے ہلاکت و بربادی کا قعر، آدم کی اولاد میں سے کوئی نہیں جس کو اس پر ایک بار نہ گزرنا ہو۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۔

تم میں سے کوئی نہیں جو اس پر سے نہ گزرے یہ ایک وعدہ اور فیصلہ ہے جس کو خدا نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔

اخلاق کے سینکڑوں مشکل مسائل میں سے ایک مشکل تر مگر اصولی مسئلہ حُب و بغض، تحسین و تذلیل اور عفو و انتقام کا بھی ہے۔ ایک طرف اخلاق ہم کو تلقین کرتا ہے کہ دِل کو محبت کے لئے مخصوص کر دو، کہ اس گھر کے لئے یہی فانوس موزوں ہے۔ اُنیس ۱۹۰۰ سو برس پیشتر کا ایک اسرائیلی واعظ کہتا ہے کہ دشمنوں کو بھی پیار کرو، کیونکہ اگر صرف چاہنے والوں کو چاہا تو تمہارے لئے کیا اجر؟

اخلاق کے اولین اور سامنے کے سبق یہی ہیں کہ پیار کرو، خاکسار بنو، کسی سے بغض نہ رکھو، سب کی عزت کرو، انسان کی انسانیت کا بغیر تفریق ادب کرو، اور جس کو سامنے دیکھو سر جھکا دو۔ سوسائٹی نے بھی صدیوں سے ان تعلیموں کو اعتقاداً قبول کر لیا ہے۔ اور اصطلاحی اخلاق، مروت، پاس و لحاظ، شرم و حیا، شرافت و انسانیت تمام الفاظ انھی معنوں میں بولے جاتے ہیں۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

لیکن اس کے مقابلے میں اسی اخلاق کا ایک دوسرا پارٹ ہے جہاں آکر اس کی یہ غریب و مسکین صورت ایک سخت اور جابرانہ خشونت سے مبدل ہو جاتی ہے اور دنیا میں اگر اس کی صدا پہلی تعلیم دیتی ہے، تو خود اس کا عمل دوسری شکل میں سامنے آتا ہے۔ وہ چور کو قید کرتا ہے قاتل کو پھانسی پر چڑھاتا ہے، نیکی کی جتنی تعریف کرتا ہے اتنی ہی بدی کو برا بھی کہتا ہے۔ زید کو کہتا ہے کہ وہ نیک ہے اس لئے اچھا ہے عمرو کو کہتا ہے کہ تم بد اعمال ہو اس لئے بُرے ہو۔ ظالم سے اس کے ظلم کا اور مجرم سے اس کے جرم کا مطالبہ کرتا ہے۔ پہلی حالت میں جس قدر عاجز تھا، اتنا ہی اس حالت میں مغرور و متکبر ہو جاتا ہے۔ پہلے اگر عاجزوں کے جھکے ہوئے سروں کو اٹھا کر اپنے سینہ پر جگہ دیتا تھا، تو اب سرکشوں کے سروں کو اپنی ٹھوکروں سے پامال کرتا ہے۔ اور پھر ساتھ ہی حالت یہ ہے کہ اس کی پہلی تعلیم سے اگر معبدوں اور خانقاہوں میں رونق پیدا ہوئی تھی تو اس عمل سے پوری دنیا میں انتظام اور قانون قائم ہوتا ہے۔

ایسی حالت میں اصول کے لئے ایک سخت تصادم اور کشمکش پیدا ہو جاتی ہے اور فیصلہ بیکار رہ جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان متضاد حالات میں راہ تطبیق کیا ہے؟ عفو و درگذر کے اصول سے کام لیجئے تو دنیا میں نیکی و بدی کی تمیز اٹھ جاتی ہے۔ انتقام و پاداش کی راہ اختیار کیجئے تو دنیا سے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

رحم و محبت نابود ہو جاتی ہے۔ سب کو اچھا کہیے تو صرف اچھوں کے لئے پھر آپ کے پاس کیا ہے۔ برائی کیجئے تو اس کے حدود اور فیصلہ کن اصول کیا ہیں؟

آج ملک میں جو طبقہ شخصی حکومت کے جراثیم سے مریض ہو رہا ہے وہ گو خود جاں بلب ہے، مگر اس کی نظر اپنے مرض پر نہیں بلکہ دوسروں کی شکایتوں پر ہے۔ غلامی کے حلقوں کے لئے سب کے کان چھدے ہوئے ہیں۔ پاؤں برسوں سے بوجھل بیڑیوں کے عادی ہو گئے ہیں۔ ان حلقوں اور بیڑیوں کے لئے ضرور نہیں کہ وہ تخت و تاج ہی کی طرف سے بخشے گئے ہوں، بلکہ ہر چاندی کا ڈھیر، ہر قیمتی موٹر، ہر ہوٹل کی اعلیٰ ترین منزل کا مقیم اور ہر وہ مدعی جس کے گلے میں طاقت اور جیب میں سکے ہوں، ایک قانونی اور موروثی حق رکھتا ہے کہ جس کو چاہے اپنے حلقۂ غلامی کے انتساب کا فخر دے دے۔ رسول عربی کے وقت میں تین سو ساٹھ بت تھے جن سے بیت خلیل کی دیواریں چھپ گئی تھیں، لیکن آج اس کی امت میں ہر چمکیلی ہستی لات و منات کی قائم مقام ہے اور ہر حاکم، ہر رئیس، ہر حکام رس اور سب سے آخر، مگر سب سے پہلے، ہر خوش لباس لیڈر ایک بت کا حکم رکھتا ہے۔ پوری ملت موحدان کی پوجا اور پرستش میں مشغول ہے اور بعینہ اس پرستش کا وہی جواب رکھتی ہے جو قریش مکہ کے پاس تھا کہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ، وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا ۔

اس انسان پرستی کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ بالعموم طبیعتیں مدح وتحسین کی عادی ہوگئی ہیں، نکتہ چینی اور نقد و اعتراض کی متحمل نہیں ہوسکتیں۔ ہر شخص مخاطب سے اگر کوئی قدرتی امید رکھتا ہے تو وہ یہی ہوتی ہے کہ مدح ومنقبت کا ترانا سنادے اور بادۂ تحسین و آفریں کی پے در پے بخشش سے ساقی کا ہاتھ کبھی نہ تھکے۔ شرک وبت پرستی کے اس عام سکون میں اگر کوئی صدائے توحید خلل انداز ہوتی ہے تو ہر طرف سے اپنے ایک قدیمی پیشرو کی طرح

لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ — اگر میرے سوا کسی دوسری ذات کو تونے اپنا معبود بنایا تو میں تجھ کو قید کردوں گا۔

کا غل مچ جاتا ہے اور صرف یہ معبودان باطل ہی نہیں بلکہ ان کے پرستار بھی چاروں طرف سے ٹوٹ پڑتے ہیں۔ یہ ایک قدیمی سنت ہے اور دنیا میں جب کبھی سچائی آئی ہے تو اس کو ہمیشہ ایسے ہی لوگوں سے مقابل ہونا پڑتا ہے۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اِلٰھَتِکُمْ اِنْ کُنْتُمْ فَاعِلِیْنَ ۔

ایسے موقعوں پر عموماً اخلاقی مواعظ سے کام لیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ بڑے آدمیوں پر حملہ کرنا انسانیت اور تہذیب کے خلاف ہے۔ گالیاں دینا کوئی اچھی عادت نہیں۔ اختلاف رائے ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ مخالف آرا رکھنے والوں کی تذلیل و تحقیر کی جائے۔ پھر اگر ایسا کرنے کے لئے آپ مجبور ہیں تو ذرا لہجہ نرم کیجئے اور شکایت بھی کیجئے تو شکر کے لہجے میں کیجئے۔ نرمی اور محبت سے کام نکلے تو سختی دکھلانا شان شرافت نہیں۔

آج کل بھی کہ ہوشیاری و بیداری کی نہیں تو خمار و سرشاری کی ایک کروٹ تو مسلمان نے ضرور بدلی ہے، نکتہ چینوں کی زبانوں کو ایسے ہی ظاہر فریب اور اخلاق نما جملوں سے بند کیا جا رہا ہے۔ پس ہم چاہتے ہیں کہ سب سے پہلے اصولاً اس مسئلے پر غور کریں کہ فی الحقیقت اس بارے میں کوئی فیصلہ ہمارے پاس ہے یا نہیں؟ کسی کو برا کہنا یقیناً اچھی بات نہیں۔ دل محبت کے لئے ہے نہ کہ عداوت کے لئے، لیکن کیا ایسی صورتیں بھی ہیں جن میں یہ برائی ہی سب سے بڑی نیکی اور بھلائی ہو جاتی ہے۔

سب سے پہلے اسے اخلاق کے عام اصول کے لحاظ سے دیکھئے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جب بھی فیصلہ صاف ہے۔ دنیا میں جس دن اخلاق نے کہا کہ نیکی کو نیک اور نیک عمل کو اچھا کہو کیونکہ بغیر اس کے دنیا میں نیکی زندہ نہیں رہ سکتی اسی وقت اس نے ضمناً یہ بھی کہہ دیا کہ نیکی کی خاطر بدی کو برا اور بد عمل کو قابل نفریں سمجھو کیونکہ نیکی کو اس کا حق تحسین مل نہیں سکتا جب تک بدی کو اس کی سرزنش اور نفریں نہ مل جائے۔

زیادہ غور کیجئے تو یہ ایک قدرتی اور عام معمولی بات ہے، گو اس کا آپ کو حس نہ ہو۔ دنیا میں اخلاقی محاسن فی الحقیقت ایسے اعراض ہیں جو بغیر کسی اضافی تعلق کے کوئی وجود مستقل نہیں رکھ سکتے یہی سبب ہے کہ ان کا فیصلہ قطعی ہمیشہ سے مشکل رہا ہے اور اب بھی مشکل ہے پس ان محاسن و فضائل کا اگر کوئی وجود ہے تو صرف ان کے اضداد کے تقابل ہی کا نتیجہ ہے۔ جب تک رذائل انسانی کو نمایاں نہ کیجئے گا، فضائل انسانی وجود پذیر نہ ہوں گے۔ اس کے لئے روشنی اور تاریکی کی مثال شاید فہم مقصد میں معین ہو کہ روشنی کا وجود صرف تاریکی کے وجود ہی کا نتیجہ ہے۔

رہا اخلاقی تلقینات اور اعمال کا اختلاف، تو یہ تو اخلاق کے ہر مسئلہ میں درپیش ہے مگر درحقیقت دونوں صورتوں میں کوئی تضاد نہیں اخلاق دنیا میں کسی شے کو فی نفسہٖ اچھا یا برا کہنے کا فیصلہ نہیں کر سکا۔ اس کی ہر تعلیم نسبت و اضافت سے وابستہ ہے اور اس کی تبدیلی کے ساتھ بدلتی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

رہتی ہے۔ کوئی شے اس کے آگے نہ تو اچھی ہے اور نہ بری۔ ایک ہی چیز کا بعض حالتوں میں نام نیکی ہوتا ہے اور بعض حالتوں میں بدی یہی حال اس مسئلہ کا بھی ہے۔ عفو و درگذر، آشتی و محبت، نرمی و عاجزی، انسان کے لئے سب سے بڑی نیکی ہیں لیکن کن کے سامنے؟ عاجزوں اور درماندوں کے سامنے نہ کہ ظالموں اور مجرموں کے آگے۔ ایک مسکین و فلاکت زدہ پر رحم کیجئے تو سب سے بڑی نیکی ہے اور ایک ظالم پر کیجئے تو سب سے بڑی بدی ہے۔ گرے ہوؤں کو اٹھایئے تاکہ وہ چل سکیں، لیکن اگر سرکشوں کو ٹھوکر نہ لگایئے گا تو وہ گرے ہوؤں کو اور گرا دیں گے۔ قانون کو دیکھئے تو وہ جرم کو روکنے کے لئے خود جرم کرتا ہے، خونریزی اس کے سامنے سب سے بڑی معصیت ہے لیکن خونریزی کو روکنے کے لئے وہ قاتلوں کے خون بہانے میں ہی امن دیکھتا ہے۔ قاتل کا قتل بدی تھا لیکن عدالت کا فتویٰ قتل نیکی ہو گیا۔ ہم نے بغیر کسی ترکیب کے چند جملے پھیلا دیئے کیونکہ یہ اخلاق کے ایسے عام اعلان ہیں جن کو یاد دلا دینا ہی کافی ہے۔ پس جو لوگ کہتے ہیں کہ ہر انسان اخلاقاً نرمی و آشتی اور محبت کا مستحق ہے اور کسی کا برائی کے ساتھ ذکر کرنا اخلاق کے اصول کے خلاف ہے، وہ اخلاق کے نام سے ایسی بداخلاقی کی تعلیم دینا چاہتے ہیں جس پر اگر ایک لمحہ کے لئے بھی عمل کیا جائے تو دنیا شیطان کا تخت گاہ بن جائے۔ نیکی و اعمال صالحہ کا نظام درہم برہم

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ہو جائے۔ قانون، اخلاق، مذہب حسن و قبح کی تمیز اور نور و ظلمت کی تفریق، کوئی بھی خدا کو خوش کرنے والی چیز دنیا میں باقی نہ رہے

یاد رکھو ہر محبت کے لئے ایک بغض دنیا میں لازمی ہے اور کوئی عاجزی نہیں کر سکتا جب تک کہ متکبر و مغرور بھی نہ ہو۔ نیکی کو اگر پسند کرو گے تو اس کی خاطر بدی کو برا کہنا ہی پڑے گا اور خدا کو خوش رکھنا چاہتے ہو تو شیطان کی دشمنی کی پرواہ مت کرو

البتہ یہ ضرور ہے کہ اس کے فیصلہ کن حدود معین ہونے چاہئیں نرمی و آشتی اور عفو و درگذر کے مقامات کیا کیا ہیں اور سخت گیری و پاداش انتقام کا حق کس موقع پر حاصل ہوتا ہے؟

عام اخلاق کے اصول بھی ان سوالوں کا جواب شاید دے سکتے ہیں مگر ہم تو دنیا کی ہر شے کو مذہب ہی میں ڈھونڈتے ہیں اور پھر اس کے بعد نہیں جانتے کہ دنیا میں اور کیا کہا جاتا ہے؟ ہمارے ہاتھ میں قرآن حکیم ایک امام مبین، تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ، بَيَانٌ لِّلنَّاسِ نورٌ و کتابٌ مُّبین اور انسان کے ہر اختلاف و نزاع کے لئے ایک حکم ناطق ہے۔ اور پھر اس کا عملی نمونہ اور وجود ظلی اس کے حامل و مبین کی زندگی کے اعمال ہیں کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ بس ان سوالوں کا جواب بھی وہیں ڈھونڈھنا چاہیئے۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اسلام نے اپنی تعلیم اور دعوت اور اپنی امت کے قیام و بقا کے لئے اساس اولین اور نظام بنیادی ایک اصول کو قرار دیا ہے، اور اس کو "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" سے تعبیر کرتا ہے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ	تم میں ایک جماعت ہونی چاہیئے جو دنیا کو نیکی کی دعوت دے، بھلائی کا حکم کرے اور برائی سے روکے اور وہ فلاح یافتہ ہیں

اس آیت میں خدائے تعالیٰ نے دعوت الی الخیر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بطور ایک اصول کے پیش کیا ہے۔ اور مسلمانوں میں سے ایک گروہ کا اس کو فرض قرار دیا ہے، لیکن اسی رکوع میں آگے چل کر دوسری آیت ہے

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ	تمام امتوں میں تم سب سے بہتر امت ہو کر اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

ایک تیسری آیت میں مسلمانوں کا یہ ملی امتیاز اور قومی فرض زیادہ نمایاں طور پر بتلایا ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ	اور اسی طرح ہم نے تم کو درمیانی اور وسطی امت بنایا، تاکہ اور لوگوں کو مقابلہ میں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۝ تم گواہ ہو اور تمہارے مقابلہ میں تمہارا رسُول گواہ ہو۔

تفسیر آیات

ان تینوں آیتوں میں خدائے تعالیٰ نے خاص طور پر مسلمانوں کا اصلی مشن، مقصد تخلیق، قومی امتیاز اور شرف خصوصی اسی چیز کو قرار دیا ہے کہ گو دنیا میں اعلان حق ہر برگزیدہ ہستی اور جماعت کا فرض رہا ہو مگر مسلمانوں کا سرمایۂ زندگی یہی فرض ہے۔ وہ دنیا میں اس لئے کھڑے کئے گئے ہیں کہ خیر کی طرف داعی ہوتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی کو جہاں کہیں دیکھتے ہیں اپنے تئیں اس کا ذمہ دار سمجھ کر رد کرتے ہیں۔ آخری آیت میں کہا کہ تم کو ایک وسطی ملت بنایا گیا تاکہ تم اولین و آخرین کے لئے گواہ بن سکو اور اس امر کی کہ تم نے اپنا یہ فرض ادا کیا یا نہیں تمہارا رسول امین اللہ کے آگے گواہ ہو۔ اخلاق کے تمام دفتر کا متن قرآن کا یہی اصول ہے۔ دنیا میں سوسائٹی کے آداب اور قانون کا احتساب بھی اسی اصل الاصول پر قائم ہے۔

گو تفصیل کا موقع نہیں مگر ان آیات کے متعلق چند تفسیری اشارات کر دینا فہم مقصد میں معین ہوگا۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

امر بالمعروف حکم عام ہے

دوسری آیت میں اسی لئے "المعروف" اور "المنکر" پر الف لام استغراق کے لئے آیا تاکہ بقول امام رازی معروف اور منکر میں کوئی تخصیص و تحدید باقی نہ رہے اور ظاہر ہو جائے کہ وہ ہر نیکی کے لئے امر اور ہر بدی کے لئے ناہی ہیں عام اس سے کہ وہ کہیں ہو اور کسی صورت میں ہو۔
وھذا یقتضی کونھم امرین لکل معروف وناھین عن المنکر (تفسیر کبیر)

مسلمانوں کے ملی شرف و فضیلت کی علت

"خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" کے بعد امر بالمعروف کا ذکر کیا اور یہ اس لئے کہ پہلے وصف بیان کر کے پھر اس کی علت بیان کی جائے یعنی مسلمان کا بہترین امت ہونا صرف ان کے اس وصف پر منحصر ہے کہ امر بالمعروف و ناہی عن المنکر ہیں۔ خیر کی دعوت دیتے ہیں اور شر سے روکتے ہیں کما تقول زید کریم یطعم الناس یکسوھم اور یہیں سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر یہ وصف امتیازی ان سے جاتا رہے تو پھر وہ بہترین امت ہونے کے شرف سے بھی محروم ہو جائیں، اور ان کا اصلی قومی امتیاز ان میں باقی نہ رہے۔

تیسری آیت میں ان کو وسط کی امت قرار دیا اور پھر اس کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ "تاکہ لوگوں کے لئے گواہ ہو" افسوس ہے کہ ایسی صاف اور سلجھی ہوئی بات میں بھی ہمارے بعض مفسرین نے لاحاصل بحثیں پیدا کر دیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اور اس بحث میں پڑ گئے کہ یہ شہادت دنیا میں ہوگی یا آخرت میں؟ اسلام کا اصلی کارنامہ غیر فانی دنیا ہی کی اصلاح تھا، مگر مفسرین اس کی طرف سے اس درجہ غافل ہیں کہ ہر شے کو آخرت ہی پر اٹھا رکھنا چاہتے ہیں۔ ایک دوسرے موقعہ پر اسی شہادت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ذکر کیا گیا ہے کہ:-

كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا — میں اپنی امت پر شاہد تھا جب تک کہ

مَّا دُمْتُ فِيهِمْ — میں ان میں موجود تھا۔

اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ اپنی امت میں دنیا کے اندر ہی موجود تھے نہ کہ آخرت میں۔ پس یہاں بھی شہادت سے وہی شہادت مراد ہے جو دنیا کی زندگی میں انجام دی جاسکتی ہے۔ تاہم علامہ رازی کا ہمیشہ ممنون ہونا پڑتا ہے کہ وہ گو ہر آیت کے متعلق طرح طرح کی توجیہات جمع کر دیتے ہیں، مگر پھر بھی ایک نہ ایک ایسی توجیہہ ضرور ان میں موجود ہوتی ہے جو اصل حقیقت سے پردہ اٹھا دیتی ہے اور وہی خود ان کی ذاتی رائے ہوتی ہے اس آیت کے متعلق بھی انھوں نے دوسرے قول کے بیان کرتے ہوئے جو کچھ لکھ دیا ہے وہ بالکل صاف اور غیر پیچیدہ ہے

امت وسطا

اصل یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو مسلمانوں کا فرض منصبی قرار دیا اور فی الحقیقت ایسا کرنا دنیا میں عدل

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

حقیقی کو قایم کرنا تھا۔ برائی اگر روک دی جائے اور نیکی کو رائج کیا جائے تو دنیا کے نظم کے قوام کا اس کے علاوہ اور کیا اعتدال ہو سکتا ہے؟ عدل کے معنی ہیں عدم افراط و تفریط، یعنی کسی شے کا نہ زیادہ ہونا اور نہ کم ہونا، اور یہ درجہ مقام وسط اور درمیانی ہے۔

گناہ کی حقیقت اور اصطلاحِ قرآنی میں "اسراف"

دنیا میں جس قدر برائیاں ہیں غور کیجئے تو وہ افراط و تفریط کے سوا اور کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔ انسان کے تحفظ خود اختیاری اور حفظ حقوق کے لئے غیرت غضب اور سماق کا ہونا ضروری تھا، لیکن یہ جذبات اپنی حد سے آگے قدم بڑھاتے ہیں تو فطرت کی بخشی ہوئی ایک شے جو یقیناً نیکی تھی یکایک بدی بن جاتی ہے، اور اس کا نام جرم اور گناہ ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے اپنی اصطلاح میں ہر جگہ معصیت اور گناہ کے لئے (اسراف) کا لفظ اختیار کیا۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ — اے میرے بندو کہ تم نے اپنے نفسوں پر اسراف کیا ہے، رحمت الٰہی سے مایوس نہ ہو

یہاں مسرفین سے مراد سخت درجے کے گناہ گار اور معصیت شعار انسان ہیں کیونکہ آیت کا شان نزول، نیز آگے چل کر اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا کہنا اس کی پوری طرح تشریح کر دیتا ہے۔ اسراف کی تعریف

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

صرف الشیٔ فیما ینبغی زائداً علی ما ینبغی اور تجاوز الحد فی کل شیٔ (راغب) ہے یعنی کسی چیز کو اس کی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اور ہر شے کا اپنی حد سے تجاوز کر جانا اس سے بڑھ کر گناہ کی کیا تعریف ہو سکتی تھی کہ وہ قوتوں اور خواہشوں کے بے اعتدالانہ خرچ کا نام ہے۔ اسراف کے علاوہ اصطلاح قرآن میں ایک لفظ "تبذیر" بھی ہے جیسا کہ فرمایا:-

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ط

بے موقع اور بے ضرورت مال و دولت کو ضائع کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں

لیکن تبذیر اور اسراف میں ایک باریک فرق یہ ہے کہ کسی شے کے خرچ کرنے کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔ بعض چیزیں خرچ تو کی جاتی ہیں، ان کے ٹھیک مصرف ہیں، لیکن تعداد صرف ضرورت اور حد معینہ سے زائد ہوتی ہے اور طریق صرف صحیح نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک مجرم پر اس کے قصور سے زیادہ غضبناک ہونا اور مناسب سزا دینے کی جگہ مار پیٹ سے کام لینا۔ بے شک ایک مجرم کو اس کے جرم کی پاداش ملنی چاہیے، اور اس لحاظ سے آپ کے غصے اور غضب کا خرچ اپنے صحیح مصرف میں ہوا، لیکن جس مقدار اور جس صورت میں غصے کو آپ خرچ کر رہے ہیں یہ اس کے حدود اور اس کی ضرورت سے زیادہ ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اور اسی کا نام اسراف ہے۔

برخلاف "تبذیر" کے کہ اس کی تعریف صرف الشیٔ فیما لا ینبغی
بیان کی گئی ہے یعنی کسی چیز کو اس کے مصرف کے علاوہ دوسری جگہ
خرچ کرنا مثلاً دولت نفس کے ضروری آرام و آسایش، اعزا و اقارب
کی اعانت، اور اعمال حسنہ میں خرچ کرنے کے لئے ہے، مگر آپ
اسے محض اپنی جاہ و نمایش، دنیوی عزت اور حکام کی نظروں میں رسوخ
حاصل کرنے کے لیے باسمائے مختلفہ لٹانا شروع کردیں، تو قرآن کریم
اس کو "تبذیر" سے معتبر کرے گا۔ اور چونکہ اس کا نقصان اسراف سے
شدید تر ہے اس لئے وعید بھی سخت وارد ہوئی، کہ مسرف کے لئے
تو صرف اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ "خدا اسراف کرنے والوں کو
دوست نہیں رکھتا" فرمایا، اور "تبذیر" کے مرتکبین کو کَانُوْا اِخْوَانَ
الشَّیٰطِیْنِ کہہ کر شیطان کے اخوان اقارب میں شمار کیا گیا۔ اسراف اور
تبذیر کا یہ فرق خود قرآن کریم سے ماخوذ ہے، تفسیر بالرائے نہیں ہے
یہ دونوں لفظ جہاں جہاں بولے گئے ہیں اگر ان کا استقصا کیا جائے
تو خود بخود یہ فرق ظاہر ہو جائے گا۔ مثلاً

کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ۔	کھاؤ اور پیو لیکن اسراف نہ کرو۔ اللہ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بھوک اور پیاس میں غذا اور پانی کا صرف، ایک بالکل صحیح مصرف کا خرچ ہے اور اشیار کا بے موقع خرچ کرنا نہیں ہے۔ غذا کھانے ہی کے لئے ہے اور پانی پینے ہی کے لئے، لیکن اگر حد خواہش اور ضرورت سے زیادہ کھایا جاوے، یا ان کی تیاری و اکل و شرب میں بے جا روپیہ صرف کیا جاوے تو یہ اسراف ہو جائے گا۔ اسی لئے فرمایا کہ اسراف مت کرو۔ لیکن ایک دوسرے موقع میں صورت خرچ اشیار سے مختلف تھی

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ — اور اقارب کا حق ان کو دو۔ نیز مسکین

وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ — اور مسافر کے حقوق ادا کرو اور دولت

تَبْذِيْرًا ۔ — کو مت ضایع کرو۔

یہاں چونکہ مقصد یہ تھا کہ دولت کا مصرف صحیح، اعزا و اقارب کے حقوق ادا کرنا ہے پس دوسرے کاموں میں اس کو بے موقع خرچ نہ کرو اس لئے اسراف نہیں کہا بلکہ تبذیر کے لفظ سے تعبیر کیا گیا۔

رجوع الی المقصود

حاصل سخن یہ ہے کہ گناہ معصیت، فسق، جرم اور ہر وہ شے جس میں عدل پایا جائے یقیناً نیکی اور عمل خیر ہے۔ قرآن ہر جگہ ہر طرح کے محاسن و فضائل کو اسی جامع و مانع لفظ سے تعبیر کرتا ہے۔ اس کی اصطلاح میں صراط المستقیم، توازن قسط، میزان الموازین، قسطاس المستقیم اور

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

عدم تطفف اور اسی طرح کے بیسیوں الفاظ اسی مقام عدل سے عبارت ہیں۔ وہ ہر جگہ اور ہر تعلیم میں (زیادتی مت کرو) اِعْدِلُوْا (عدل کرو) کے اصول کی دعوت دیتا ہے اور اسی راہ عدل کو اَقْرَبُ اِلَی التَّقْوٰی تبلاتا ہے۔ اس کی تعلیم کا خلاصہ ہر شے میں خواہ وہ اس کی عبادت اور بندگی اور خواہ اس کی راہ میں خیرات و بخشش ہی کیوں نہ ہو یہ ہے۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا۔	اور اپنا ہاتھ نہ تو اس طرح سکیڑو کہ گویا گردن میں بندھ گیا ہے اور نہ بالکل پھیلا ہی دو، ورنہ تم خالی ہاتھ بیٹھے رہ جاؤ گے اور لوگ تم کو ملامت کریں گے

ہر کام کے لئے اس آیت میں اعتدال کی ایک جامع مثال بیان کر دی گئی ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے مقصود قیام عدل ہے

پس جیسا کہ ہم نے ابتدا میں اس طرف اشارہ کیا تھا، جس جماعت کا فرض دعوت الی الخیر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہوگا وہ دنیا میں ایک ایسی طاقت ہوگی جو صرف نیکی ہی کی خاطر دنیا میں بھیجی گئی ہے، اور چونکہ نیکی عبارت ہے عدل سے اور بدی اس کے عدم سے، اس لئے فی الحقیقت وہ عدل کو قایم رکھنے والی اور افراط و تفریط کو کہ بدی اور گناہ سے روکنے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

والی جماعت ہوگی۔

اب عدل کی حقیقت پر غور کیجئے تو فی الحقیقت ہر شے کے وسطی اور درمیانی حالت کا نام ہے۔ کسی ایک طرف جھک پڑے تو یہ افراط و تفریط ہے لیکن ٹھیک ٹھیک درمیان میں اس طرح کھڑے رہیئے کہ بال برابر جگہ بھی کسی طرف زیادہ نہ بچی ہو، تو اس کا نام اعتدال اور عدل ہوگا۔ قرآن کریم نے اس کی نہایت عمدہ مثال دی ہے۔ ایک جگہ فرمایا ہے۔

وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا۔

جب کسی چیز کو تولو، تو ترازو کی ڈنڈی سیدھی رکھو (تاکہ وزن میں دھوکہ نہ ہو) یہی طریق خیر اور نیک انجام ہے۔

دوسری جگہ ایک سورت اس جملے سے شروع کی ہے۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ۔

ناپ تول میں کم دینے والوں کے لئے بڑی تباہی ہے۔

عدل کے لئے سب سے زیادہ مشاہدے میں آنے والی اور عام فہم مثال ترازو کی تھی، کہ اس کے تمام اعمال کی صحت کا دار و مدار محض اس کے اوپر کی سوئی پر ہے۔ جب تک کہ وہ ٹھیک ٹھیک اپنے وسط میں قائم نہ ہوجائے وزن کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ جونہی دونوں پلوں کا وزن مساوی ہوگا معاً سوئی بھی وسط میں آکر ٹھہر جائے گی۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

انہی لیے قرآن نے اکثر مقامات میں ترازو کی مثال سے کام لیا ہے اور قیامت کے دن بھی انسانی اعمال کا فیصلہ اسی کے ہاتھ ہوگا فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ، فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ، فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ۝

یہی سبب ہے کہ وسط کو عدل کے معنوں میں بولا جاتا ہے اور فی الحقیقت (وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا) میں بھی وسط سے مراد عدل ہی ہے۔

جس جماعت کا فرض امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہو اس سے بڑھ کر اور کونسی جماعت عنداللہ اور عندالناس عادل ہو سکتی ہے؟ پس خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تم کو تمام دنیا کے لئے ایک عدل قایم کرنے والی امت بنایا تاکہ دنیا کے لئے تم ایک گواہ عادل کی حیثیت سے شہادت دے سکو۔

خود قرآن مجید بھی اس معنی کی تائید کرتا ہے۔ ایک موقع پر فرمایا کہ قَالَ أَوْسَطُهُمْ اور وہاں بلا اختلاف أَوْسَطُهُمْ سے مراد اعدلھم ہی ہے، امام رازی نے بہ روایت نقال ایک حدیث بھی درج کی ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خود اس آیت کی یوں تفسیر فرمائی أُمَّةً وَسَطًا ای عدلا اس کے علاوہ مشہور حدیث خیر الامور اوسطہا میں بھی اوسط بمعنی اعدل

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

استعمال کیا گیا ہے یعنی بہتر کام وہ ہیں جو ان میں مطابق عدل ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا جاتا تھا کہ اوسط قریش نسباً۔ اور یہاں بھی ظاہر ہے کہ اوسط عدل ہی کے معنی میں بولا گیا ہے اور اسی بنا پر اس آیت سے اجماع کے حجت ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے کہ جب امت کی عدالت نص سے ثابت ہوگئی تو اس کا اجماع یقیناً گمراہی و فساد سے محفوظ ہوگا۔

پہلی اور دوسری دونوں آیتوں میں خدا تعالیٰ نے امر بالمعروف نہی عن المنکر کے فرض کا ذکر کیا ہے لیکن پہلی آیت میں بظاہر الفاظ تمام امت کے لئے نہیں بلکہ امت میں سے ایک جماعت خاص کے لئے اس کا فرض ہونا معلوم ہوتا ہے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ — تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیئے جو خیر کی طرف بلائے اور نیکی کا حکم دے۔

لیکن دوسری آیت میں کسی ایک جماعت کی تخصیص نہیں ہے تمام امت کا امتیاز اسی فرض کو قرار دیا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ — تم سب میں بہتر امت ہو، اس لئے کہ نیکی کا حکم دیتے ہو۔

دونوں آیتیں ایک ہی سورت ایک ہی رکوع میں ہیں، پھر دونوں میں اختلاف کیوں ہے؟ پہلی میں یہ فرض محدود و مخصوص اور

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دوسری میں عام ہے۔

عام خیال یہ ہے کہ پہلی آیت میں خدا تعالیٰ نے جن فرائض کا ذکر کیا ہے ان میں سے ہر فرض اپنی تکمیل کے لئے علم کا محتاج ہے۔ دعوت الی الخیر کے لئے ضروری ہے کہ اعمال خیر کا علم ہو۔ امر بالمعروف کیوں کر انجام پا سکے گا، جب کہ وہ کام معلوم نہ ہوں گے جن پر معروف کا اطلاق ہو سکتا ہے؟ نہی عن المنکر تو اور زیادہ علم و فرض اور درس تدریس کا محتاج ہے، کیونکہ منکرات میں تمام محرمات و مکروہات فقہیہ داخل ہیں اور جب تک ان کا علم نہ ہو کیوں کر ان سے روکا جا سکتا ہے۔ اس تفسیر کی بناء پر فیصلہ کر لیا گیا ہے کہ اس آیت ولتکن منکم میں من تبعیض کے لئے آیا ہے اس سے صرف ایک گروہ محدود (علماء) مراد ہے اور یہ تینوں باتیں صرف انھیں کے فرائض میں داخل ہیں۔

علماء نے اس فرض عام کو اپنے لئے مخصوص کر لیا

لیکن درحقیقت یہ خیال عملاً اور اعتقاداً ایک ایسی خطرناک غلطی تھی جس کو میں نہیں سمجھتا کہ کن لفظوں سے تعبیر کروں؟ اس تیرہ سو برس میں اسلام کو ان تمام غلط فہمیوں سے سابقہ پڑا جو اس سے پہلے امم سابقہ کو پیش آ چکی ہیں، لیکن کسی سخت سے سخت تحریف نے بھی مسلمانوں کو ایسا لاعلاج نقصان نہیں پہنچایا جیسا اس غلطی سے پہنچا اور پہنچ رہا ہے۔ اسلام کی وہ دعوت الٰہی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جو ایک عالمگیر اصلاح اور بین الملی جامعہ کے قیام کے لئے آئی تھی اس غلط فہمی سے زیادہ عرصہ تک قایم نہ رہ سکی۔ خلافت و نیابت الٰہی کا وہ شرف جو مسلمانوں کو عطا کیا گیا تھا اور جس کی وجہ سے بہ حیثیت ملی وہ تمام عالم میں خدا کا مقدس دست عمل تھے، بد بختانہ اسی غلط فہمی سے خاک میں ملا۔ روسائے روحانی اور پیشوایان مذہب نے جو مشرکانہ اختیارات اپنے لئے مخصوص کر لئے تھے اور جن کی غلامی سے دنیا کو نجات دلانا اس دین الٰہی کا اصلی مشن تھا، اس کی بیڑیاں پھر اسی غلط فہمی کی لعنت سے مسلمانوں کے پاؤں میں پڑیں اور ایسی پڑیں کہ اب تک نہ نکل سکیں، چنانچہ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ فرزندان الٰہی جن کو اپنے اعمال حسنہ سے دنیا میں خدا کی تقدیس کا تخت جلال بننا تھا، آج اپنی بد اعمالیوں سے تمام قومی جرائم اور ملی معاصی میں گرفتار ہیں اور قہر الٰہی کو مدتوں سے دعوت دے رہے ہیں۔ یہ وہی معاصی ہیں جن کی پاداش میں اقوام گذشتہ سے خدا نے اپنا رشتہ توڑا تھا، جن کی وجہ سے داؤد کے بنائے ہوئے ہیکل سے روٹھ کر رحمت الٰہی نے اسمٰعیل کی جھی ہوئی دیواروں کو اپنا گھر بنا لیا تھا، اور پھر جن کی وجہ سے بنی اسرائیل کو اپنی نیابت سے معزول کر کے مسلمانوں کو اس پر سرفراز کیا تھا۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ	اور تم سے پہلے کتنی قومیں گزر چکی ہیں کہ جب
قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَاءَتْهُمْ	انھوں نے ظلم و معاصی پر کمر باندھی تو ہم نے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

رُسُلُهُم بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوا
لِيُؤْمِنُوا ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِي
الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ۚ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ
خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْ
بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ
تَعْمَلُونَ ۔

انھیں ہلاک کر دیا۔ ان کے رسول کھلی کھلی
نشانیاں لے کر آئے تھے، مگر انھیں ایمان
نصیب نہیں ہوا۔ مجرموں کو ہم ایسی ہی سزا
دیا کرتے ہیں۔ پھر ان کو ہلاک کرنے کے بعد
ہم نے تم کو دنیا کی بادشاہت دے کر ان کا
جانشین بنایا تاکہ دیکھیں کہ کیسے عمل کرتے ہو

مگر یہ بدبختی بھی صرف اسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔

لیکن یہ سب کچھ کیوں کر ہوا؟ اس طرح کہ اعتقاد ہی سے عمل وجود پذیر
ہوتا ہے۔ اس غلط فہمی کا پہلا نتیجہ یہ نکلا کہ امر بالمعروف جو دراصل ہر فرد
اسلامی کا فرض تھا اور صحابۂ کرام کی زندگی اس کی عملی شہادت ہمارے سامنے
ہے وہ روز بروز ایک محدود دائرے میں سمٹتا گیا اور سمٹتے سمٹتے ایک
غیر محسوس نقطہ بن کر رہ گیا۔ اب اس کے وجود میں بھی شک ہے۔

دنیا کے تمام مذاہب کے انحطاط و ہلاکت کی ایک بڑی علت
رؤسائے مذہبی کا معبودانہ اقتدار ہے۔ اسلام نے اس زہر کا تریاق اسی
اصل اصول کو تجویز کیا تھا کہ امر بالمعروف کی خدمت کو اس طرح عام، اور ہر
فرد ملت پر پھیلا دیا جائے کہ پھر کسی مخصوص گروہ کو اس ذریعہ سے اقتدار
حاصل کرنے کا موقع نہ ملے۔ اور ہندؤں کے برہمنوں اور عیسائیوں کے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

رومن کیتھولک فادروں کی طرح مذہبی دعوت اور اصلاح کو کوئی جماعت اپنی اقلیم حکمرانی نہ بنالے کہ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ لیکن اب صدیوں سے دیکھیے تو مسلمان جن بیڑیوں کو کاٹنے آئے تھے ان سے خود ان کے پاؤں بوجھل ہو رہے ہیں۔ اس فرض الٰہی کو علمار نے اپنا موروثی حق بنالیا ہے جس میں کسی اور فرد کو دخل دینے کی اجازت نہیں۔ شیطان (اپنی قدیم عادت کی طرح) جب ضرورت دیکھتا ہے ان کو اپنے اعمال ابلیسانہ کے لیے آلۂ کار بنالیتا ہے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی جگہ (امر بالمنکر و نہی عن المعروف) کے فرائض ان کے ہاتھوں انجام پاتے ہیں۔ باقی تمام قوم اپنے اس فرض کی طرف سے بالکل غافل اور بے خبر ہے اور جہل مذہبی کے سبب سے علمار کے اس غصب حقوق عامہ پر قانع ہوگئی ہے۔ خدا کی حکومت کوئی بھی اپنے اوپر محسوس نہیں کرتا نیکیوں کی طرف سے سب کی آنکھیں بند ہیں۔ اور برائیوں پر سے ہر شخص اس طرح گذر جاتا ہے گویا اس کو کان سننے کے لیے اور آنکھیں دیکھنے کے لیے ملی ہی نہیں۔ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ

دونوں آیتوں کا منشا ایک ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دونوں آیتوں میں کوئی اختلاف نہیں، دونوں کا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

منشار ایک ہے اور دونوں اس فرض کو بغیر کسی تخصیص و تحدید کے ہر قائل
کلمۂ توحید کا فرض قرار دیتی ہے۔ البتہ پہلی آیت میں وَلتکن منکم کا لفظ اشتباہ
پیدا کرتا ہے کہ منکم بیان تبعیض کے لئے ہے، یعنی تم میں سے بعض لوگوں کی
ایک جماعت اس فرض کو اپنے ذمے لے لے لیکن چونکہ آگے چل کر دوسری
آیت نے اس فرض میں تمام امت کو شامل کر لیا ہے اس لئے یہاں منکم کو
تبعیض کے لئے قرار دینا ہی غلط ہے۔ بلکہ وہ یقیناً توضیح و تبعیض کے لئے آیا
ہے، جیسا ہر زبان کے محاورے میں عموماً بولا کرتے ہیں۔ مثلاً عربی میں
کہیں گے لِلامیر من غلمانہ عسکر ولفلان من اولادہ جند یعنی امیر کے
لڑکوں سے فوج کے سپاہی ہیں اور فلاں شخص کی اولاد سے لشکر مرتب ہو رہا ہے
تو اس سے امیر کے تمام لڑکے مراد ہوں گے نہ کہ بعض۔ خود قرآن میں ایک
موقع پر فرمایا ہے کہ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے
کہ بتوں کے علاوہ اور کسی شے کی ناپاکی سے پرہیز نہ کیا جائے۔ غرضیکہ یہاں
من افادہ بمعنی تبیین کرتا ہے نہ کہ تبعیض۔ امام رازی نے دوسرے قول کو
بیان کرتے ہوئے اس پر کافی بحث کی ہے۔

لیکن اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے ہم قرآن مجید کی ایک اور آیت
اس مضمون کے متعلق پیش کرتے ہیں۔ اگر امام رازی نے اس آیت کو بھی
پیش نظر رکھا ہوتا تو ان کو متعدد آرار و توجیہات کے لاحاصل نقل کرنے کی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ضرورت نہ ہوتی۔ سورہ حج کے پانچویں رکوع میں خدا کے تعالیٰ نے کافروں کے اُن مظالم کی طرف اشارہ کیا ہے، جن سے آغاز اسلام کے مسلمانوں کو سابقہ تھا۔ پھر دفاع و حفظ نفس کے لیے قتال کی اجازت دی ہے اور اس کے بعد کہا ہے

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۔

اگر ہم ان مظلوم مسلمانوں کو حکومت اور خلافت دے کر زمین میں قایم کر دیں تو وہ نہایت اچھے کام انجام دیں گے یعنی نماز پڑھیں گے زکوۃ دیں گے لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور سب کا انجام کار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

یہ آیت اس بارے میں بالکل صاف اور فیصلہ کن ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیاب کرنے کی علت یہ بیان کی ہے کہ وہ زمین پر حکمران ہونے کے بعد اچھے اور نیک کاموں کو انجام دیں گے۔ پھر ان کاموں کی بالترتیب تشریح کی ہے اور سب کو مسلسل عطف کے ساتھ بیان کیا ہے جو معطوف و معطوف الیہ میں تسویہ ثابت کرتا ہے۔ پہلے نماز کا ذکر کیا پھر زکوۃ کا اور یہ دونوں عمل ہر جگہ قرآن میں ایک ساتھ بیان کیے گئے ہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اس کے بعد امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا نام آیا ہے اور اسی سلسلۂ اعمال میں جس میں نماز اور زکوٰۃ بلحاظ وجوب و فرض بیان کئے جاتے ہیں اس سے ثابت ہو گیا کہ :-

(۱) مسلمانوں کو خدا نے جو نصرت و فتح اور دنیا میں کامیابی عطا فرمائی اس کی علت یہ تھی کہ تا کہ وہ اعمال حسنہ انجام دیں۔

(۲) وہ اعمال حسنہ (علی الخصوص) قیام نماز، ادائے زکوٰۃ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہیں۔

(۳) نماز اور زکوٰۃ ہر مسلمان پر فرض ہے، پس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی ہر مسلمان کے فرائض میں داخل ہے۔

عمل و اعتقاد

گذشتہ بیان سے گویہ تحقیق ہو گیا کہ اسلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنے ہر پیرو پر فرض کر دیا ہے لیکن اصل بحث ابھی باقی ہے اس تعلیم کو اصولاً و اعتقاداً کون نہیں مانتا لیکن اخلاق اور مذہب کی ہر تعلیم میں یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ اعتقاد اور عمل دو مختلف چیزیں ہیں۔ جو اصول قابل عمل نہ ہو، وہ کاغذ کے صفحوں پر کتنا ہی دل فریب ہو مگر انسانی مصائب کے لئے کیا مفید ہو سکتا ہے؟ دیکھنا یہ ہے کہ دنیا اس اصول پر عمل بھی کر سکتی ہے یا نہیں؟

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

"اسلام" یکسر عمل ہے۔ مذہبی تاریخ میں جو انقلابات ذہن و حصول سے عمل کی جانب ہوئے ہیں اور جن کی ابتدائی حالت مکمل نمونہ گوتم بدھ اور آخری صورت (مسیحی تحریک) تھی، اسلام اس کے انقلاب آخری کا نام ہے۔ جس کے بعد مذہب ایک خالص عملی قانون کی شکل میں مبدل ہوگیا اور وہ تمام چیزیں نکل گئیں جو اس کی عملی طاقت کو مضرت پہنچاتی تھیں پس اگر یہ سچ ہے کہ امر بالمعروف ایک اسلامی اصول ہے تو یہ بھی سچ ہے کہ وہ محض ایک ذہنی زندگی رکھنے والا اصول ہی نہیں بلکہ انسان کی عملی زندگی میں تبدیلی پیدا کرنے والا قانون ہے۔

حب و بغض اور عفو و انتقام

سب سے بڑی مشکل جو اس اصول کی عملی راہ میں پیش آتی ہے وہ اخلاقی تعلیمات کی دورنگی ہے۔ ایک طرف عفو و درگذر اور محبت و عاجزی کی تعلیم ہے، دوسری طرف نیکی و بدی کے احتساب کی سختی و انتقام و عقوبت ہے۔ خود قرآن کی تعلیمات میں بھی یہی مشکل پیش آتی ہے ایک جانب عفو و نرمی اور حکمت و موعظت کا حکم ہے، دوسری طرف سختی و انتقام اور تشدد و جبر کے احکام پر زور دیا گیا ہے۔ یورپ کے مورخین جب تعصب و جہل کی تاریکی میں اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس اختلاف کی تہ میں انھیں کچھ نظر نہیں آتا۔ پھر پریشان ہوکر اس اختلاف کو مکی اور مدنی

زندگی کے اختلاف حالت کا نتیجہ بتلاتے ہیں کہ جب تک اسلام بے بسی اور محتاجی کی حالت میں تھا، نرمی اور عفو و درگزر کی تعلیم سے زندگی کا سہارا ڈھونڈھتا تھا، لیکن مدینہ میں آکر جب تلوار ہاتھ آگئی تو پھر حکومت اور طاقت کی حالت میں عاجزی و مسکنت کی ضرورت نہ تھی لیکن وَاللّٰہُ یَعلَمُ اِنَّھُم لَکَاذِبُوْنَ۔

اس بحث کا یہ موقع نہیں، لیکن اسلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو جس اصول پر قائم کیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

فقہار کا ایک عمدہ اصول ہے کہ "اصل شے کی اباحت ہے تا آنکہ کوئی سبب حرمت پیدا نہ ہو" انگور کا عرق فی نفسہٖ ایک مفید اور عمدہ شے ہے، لیکن جب اس میں نشہ پیدا کر دیا جائے اور نشہ کی وجہ سے انسان کے دماغ اور اخلاق کو نقصان اور اس نقصان کی وجہ سے امن عامہ میں خلل اور سوسائٹی کا ہرج ہو تو وہ پھر حرام قطعی ہے۔ بالکل اسی طرح اخلاق میں بھی اصل عل (محبت) ہے تا آنکہ کوئی سبب لاحق ہو کر بغض سے تبدیل نہ کر دے یعنی دنیا میں ہر شے محبت کے زیرِ قانون ہے اور کوئی نہیں جو محبت و پیار کا مستحق نہ ہو، لیکن اس محبت کے اوپر بھی ایک قانون عام کی حکومت ہے یعنی "نفع رسانی اور حقوق العباد کی نگہداشت" پس اگر کوئی علت ایسی پیدا ہو جائے جس کے سبب سے محبت کی صورت اپنی محبوبیت

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کو مسخ کر دے تو پھر ہر محبوب شے کو اپنی نظروں میں مبغوض بنا لو۔ اور جس قدر محبت کی راہ میں محبت کا جوش رکھتے تھے، محبت ہی کی خاطر بغض کی راہ میں بغض کا جوش ظاہر کرو۔

غور کرو، قانون دنیا میں کیا چاہتا ہے؛ محبت یعنی امن کو قایم کرنا لیکن محبت کی خاطر عداوت اور امن کی خاطر بد امنی اس کو بھی کرنی پڑتی ہے اس کی انتہائی آرزو یہ ہے کہ انسان کی زندگی کو ہلاکات سے نجات دے لیکن زندگی بخشنے کے لئے اسے موت ہی کے حربے سے کام لینا پڑتا ہے انسان کو پھانسی پر چڑھا کر مارتا ہے، اور کہتا ہے کہ یہ اس لئے ہے تاکہ انسان گلا گھونٹ کر نہ مارے جائیں۔

پارلیمنٹ اور جمہوریت امن اور آزادی مانگتی ہے؛ مگر امن کی خاطر اسے شخصی حکومت میں بد امنی پیدا کرنی پڑتی ہے؛ اور آیندہ قتل روک دینے کے لئے بہتوں کو قتل کرنا پڑتا ہے۔ قرآن نے حب و بغض اور نرمی و سختی کے اصول کو اسی بنیاد پر قایم کیا ہے۔ اس کی عام تعلیم یہ ہے۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ	خطاؤں سے درگزر کر، اچھی باتوں کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جا۔ اور اگر (اے پیغمبر) تیرے دل میں انتقام اور بدلہ لینے کا ولولہ پیدا ہو تو خدا سے پناہ مانگ، وہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

عَلِيمٌ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

ایک دوسرے موقع پر احسان عام، عاجزی و فروتنی کو اس پیرایہ میں فرمایا۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا	زمین پر اکڑ کے نہ چلا کرو، اس طرح چل کر
إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ	زمین کو پھاڑ تو سکتے نہیں۔ اور نہ تن کر
وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا. كُلُّ	چلنے سے پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکتے ہو
ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا	یہ تمام باتیں خدا کو ناپسند ہیں۔

سورۂ فرقان میں اپنے نیک بندوں اور سچے مومنوں کی جہاں خصلتیں گنائی ہیں وہاں پہلا وصف یہ کہا

وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ	اور رحم کرنے والے خدا کے رحم طینت بندے
عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا	وہ ہیں جو زمین پر نہایت فروتنی کے ساتھ چلتے
خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا	ہیں اور جب جاہل ان سے جہالت کی باتیں
سَلَامًا ۝	کرتے ہیں تو سلام کر کے الگ ہو جاتے ہیں۔

سورۂ شوریٰ میں ایک ایسے ہی موقع پر مومن کا سب سے بڑا وصف یہ قرار دیا ہے کہ:۔

وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ	اور جب ان کو غصہ آجاتا ہے تو خطاؤں سے
يَغْفِرُونَ ۝	درگزر کرتے ہیں۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اصطلاح قرآن میں عزم امور ایک انتہائی وصف ہے، جو انبیائے جلیل القدر کی مدح میں آیا ہے، لیکن عفو وصبر کرنے والے کے لئے بھی اسی کو استعمال کیا۔

وَلَمَنۡ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ — اور جو صبر کرے اور خطاؤں کو بخش دے تو بے شک، یہ بڑے ہمت کے کام ہیں۔

احسان عام کی ان تعلیمات کا استقصا کیا جائے تو اس طرح کی بیسیوں آیتیں اور ملیں گی۔

یہ تعلیم تو گویا عام اور اصل اخلاق کا حکم رکھتی ہے۔ لیکن جب عوارض سے حالات متغیر ہو جائیں اور عفو و درگزر کی جو علت تھی (یعنی نفع خلائق اور عدم مضرت رسانی) عفو و درگزر سے خود وہ مفقود ہونے لگے، تو اس حالت میں پھر بہ شرائط عدل و وسطیت انتقام اور بدلے کی سختی کو جائز کر دیا۔

جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثۡلُهَا — برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی سے کرو۔

آگے چل کر اس کو صاف کر دیا۔

وَلَمَنِ انۡتَصَرَ بَعۡدَ ظُلۡمِهٖ فَاُولٰٓئِکَ مَا عَلَیۡهِمۡ مِّنۡ سَبِیۡلٍ اِنَّمَا السَّبِیۡلُ عَلَی الَّذِیۡنَ یَظۡلِمُوۡنَ النَّاسَ وَیَبۡغُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ — اور اگر کسی پر ظلم ہوا ہو اور وہ اس کے بعد بدلہ لے تو ایسے لوگ معذور ہیں۔ ان پر کوئی الزام نہیں۔ الزام انھیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور بغیر کسی حق کے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بِغَیْرِ الْحَقِّ — زیادتی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔

دوسری مثال اس سے زیادہ واضح ہے۔

عام حکم، کفار و مخالفین کے ساتھ نرمی و شرافت، عفو و درگزر اور بطریقِ احسن نصیحت و موعظت کا ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔ — خدا کی راہ کی طرف حکمت و وعظ کے ساتھ بلاؤ اور اگر بحث بھی کرو تو اس طرح کہ وہ پسندیدہ طریقہ ہو۔

دوسری جگہ مخصوص طور پر یہود و نصاریٰ کی نسبت کہا۔

وَلَا تُجَادِلُوْا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ — اہل کتاب کے ساتھ بحث نہ کرو مگر بطریق پسندیدہ

لیکن پھر دوسرے موقعوں پر (جہاد فی سبیل اللہ) کو ایک فرض دین قرار دیا اور سورتوں کی سورتیں اس کے احکام کی نسبت نازل فرمائیں۔

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ — جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اللہ کی راہ میں ان سے قتال کرو۔

اسی آیت کے بعد فرمایا۔

فَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْكُمْ — ان کو جہاں پاؤ قتل کرو اور جہاں سے انھوں نے تمھیں نکالا ہے، تم بھی انھیں نکال باہر کرو۔

پہلے عام طور پر نرمی اور آشتی کا حکم دیا تھا لیکن قتل پر بھی بس نہ کرکے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اسے شدید سے شدید سختی پر زور دیا۔

قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً

اپنے آس پاس کے کافروں سے لڑو اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔

دونوں تعلیموں میں کس درجہ تباین و تباعد ہے؟ مگر دراصل دونوں کا منشا ایک ہی ہے۔ پہلا حکم احسان عام، محبت عمومی اور اصل اخلاق پر مبنی تھا، لیکن جب عوارض ولواحق سے حالات بدل گئے تو جس طرح پہلے انسانوں کی راحت اور جلب نفع کے لئے نرمی کا حکم دیا تھا، اسی طرح اسی مقصد سے یہاں سختی اور قتل کا حکم دیا اور اس کی علت کو کھول کر بیان کر دیا۔

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ

فساد خونریزی سے بڑھ کر برائی ہے۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ

ان کو قتل کرو یہاں تک کہ ملک میں فساد باقی نہ رہے۔

جس طرح قانون قتل کی برائی کو روکنے کے لئے خود قتل کی برائی کو مجبوراً اختیار کرتا ہے، اسی طرح قرآن نے فتنہ و فساد سے ارض الٰہی کو پاک کرنے کے لیے تلوار سے مدد لینے تک کی اجازت دے دی ہے۔ بیشک نرمی اور نرم رفتاری کو خدا دوست رکھتا ہے، لیکن سخت گیروں اور ظالموں کو سختی سے باز رکھنے کے لئے جب تک سختی نہ کی جائے نرمی قایم نہیں ہو سکتی۔ فتنہ و فساد اسے پسند نہیں مگر فتنہ و فساد کو روکنے کے لئے اسے علاج بالمثل

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کرنا پڑتا ہے۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيرًا ۔

اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے نہ ہٹواتا رہتا تو تمام صومعے اور گرجے اور تمام عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے کبھی کی منہدم ہو گئی ہوتیں

یعنی مقصد الٰہی شفقت و رحمت و احسان عام ہے۔ لیکن جب ایک گروہ اس کی زمین کو فتنہ و فساد سے آلودہ کرتا ہے، بغیر کسی جرم و قصور کے محض عبادت الٰہی کی وجہ سے اس کے نیک بندوں پر سختی کرتا ہے، ان کو گھروں سے نکالتا ہے۔ اللہ کی عبادت گاہ میں جانے سے روکتا ہے، پھر وہ جب اپنا گھر بار چھوڑ کر وطن سے بے وطن ہو کر ایک دوسرے شہر میں پناہ لیتے ہیں تو وہاں بھی اگر چین سے بیٹھنے نہیں دیتا، تو ان حالتوں میں مجبور ہو کر پیغمبر کو فتنہ روکنے، مظلوموں کو بچانے، شعائر الٰہی کی حفاظت اور حرمت قایم رکھنے، اور رافت و رحمت سے دنیا کی محرومی کو مٹانے کے لئے سختی سے کام لینا پڑتا ہے۔ اور تلوار کو کاٹنے کے لئے تلوار بلند کی جاتی ہے۔

كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا

اس موقع پر پچھلے نمبر کے اس حصہ پر ایک نظر ڈالنی چاہیے، جس میں امۃ وسطاً پر بحث کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنی خلافت اور

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نیابت بخشی تھی پس ضرور تھا کہ وہ بھی صفات الٰہی سے متصف اور متخلق با خلاق الٰہی ہوں۔ خدا رحیم اور محبت کرنے والا ہے۔ پس حکم دیا گیا کہ "ارحموا علی الارض یرحمکم من فی السماء زمین پر رحم کرو تاکہ وہ جو آسمان پر ہے تم پر رحم کرے۔ لیکن رحیم ہونے کے ساتھ وہ عادل بھی ہے۔ پس رحم و محبت میں بھی عدل اور وسط کا ہونا ناگزیر تھا۔ اس بنا پر تعلیم دی گئی کہ جب افراط و تفریط حد سے بڑھ جائے تو افراط کو روکنے کے لئے تم بھی افراط کرو۔ صفرا بڑھ گیا ہے تو تم بھی زیادہ ترشی کھلا دو۔ تم پر تلوار اٹھائی گئی ہے تو اُسے تلوار ہی سے کاٹو۔ تم ذلیل کئے گئے ہو تو تم بھی ذلیل ہی کرو تاکہ تسویہ و اعتدال پیدا ہو۔ یہ سب کچھ عین رحمت و محبت ہے نہ کہ سختی و جبر۔ ڈاکٹر مریض کے عزیز سے کم مریض پر مہربان نہیں، اس کے تلوے میں کانٹا چبھ کر چبھن پیدا کر رہا ہے لیکن اس چبھن کو دور کرنے کے لئے نشتر کی نوک کی چبھن ہی سے اسے کام لینا پڑے گا۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ

ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی کھلی نشانیوں کے ساتھ مبعوث کیا اور ان کے ساتھ کتاب اور ترازو بھیجا تاکہ عدل و انصاف پر قایم ہوں، اور نیز لوہا پیدا کیا جو (ہتھیاروں کی شکل میں) سخت خطرناک بھی ہے اور ساتھ ہی بہت سی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ   منفعتیں بھی انسانوں کے لئے اپنے اندر رکھتا ہے

اس آیت میں قرآن نے پوری تشریح کے ساتھ نظام عالم کے قوانین اساسی کو بیان کر دیا ہے۔ خدا ہدایت و اصلاح کے لئے انبیاء کو بھیجتا ہے اور ان کو میزان (قیام عدل کی ناقدانہ قوت) دیتا ہے تاکہ دنیا میں اللہ کے عدل کو قایم کر دیں۔ لیکن چونکہ اس کے لئے اوقات قہر و عقوبت کی ضرورت تھی، اس لئے ان کو عدل قایم کرنے کے لئے جنگ و قتال کی بھی اجازت دی اور لوہا پیدا کیا جو طرح طرح ہتھیاروں کی اشکال اختیار کرتا ہے پس وہ مضر بھی ہے اور مفید بھی۔

تشبہ باللہ و تخلق باخلاق اللہ

پس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی صفات الٰہیہ میں سے ایک صفت ہے۔ اسلام انسان کے آگے ایک ارتقائے روحانی کی راہ کھولتا ہے جو گو عبدیت کے مقام تذلل و تکسر سے شروع ہوتی ہے، مگر اس کا انتہائی نقطہ تشبہ باللہ یعنی خدا کی صفات سے مشابہت پیدا کرنے کا مقام ہے اور اسی طرف اس مشہور حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے کہ وتخلقوا باخلاق اللہ (خدا کا اخلاق اپنے اندر پیدا کرو) پس ضرور تھا کہ جس ملت کو خدا نے دنیا میں اپنی نیابت اور خلافت بخشی تھی وہ بھی اس صفت الٰہی سے متصف ہوتی خدا اطاعت و عبادت سے (یعنی ہر ایسے کام سے جو قوائے فطریہ کا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

صحیح استعمال ہو) خوش ہوتا ہے۔ پس ایک انسان مومن کو بھی خوش ہونا چاہیئے۔ خدا کفر و ضلالت اور بداعمالی سے (یعنی ان تمام کاموں سے جو قوائے فطریہ کا اسراف و تبذیر ہوں) ناخوش ہوتا ہے اور اپنی نارضامندی کا اظہار کرتا ہے۔ پس مومن و مسلم کو بھی ناخوش ہونا چاہیئے اور اپنی نارضامندی کا اعلان کرنا چاہیئے۔ ہم نے گذشتہ بیان میں (اسراف) اور (تبذیر) کی حقیقت سے بحث کی تھی۔ خدا عادل ہے، اور رحم و محبت، نرمی و آشتی میں بھی اسراف اور تبذیر پسند نہیں کرتا۔ اگر بائبل کا ابن اللہ رحم محض کا مجسمہ ہے اور عدل کی ترازو کو ہاتھ میں لینا نہیں چاہتا تو نہ لے، مگر چھوئے بغیر تو اسے بھی چارہ نہیں۔ اس نے تمام انسانی جرائم و معاصی کو شانِ محبت کے جوش میں معاف کردینا چاہا لیکن پھر بھی بدی کو قابل عقوبت ثابت کرنے کے لیے تمام ابن آدم کو نہ سہی، مگر اپنے عزیز بیٹے کو تو تین دن تک لعنت میں گرفتار رکھ کر خونی مجرموں کی طرح سولی پر چڑھا تا ہی پڑا۔

یہ ناگزیر ہے۔ دنیا کے لئے محبت کی صورت موہنی ہو مگر افسوس کہ سودمند نہیں۔ عدل کی پیشانی پر اگرچہ خوش نمائی کی بلندی کی جگہ سختی و خشونت کی لکیریں ہیں، لیکن دنیا کا تمام نظام صرف اسی کے دم سے ہے پس خدا نے اپنی ملت کو بھی اپنی صفات کی دعوت دی اور اپنی شانِ عدل کی طرح اس کو بھی امۃً وسطاً قرار دیا تاکہ وہ اس زمین پر ایک عادلانہ خلافت

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ہو اور اس کی طرح کسی جذبے میں نہ تو اسراف کرے (یعنی رحم کے موقع پر
رحم کو اور سختی کے موقع پر سختی کو اس کی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا) اور نہ
تبذیر کا طریقہ اختیار کرے (یعنی رحم کی جگہ قہر اور قہر کی جگہ رحم)

مقام محبت الٰہی

یہی راز ہے کہ خدا نے تمام قوموں کو اپنے اپنے دور میں اپنی خلافت
بخشی اور ہر صالح جماعت کو اس ورثہ الٰہی کا حق دار بنایا۔ مگر کسی کو اپنی
محبوبیت اور معشوقیت کا درجہ عطا نہیں فرمایا۔ حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ السلام
کی نسبت ضرور کہا تھا کہ

یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ اے داؤد ہم نے تم کو زمین پر اپنی خلافت بخشی

بنی اسرائیل بھی مدتوں اس پر سرفراز رہے، لیکن ان کی نسبت یہ
کہیں نہیں کہا کہ وہ خدا کے دوست اور محبوب بنائے گئے تھے۔ یہ اس امت
مرحومہ کی نسبت خصوصی تھی کہ

فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ	عنقریب اللہ ایک ایسا گروہ پیدا کرے گا جن کو وہ اپنا محبوب بنائے گا اور وہ خدا کو محبوب رکھیں گے۔

لیکن اس جماعت کی علامت یہ بتلائی کہ۔

اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ مومنوں کے ساتھ نرم، مگر کافروں کے ساتھ سخت

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ — اللہ کی راہ میں جانیں لڑا دیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف نہ کھائیں گے۔

یہ مختصر آیت اس مشکل کا پورا حل ہے۔ مومن محبوب الٰہی ہے کیونکہ ایمان باللہ سے بڑھ کر محبت الٰہی کے لئے اور کون سی شے جالب ہو سکتی ہے لیکن خدا نے اپنی محبت کے ساتھ طرف مقابل کی محبت کا بھی ذکر کیا کہ "میں انھیں چاہتا ہوں اور وہ مجھے چاہتے ہیں" يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ اور یہاں ارباب ذوق کے لئے ایک نکتہ عجیب ہے۔ حضرت یوسف کے حالات میں یکسر عشق و محبت ہی کا افسانہ ہے، مگر وہ محبت محض یک طرفہ تھی يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ کی طرح دونوں طرف سے نہ تھی۔ صرف زلیخا ہی کی نسبت فرمایا:۔

قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا — یوسف کا عشق اس کے دل میں جگہ پکڑ گیا ہے

اس کا نتیجہ تھا کہ زلیخا جو کچھ کرتی تھی اپنے نفس کی خاطر کرتی تھی یوسف کی رضا جوئی مطلوب نہ تھی۔ جب عزیز مصر پر اصلیت منکشف ہوگئی تو ذلت و رسوائی سے بچنے کے لئے باوجود کمال استیلائے محبت و شغفت خود ہی یہ صلاح دی کہ:۔

مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ — جو شخص تیری بیوی کے ساتھ بدکاری کا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ یُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ ارادہ کرے اس کی یہی سزا ہے کہ قید کیا جائے یا سخت عذاب میں گرفتار ہو۔

لیکن عشق و خود پرستی دونوں ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ عشق کی تعریف یہ ہے کہ اولہا قتل و آخرہا حرق اس کی ابتدا قتل نفس ہے اور انتہا تمام خواہشوں اور ہوا و ہوس کا فنا، یہاں سب سے بڑی معصیت اپنے وجود کا حس اور اثبات ہے۔

محبت کا اصلی مقام وہ ہے جہاں پہنچ کر نفس اپنے کو فنا کر دیتا ہے اور پھر دست محبوب میں ایک آلۂ بے روح بن کر رہ جاتا ہے۔ اس کا دل اس کے پہلو میں نہیں ہوتا بلکہ محبوب کی انگلیوں میں یُقَلِّبُھَا کَیْفَ یَشَآءُ (جس طرف چاہتا ہے پھرا دیتا ہے)، محبت کا استغراق خود اس کو محبوب کے صفات و خصائل کا ایک دوسرا پیکر بنا دیتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے تو اسی کی نظر سے اور سنتا ہے تو اسی کے کانوں سے۔ خود اس کی کوئی خواہش اور کوئی مرضی باقی نہیں رہتی۔ محبوب کی خواہش اس کی خواہش اور محبوب کی مرضی اس کی مرضی بن جاتی ہے۔ زلیخا کو ابھی یہ درجہ حاصل نہیں ہوا تھا، ورنہ اپنی ذلت و رسوائی کے خوف سے یوسف کو بارہ برس تک قید خانہ میں نہ دیکھتی۔ البتہ جب اس راہ میں ترقی کر گئی تو پھر ننگ و ناموس کی زنجیریں خود بخود ٹوٹ گئیں اور پکار پکار کر کہنے لگی۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوۡٓءِ اپنے نفس کو الزام سے نہیں بچاتی بیشک میرا نفس برائی پر آمادہ کرنے والا ہے۔

خدا نے اپنے مومن بندوں کو صرف اپنا ہی محبوب نہ کہا کہ یہ تو صرف زلیخائی ہوتی، بلکہ یُحِبُّھُمۡ وَیُحِبُّوۡنَہٗ فرمایا کہ میں اگر ان کو دوست رکھتا ہوں تو وہ بھی مجھ کو محبوب رکھتے ہیں۔ اس تعلق محبت کو محب و محبوبی اور عشق و معشوقی دونوں سے مرکب بنایا، تاکہ مقام ایمان کی اصلی علامت اور خصوصیت ظاہر ہو جائے۔ اور ایمان باللہ فی الحقیقت اللہ کی محبت ہی کا نام ہے۔

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ؕ اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کی خدا سے نہایت درجہ محبت ہے۔

محبت کی شرط اولین فنا فی المحبوب ہے۔ اس لیے مومن مخلص بھی وہی ہے جو تمام اپنی خواہشوں اور قوتوں کو بھول کر صرف خدا کی مرضی اور ارادے پر اپنے تئیں چھوڑ دے۔ خدا کی مرضی اس کی مرضی اور خدا کی خوشی اس کی خوشی ہو۔ یہی معنی خلافت الٰہی کے ہیں کہ وہ دنیا میں اللہ کی صفات کاملہ کا مظہر اور اس لئے اس کا جانشین ہے۔

اَلۡحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالۡبُغۡضُ فِی اللّٰہِ

پس جب مقام ایمان محبت الٰہی، اور محبت بغیر حصول

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

فنا فی المحبوب محال، تو یہیں سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض
بے نقاب ہو جاتا ہے۔ مومن کی تعریف یہ ہے کہ خود اس کی نہ کسی کے ساتھ
دوستی ہو اور نہ دشمنی۔ نہ کسی کی مدح کرے اور نہ مذمت بلکہ وہ دست الٰہی
میں ایک بے جان آلہ بن کر اپنی محبت اور دشمنی کو راہ محبوب کے لئے
وقف کر دے۔ جو خدا کے دوست ہیں وہ اس کے دوست ہوں اور
جو اس کے دشمن ہیں وہ اس کے دشمن ہوں۔ اسی کی راہ میں الحب فی اللہ
والبغض فی اللہ۔ خدا نیکی اور اعمال حسنہ سے خوش ہوتا ہے۔ پس یہ بھی جہاں
کہیں نیکی کو دیکھے اپنا سر جھکا دے۔ وہ بدی اور بد اعمالی پر غضبناک ہوتا ہے
وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ پس اس کو بھی جہاں کہیں بدی نظر آئے صفات
الٰہی کی چادر اوڑھ کر قہر مجسم بن جائے اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ، اَعِزَّةٍ
عَلَی الْكٰفِرِیْنَ نیکی کے سامنے جس قدر عاجز ہو اتنا ہی بدی کے آگے مغرور
وسخت ہو۔ کیا نہیں دیکھتے کہ خدا تعالیٰ نے جہاں امر بالمعروف کا ذکر کیا ہے
وہاں ساتھ ہی ایمان باللہ کا نام بھی لیا ہے

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ — تم تمام امتوں میں بہتر امت ہو کہ نیک کاموں کا
تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ — حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر
الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ — ایمان رکھتے ہو۔

یہ اس لئے کہا کہ امر بالمعروف کا فرض بغیر کامل ایمان باللہ کے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ادا نہیں ہو سکتا۔ ایک انسان جو ہوائے نفس میں گرفتار ہے، درہم و دنانیر کو پوجتا ہے، لذت نفس اور عیش دنیوی کو اپنا قبلہ بنا لیا ہے، دنیوی رسوخ و عزت کو اپنا معبود سمجھتا ہے، ممکن نہیں کہ اپنے اندر نیکی کے حکم اور بدی کے روک کی طاقت پا سکے۔ وہ مشرک ہے، گو زبان سے دعوائے ایمان کرتا ہو مگر ایمان کی حلاوت اس کو کبھی چکھنا بھی نصیب نہیں ہوئی۔

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ

اور ان میں سے اکثر ایسے ہیں کہ گو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں مگر فی الحقیقت مبتلائے شرک ہیں۔

عبادت اور بندگی کے معنی کسی مجسم بت کو پوجنا ہی نہیں ہے بلکہ وہ ہر شے جس کے لینے کا حق صرف خدا ہی کو تھا، اگر اس کے سوا کسی دوسری ہستی کو دیدی جائے تو یہ بھی شرک ہے (مگر اس کی تشریح کا یہ موقع نہیں)

خدا نے سب کچھ انسان کے لئے مگر انسان کو اپنے لئے بنایا ہے پس ایمان باللہ کے یہ معنی ہیں کہ انسان سب کچھ اوروں کو دے دے مگر خود اپنے تئیں خدا کے سوا اور کسی کو نہ دے۔ اگر وہ اپنی خواہش اور مرضی کو اس کی خواہش اور مرضی پر مقدم رکھتا ہے تو وہ دعوائے ایمان میں سچا نہیں ہجوم خیالات سے سلسلہ سخن بار بار ٹوٹتا ہے، اور پھر چند قدم چل کر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

واپس ہونا پڑتا ہے۔ حاصل سخن یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وہی کر سکتا ہے جو ایمان باللہ میں راسخ و مستقیم ہو اور یہ جب ہو سکتا ہے کہ محبت الٰہی کی راہ میں مستقیم ہو کر سب کو خدا کے لئے اختیار کرے اور سب کو خدا کے لئے چھوڑ دے۔ خود اس کی کوئی ذاتی محبت اور ذاتی عداوت نہ ہو۔ نہ اپنی غرض کے لئے دوست بنے اور نہ اپنی غرض کے لئے دشمن۔ وہ ہر شے کو خدا کی آنکھ سے پیار کرے، اور اس کی آنکھ سے دشمنا دیکھے۔ اس کا کوئی وجود، اس کی کوئی زندگی، اس کی کوئی صدا نہ ہو۔ جب چلے تو خدا کے پاؤں سے چلے اور جب سنے تو خدا کے کان سے سنے اور جب بولے تو خدا کی آواز اس کے گلے سے نکلے۔

من بجاناں زندہ ام وز جاں نیم
من ز جاں بگذشتم و جاناں ہیم

چشم و گوش و دست و پایم او گرفت
من بدر رفتم سرایم او گرفت

ایں بصر دیں سمع چوں آلات اوست
بلکہ ذرات تنم مرآت اوست

نغمہ از نائیست نے از نے بداں
مستی از ساقیست نے از مے بداں

چوں مرا دیدی، خدا را دیدہ
گرد کعبہ صدق بر گردیدہ

گفتنِ من گفتنِ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

ما چو مست از دیدن ساقی شدیم
مست گشتیم، از فنا باقی شدیم

یہ عارف رومی کی مستانہ نغمہ پردازیاں ہی نہیں بلکہ عین ترجمہ ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اس مشہور حدیث قدسی کا جس کو امام بخاری کتاب التواضع میں لائے ہیں کہ :-

لا یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل، حتی احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ ویدہ التی یبطش بھا و رجلہ التی یمشی بھا و لسانہ الذی یتکلم بہ و لئن استعاذنی لاعیذنہ

جب میرا کوئی بندہ بذریعہ نوافل کے مجھ سے قریب ہوتا ہے تو میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ پس جب وہ محبوب بن گیا تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں، میرے کان سے سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں میری آنکھ سے دیکھتا ہے۔ اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں میرے پاؤں سے چلتا ہے۔ اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں میری زبان سے بولتا ہے وہ جو مانگتا ہے عطا کرتا ہوں اور جب پناہ مانگتا ہے پناہ دیتا ہوں۔

یحبھم و یحبونہ کا یہی مقام ہے اور یہیں پہنچ کر (پیر ہرات) اپنی فریاد ضبط نہ کر سکا اور مضطربانہ چیخ اٹھا کہ "خدایا۔ ایں چہ بوالعجبی است کہ با دوستان خود میکنی؟ تا وقتیکہ ترا می جستیم، خود را یافتیم، اکنوں خود را می جوئیم ہا ترا می یابیم"

صحابہ رض کی جماعت نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر محمد ابن عبداللہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کے ہاتھ پر بیعت کی تھی مگر ارشادِ الٰہی ہوا کہ وہ ہاتھ ابن عبداللہ کا نہ تھا بلکہ خود اللہ کا تھا۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ۔ ۴۸:۱۰

وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (۸:۱۷)

وورآء ذاکَ فلا اقول' لانّہ

سرٌ، لسان النطق عنہ اخرس

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

هٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّ
رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوقِنُونَ ۝

یہ تبلیغ دعوت، لوگوں کے لئے عقل و بصیرت اور موعظت و حکمت کا مجموعہ ہے اور جو لوگ اللہ کے احکام پر یقین و ایمان رکھتے ہیں، ان کے لئے سرتاپا ہدایت و رحمت ہے!

وَ اَنِيْبُوْا اِلٰى رَبِّكُمْ	اے وہ لوگو کہ اپنے پروردگار کی نافرمانیوں
وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ	میں ڈوبے ہوئے ہو! اس کی طرف رجوع
قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ	کرو، اور اس کے حکم کے آگے اپنی گردن
الْعَذَابُ ثُمَّ	جھکا دو، قبل اس کے کہ تم پر (آخری)

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْا اَحْسَنَ
مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ
قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ
بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اَنْ
تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا
فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْبِ اللّٰهِ! وَاِنْ
كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ!! اَوْ
تَقُوْلَ: "لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ
لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ اَوْ تَقُوْلَ
حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ: "لَوْ اَنَّ
لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ"
بَلٰى، قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ
بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ
الْكٰفِرِيْنَ ۔

عذاب نازل ہو، اور کسی طرف سے تمھیں مدد
نہ مل سکے! اللہ کی طرف سے جو بہترین
احکام و مواعظ بھیجے گئے ہیں ان کی پیروی
کرو، مگر اس وقت الیم سے پہلے، جبکہ
یکایک تم کو آخری ناکامیوں اور نامرادیوں
کا عذاب آگھیرے گا اور تم بالکل بے خبر
ہوگے!! نہ ہو کہ اس وقت بہ حسرت و ندامت
کے ساتھ اس وقت فرصت کو یاد کرو
اور تم میں سے کوئی کہے کہ آہ آہ!! صد
حسرت و افسوس میری اس کوتاہی پر،
جو میں نے اپنے پروردگار کے احکام
کی تقدیس و احترام کرنے میں کی! ہائے
افسوس کہ مجھ کو حکم الٰہی سنایا جاتا تھا مگر
میں ان پر تمسخر کرتا تھا! یا کہے کہ "اگر خدا
میری ہدایت فرماتا تو میں بھی آج پرہیزگاروں میں سے ہوتا!" (حالانکہ اسی
اتمام حجت کے لئے آج ہدایت کی صدائے دعوت بلند کی جا رہی ہے) یا پھر
جب وہ آنے والا عذاب سامنے آموجود ہو، تو اس کو دیکھ کر حسرت سے کہے کہ "اے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کاش مجھ کو گئی ہوئی مہلت اور گزرا ہوا وقت پھر دوبارہ مل جاتا، تو میں بھی نیک بن کر نیکوں کی جماعت میں شامل ہو جاتا!" لیکن اس وقت صدائے الٰہی اٹھیگی کہ ہاں میں نے تو اپنا حکم بھیجا تھا، اور اپنی نشانیاں تجھے دکھلائی تھیں، پر تو نے ان کو جھٹلایا اور ان کے آگے جھکنے کی جگہ مغرور ہو گیا۔ میرے حکموں سے انکار کرنے والوں میں سے تو بھی تھا۔ اب تیرے لئے حسرت و نامرادی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا!

مَنْ لم یکن للوصال اھلًا فکل طاعاته ذنوب!!

اے وہ لوگو، کہ اپنے غفلت کدوں میں سرشار خواب بے خبری ہو! تمھیں معلوم ہے کہ اس آسمان کے نیچے تمھارے لئے کیسی کیسی بربادیاں اور ہلاکتیں آنے والی ہیں؟ پھر سپاہی کو اپنے بستر سے اٹھنا چاہیئے، اگر طبلِ جنگ کی آواز آنے لگے۔ اور لوگوں کو پانی کی تلاش میں دوڑنا چاہیئے، اگر ان کے گھروں کی دیواروں میں آگ لگ جائے۔ تو اے عزیزانِ غفلت شعار! وائے سرگشتگان نشۂ بے خبری و خمار! خدارا بتلاؤ کہ میں کیوں تمھارے غفلت کے بستروں کو خالی اور تمھارے پائے عمل میں حرکت نہیں دیکھتا؟

اگر تم اپنی انتہائی بربادی کے منتظر تھے، تو آہ! ثم آہ! کہ اس بربادی کا آخری وقت آگیا۔ اگر تمھاری خواہش تھی کہ ذلت و نکبت کی انتہا کو اپنی ان

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

آنکھوں سے، جو تیرہ سو برس سے عزت و عظمت ہی کے نظارۂ وحید کے لئے پیدا ہوئی تھیں، دیکھ لو، تو یحسرتا علیٰ ما فرطتہ فی جنب اللہ! کہ اس کا وقت بھی آگیا پھر گیا ہے، جس نے تم کو بندہ ہوا و غفلت میں گرفتار کر دیا ہے؟ اور وہ کونسا قہر الٰہی ہے، جس کا انتظار تمھیں اپنے مرکز غفلت سے ہلنے نہیں دیتا؟

فالوقت ضیق، والخطب شدید، وللاھواء رغبات و للوساس سلطان۔ فبای حدیث بعدہ یومنون؟!

فکر جان و مال تا چند؟ اور جستجوئے عیش و راحت تا کے؟ واعلموا! انما اموالکم و اولادکم فتنۃ، و ان اللہ عندہ اجر عظیم۔

وہ زندگی، جس میں اپنی ملت اور اپنے خدائے ملت کا کوئی حصہ نہ ہو، عیش زندگی نہیں، بلکہ ایک لعنت کونین ہے:۔

وما ھذہ الحیوۃ الدنیا الا لھو و لعب، و ان الدار الاخرۃ لھی الحیوان لو کانوا یعلمون! (۲۹:۶۵)

یہ عیش نفس، اور محض فکر جان و مال کی زندگی (جس کی بوجھل زنجیریں تم نے اپنے پاؤں میں ڈال دی ہیں) کیا ہے؟ سوا اس کے کہ ایک لہو و لعب نفسانی ہے (جس کا کوئی اثر دنیا میں باقی رہنے والا نہیں) اور آخرت کی زندگی ہی اصل زندگی ہے، اگر تم سمجھو اور غور کرو!

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کیا تم بھول گئے کہ جس متاع فانی کی خاطر چڑیوں کی طرح آشیانے بناتے اور چارپایوں کی طرح آذوقہ ڈھونڈھتے ہو، وہ بایں ہمہ شورش و کشاکش ایک نہ ایک دن جانے ہی والی ہے، اور تم اس کی خاطر سب کچھ کرسکتے ہو، پھر اُسے روک نہیں سکتے۔ پھر اس سے بڑھ کر اور کونسا سودا ہو سکتا ہے، کہ ایک ایسی جانے والی رائیگاں شے کو کسی کی خاطر دیکر مفت کا احسان بھی اس کے سر رکھ دیجیے؟

جاں بجاناں دہ، وگرنہ از تو بستاند اجل!
خود تو منصف باش اے دل این بکن یا آں بکن

لیکن جان دینے کی بھی بہت سی راہیں ہیں۔ تم ہتھیلیوں پر رکھ کر سامنے آؤ تو بتلاؤں کہ اس سب سے حقیر، مگر سب سے زیادہ کام دینے والی جنس عجیب کے لٹانے کا اصلی طریقہ کیا ہے؟ پھر صرف یہی راہ نہیں ہے کہ اپنے دشمن کی تلوار کے نیچے سروں کو کٹوا دو، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ اپنے دوست کی تلوار کی نوک سے زخمی ہو۔ زخم کھانا ہی ہے تو دوست ہی کے خنجر سے کیوں نہ تڑپیں؟ زہر کا جام پینا ہی ہے تو محبوب کے ہاتھ سے کیوں نہ پئیں؟ اور جان دینی ہی ہے تو کسی کے سر رکھ کر کیوں نہ دیجیے؟ آیا نہ شنیدی کہ عارف (ابوالخیر) چہ گفت؟

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

غازی زپئے شہادت اندر تگ و پوست
غافل کہ شہید عشق فاضل تراز دست
در روزِ قیامت ایں ، باآں ، کے ماند
کیں کشتۂ دشمن است، وآں کشتۂ دوست

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۔ (۲:۲۰۷)

اور بعض اللہ کے محبوب بندے ایسے ہیں جو اپنی جان تک کو اللہ کی رضا جوئی کی راہ میں دے دیتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر نہایت محبت و رافت رکھتا ہے!

افسوس کہ اس دورِ جوش و خروش، اور بیداری و ہشیاری میں بھی دیکھتا ہوں، تو میرے دل کی غمگینی اور اضطراب کا سامان کہیں نظر نہیں آتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ یا تو غفلت کی سرشاریاں ہیں، یا بیداری کی کروٹیں بھی لی ہیں تو آنکھوں سے غفلت دوشیں کا خمار ابھی دور نہیں ہوا ہے خواب غفلت کی سرشاری اور چشم نیم باز کی کروٹیں، یہ تو دو پہلی حالتیں ہیں، لیکن ان کے بعد ایک تیسرا گروہ بھی نظر آتا ہے، جو بستر سے تو اٹھ چکا ہے، مگر منزلِ مقصود کے نشان سے بے خبر ہے۔ پس چلنا بھی چاہتا ہے، تو خط سفر سے نابلد ہے۔ احرام کعبے کا باندھتا ہے مگر قدموں کو حرم و بتکدے کی تمیز نہیں۔ حالانکہ اگر منزلِ مقصود کے نشان

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ملتا ہے، تو صرف کعبے ہی کی راہ میں مل سکتا ہے، اور وہ کئی نہیں، بلکہ صرف ایک ہی ہے۔

تم اپنے سے باہر انجمنوں کو ڈھونڈھتے ہو مگر بدبختی یہ ہے کہ اپنے اندر کی خلوت سے بے خبر ہو گئے ہو۔ اسلام کی حفاظت کے لئے ایک فنڈ قائم کرنا چاہتے ہو، تاکہ اپنی جیب اس کے حوالے کر دو لیکن اس سے کہیں مقدم یہ ہے کہ اپنے دلوں کو اس کے سپرد کر و کہ اس کے بعد تم وہ سب کچھ دے سکو گے، جو دینا چاہتے ہو، پر اس کے بغیر کوئی چیز بھی دے نہیں سکتے!

لیکن میں ایک صدائے مضطر، اور ایک فریاد لرزاں ہوں! میری آواز کبھی نہیں تھک سکتی، کیونکہ میرا خدا اسے تھکانا نہیں چاہتا۔ اور میرے آنسو کبھی نہیں تھم سکتے، کیونکہ مدتوں سے جمع کئے ہوئے سیلاب اشک کو اب بہنا ہے اور بہانا ہے۔ پس جس کے پاس کان ہیں، وہ سن لے، جس کے پاس آنکھیں ہیں، وہ دیکھ لے، اور جس کے پاس دل ہے، وہ جتنا تڑپ سکتا ہے تڑپ لے، کہ آج خدا اور اس کے بندوں میں صلح و جنگ کی آخری ساعت ہے۔ آج روٹھے ہوئے اور اس کے چاہنے والوں میں ہجر و وصال کا آخری معاملہ ہے۔ آج

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ہی کسی کا دامن اقبال ہمیشہ کے لئے خالی ہونے والا ہے! اور کسی کی آستین امید ہمیشہ کے لئے مالامال ہونے والی ہے! آج ہی وہ شب موعود، اور وہ لیلۃ القدر ہے جبکہ محروم ہونے والے محروم ہو جائیں گے اور منانے والے روٹھے ہوئے کو منالیں گے۔ وہ قوموں کے حیات و فنا کی فیصلہ کن گھڑیاں جب کہ ایک کو دائمی مایوسی اور دوسرے کو ہمیشہ کی امید و شادکامی ملے گی، ایک کو دائمی ہجر کا عذاب الیم، مگر دوسرے کو ہمیشہ کی بشارت لطف عمیم کی تقسیم ہو گی، بہت قریب ہے کہ ظاہر ہو جائے، وہ جس نے ایسے ہزاروں برس پہلے ایک ایسے ہی وقت میں (سعیر) کے دامن سے اپنا رشتہ کاٹا اور (فاران) کی چوٹیوں پر اپنا چہرہ دکھلایا تھا، اب پھر وقت آگیا ہے کہ اپنا چہرہ دکھلاتا، اور اپنے مشتاقوں کو ڈھونڈتا ہے۔ اگر تم نہیں دیکھ سکتے تو آنکھوں کو تلاش کرو۔ پر میں دیکھتا ہوں اور مجھے مت جھٹلاؤ۔ اگر تم نہیں سن سکتے تو میرے کانوں سے سنو، پر مجھ سے گردن نہ موڑو کہ دنیا نے تم سے گردن موڑ لی ہے۔ آہ! آہ! ثم آہ علیٰ مَا فَرَّطْتُمْ فِیْ جَنْبِ اللّٰہِ اس کی صدائے لایزال ولم یزل، آج اپنے چاہنے والوں سے کچھ کہہ رہی ہے۔ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِر :-

اے وہ لوگو کہ تم نے میرے مقدس رشتہ عشق کی تقدیس

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کی تحقیر کی اور میری طرف سے گردن موڑلی! کیا تم بھول گئے کہ تم دنیا میں بے نام و نشان تھے، پر میں نے اپنے نام کی عظمت کے ساتھ تمھارے نام کو بلند کیا۔ تم دنیا میں حقیر و محتاج تھے، پر میں ہی قدوس و ذوالجلال تھا کہ میں نے دنیا کی عظمتوں اور دنیوی کبریائیوں کو تمھارے قدموں پر ڈال دیا تھا۔ تم گمراہ تھے پر میں نے تمھارا ہاتھ پکڑا۔ تم فقیر تھے، پر میں نے خشکیوں اور سمندروں کی حکمرانی تمھیں بخش دی۔ تم جہل و بے خبری کی تاریکی میں تھے، پر میں نے تم کو، پچھلوں کے علم و حکمت کا وارث، اور آنے والوں کے لیے چراغ علم و مدینۂ بنایا۔ پھر تم کو کیا ہو گیا کہ تم نے مجھ کو چھوڑ دیا اور میری محبت کے دامن قدس کی تحقیر کی؟ وہ اور کونسا پیکر حسن دلربائی تھا جس کا حسن میرے جمال جہاں آرا پر غالب آگیا، اور میری حسن کی پرستش چھوڑ کر تم نے اس کی بارگاہ معشوقیت پر پیشانی رکھی؟ وہ میری کائنات عالم میں میرے سوا اور کون تجلی گاہ حسن و رعنائی ہو سکتا ہے جو مجھ سے چھڑا کر تمھیں اپنا مفتوں و شیدا بنا لے سکتا ہے؟ پھر تبلاؤ کہ مجھ سے کٹ کر تم نے کونسا نیا رشتہ کامرانی جوڑا، اور مجھ کو چھوڑ کر کیا تھا جو تمھیں مل گیا؟ تم نے مجھ کو چھوڑا، لیکن پھر کیا میری دنیا کی ہر قوت نے بھی تمھیں نہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

چھوڑ دیا؟ تم میرے آگے جھک کر پھر مغرور ہو گئے، لیکن کیا یہ نہیں ہوا کہ تمام دنیا بھی تمہارے آگے مغرور ہوگئی؟ تم نے مجھ سے صلح نہ کی، پھر کیا نہیں دیکھتے کہ آج تمام دنیا تم سے جنگ کر رہی ہے؟ جب تم میرے آگے نہیں جھکے، تو بتلاؤ کہ میری دنیا کو اپنے آگے جھکانے کے کیوں آرزومند ہو؟ جب تم مجھ سے پھر گئے تو بتلاؤ کہ میری دنیا تم سے کیوں نہ پھر جائے! اے نادانوں! اب بھی مان جاؤ کہ میرا دروازۂ رحمت و بخشش تو کبھی بھی بند نہیں۔ اب بھی مجھ سے صلح کر لو، کہ مجھ سے جنگ جاری رکھ کر تم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ دنیا کا ہر دروازہ تم پر بند ہو سکتا ہے مگر میرا ہی ایک دروازہ ہے، جو صرف کھلنے کے لئے ہے، بند ہونے کے لئے نہیں ہے۔ تم ہزاروں مرتبہ اس دروازے سے بھاگو، پھر بھی وہ تمہاری آمد کا منتظر ہے!!

بازآ! بازآ! ہر انچہ کردی، بازآ ۔۔۔ گر کافر، گبر و بت پرستی، بازآ!
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست ۔۔۔ صدبار اگر توبہ شکستی، بازآ!

يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ

اے میرے بندو، کہ تم نے میری نافرمانیاں کر کے طرح طرح کے ظلم خود اپنی جان اور اپنی زندگی پر لئے ہیں، گو وہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جَمِیْعًا، اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ (۳۹:۵۵) کتنے ہی سخت اور غضب انگیز ہوں، تاہم اپنے پروردگار کریم کی رحمت ورافت سے مایوس نہ ہو!! توبہ کرو اور اس کے آگے جھک جاؤ! وہ تمھارے تمام قصوروں کو معاف کر دے گا۔ وہ تو بہت ہی بڑا بخشش دینے والا اور مہربان ہے!

اے عزیزان ملت! میں کیونکر تمھیں اپنے دل کے خونچکاں ٹکڑے دکھلا دوں، جس کے ہر ٹکڑے میں زخموں اور ناسوروں کے ہزاروں نشان ہیں! اور پھر میں کیونکر اپنا دل تمھارے پہلو میں رکھ دوں کہ تم اس صدائے الٰہی کو نہیں سنتے، پر میں سنتا ہوں اور کانٹوں پر لوٹتا اور آگ کے شعلوں میں تڑپتا ہوں۔ تم میری آواز سن سکتے ہو، پر اس سوزش و اضطراب کے آتشکدے کو تو نہیں دیکھ سکتے، جو میرے اندر سلگ رہا ہے، اور جس کے شعلے اب اس قدر بھڑک اٹھے ہیں کہ میں ان کے دھوئیں کو نہیں دبا سکتا۔

میں راتوں کو بستر پر لیٹتا، اور دن کو کاموں میں سرگرم رہتا ہوں لیکن مجھ کو میرا گم شدہ دل نہیں ملتا ہے، اور میرے کان میرے قبضے میں نہیں رہتے!!

آج کل کی گرمیوں کی راتوں میں، جبکہ ایک عالم رات کو ٹھنڈی ہواؤں کے مزے لوٹتا اور خواب نوشیں کی راحت فرمائیوں میں مست و بے خبر ہوتا ہے، جبکہ ابتدائی نصف رات کی چہل پہل ختم ہو جاتی، اور

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پچھلے پہر کا مقدس اور لاہوتی وقت شروع ہوتا ہے، تو میں اس وقت اپنے غم کدے کے ایک کنج باغ کی سنسان اور فکر پرور تنہائی میں، عیش خواب سے مہجور، اور راحت بالش و بستر سے محروم پڑا ہوتا ہوں۔ پھر تم یقین کرو کہ میں اس کو دیکھتا ہوں، جس کی روشنی بجلی کی طرح شعلہ آسا، لیکن بجلی کی طرح نظروں کو خیرہ کرنے والی نہیں ہوتی۔ میرے کانوں میں اس کی ایک صدائے سامعہ نواز و نغمہ آسا آتی ہے، جو دریاؤں کی آہستہ روانی سے مشابہ، یا کسی دور کی صدائے ارغنوں کے مانند ہوتی ہے۔

میں ایک پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں، جس کی نسبت نہیں کہہ سکتا کہ وہ ادیر ہے، پر مجھے خیال ہوتا ہے کہ اوپر ہے جب کہ وہ کہتا ہے کہ:۔

هل من تائب فاتوب علیہ؟ هل من مستغفر فاغفر لہ؟ هل من سائل فاعطیہ؟ یا طالب الخیر اقبل! ویا طالب الشر اقصر!

آج کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ میں اس کی توبہ کو قبول کروں؟ کوئی طالب مغفرت ہے کہ میں اسے بخشدوں؟ کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے عطا کروں؟

ہاں کوئی ہر طرف سے کٹ کر میری طرف آنے والا ہے کہ میں اسے آغوش میں لے لوں؟ کوئی میرے آگے تڑپنے والا ہے کہ میں اُسے تسکین دوں؟ کوئی میرے آگے خاک اضطراب و انابت پر لوٹنے والا ہے

کہ میں اسے اپنی گود میں اٹھالوں؟ یعنی کوئی ہے کہ میرا بن جانے والا ہو،
اور میں بھی اس کا ہو جاؤں؟" اور کوئی ہے جو مجھے پیار کرنے والا ہو، تاکہ
میں بھی اسے پیار کروں؟ پھر وہ کہاں ہیں جو مجھے ڈھونڈھنے والے ہیں
اور وہ کیوں نہیں دوڑتے جو میرے لئے تشنہ ہیں؟ میں ان کے لئے
جو کہ پیاسے ہیں، پانی ہوں، اور ان کے لئے جو مایوسی سے تھک گئے ہیں
امید ہوں! اگر تم زخم ہو تو میری طرف آؤ کہ میں مرہم ہوں اور اگر تم بیمار ہو
تو مجھ کو ڈھونڈو کہ صرف میں ہی شفا ہوں! تم کیوں غیروں کی ٹھوکریں کھاتے
ہو، اور میری آغوشِ محبّت سے بھاگتے ہو؟ حالانکہ میں تو وہ ہوں کہ اگر
تم ایک بالشت میری طرف بڑھو تو میں ایک ہاتھ آگے بڑھ کر تم سے ملوں
اگر تم ایک ہاتھ میری طرف آؤ تو میں ایک گز آگے بڑھ کر استقبال کروں
اور اگر تم چل کر میری طرف آؤ تو میں دوڑ کر تمھاری طرف آؤں! اگر تم میری
ملنے کو محبوب رکھوگے تو یاد رکھو کہ میں بھی تم سے ملنے کو محبوب رکھوں
گا اور اگر تم مجھ سے پھر جاؤگے تو میں بھی تم سے پھر جاؤں گا۔" اے طالب خیر!
تو کہاں ہے کہ میں تجھے پکار رہا ہوں، جلدی کر کہ یہی مانگنے کا وقت ہے۔ اور اے
شر کے پیچھے اپنے تئیں نادانی سے کھونے والو! اب بھی باز آجاؤ اور کمی کرو کہ یہی وقت
ہے، اور یہی وقت ہے، اور صرف یہی وقت ہے کہ میں تم کو بچالوں!""

با گنہگاراں بگویم تا نیند از ندل　　من وفائے دوست را در بیوفائی یافتم!

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پس اے اخوان عزیز! اس آواز کو سنو اور اگر نہیں سنتے تو میری ترجمانی کو مت جھٹلاؤ کہ میں سو رہا تھا لیکن اس نے مجھ کو نیند سے جگا دیا۔ نہ ہو کہ غفلت سے چونک کر بھی غفلت ہی میں رہو اور بستر سے اٹھو بھی تو بستر کی جگہ راہ میں سو جاؤ۔ اس شخص کی غفلت میں جو بستر پر پڑا ہو، اور اس میں جو ہشیاروں کی طرح چل کر غلط راستوں میں پھنس کر رہ گیا ہو، کوئی فرق نہیں۔ یہ تمھارا آج کل کا اضطراب مبارک ہے۔ یہ تمھاری جستجوئے مقصود ایک رحمت الٰہی ہے۔ یہ تمھاری آمادگی اور مستعدی امید کا فرشتہ، اور رحمت کا پیغام ہے۔ مگر میری سنو اور اللہ کی پکار کی طرف سے غفلت نہ کرو۔ اگر سنبھلنا چاہتے ہو تو ایک ہی ہاتھ ہے جو تمھیں سنبھال سکتا ہے۔

اصلی اور ایک ہی وسیلۂ فوز و فلاح (اے دنیا میں تبدیلی چاہنے والو!) یہ ہے کہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو، اور احکام الٰہی کے اعتقاد و عمل کا عہد واثق کر کے اٹھ کھڑے ہو۔ توبہ کرو توبہ کرو کہ تمھارے تمام دکھ کی دوا صرف توبہ ہی ہے۔ خدا کے آگے جھکو اور اس کو پیار کرو! اس کو اپنے سے مناؤ کہ جب تک دوست کو اپنے سے راضی نہ کر لو گے، خواہ کتنی ہی محنت و مشقت کرو، لیکن کبھی مقبول نہ ہو گی۔ واللہ درما قال

لم یکن للوصال اھلاً　　فکل طاعاتہ ذنوب

میں چپ تھا پر اب اٹھا ہوں کہ جو سن رہا ہوں، تم کو بھی سناؤں۔ آؤ کہ ہم سب مل کر اس کے دروازے پر جھکیں اور ایک "مخلص و مجاہد"

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جماعت الٰہی بن کر صرف اسی کے ہو جائیں اسی کی دعوت ہے جس کی طرف بلاتا ہوں اور صرف یہی میری بقیہ زندگی کا مقصد اور وظیفہ، اور غایت جدوجہد و عمل ہے، جس کے لئے خدا سے استقامت کا طلب گار ہوں پس مبارک ہیں وہ جو میری سنیں اور خدا کی طرف بڑھیں اور آخرت کی کامیابی انھیں کے لئے ہے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ (۳۹:۲)

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

افسانۂ ہجر و وصال

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ؟ کیا مسلمانوں کے لئے ابھی تک اس کا وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر اور اس کے کلمۂ حق کے لئے ان کے اندر درد اور شکستگی پیدا ہو، اور وہ اپنے پروردگار کے آگے جھک جائیں؟

پھر چھیڑا حسن نے اپنا قصّہ　　　بس آج کی شب بھی سو چکے ہم

کیا دنیا میں جس طرح بہار و خزاں کے موسم آتے ہیں، ربیع و خریف کی ہوائیں چلتیں، اور جاڑے اور گرمیوں کا سورج بدلتا ہے، اسی طرح دلوں کی شورشوں کا بھی کوئی موسم ہے؟ روحوں کی بے قراری کی بھی کوئی فصل ہے؟ دیوانگی اور سراسیمگی کا بھی کوئی وقت ہے جس کی ہوائیں چلتی ہیں اور جن کی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بادل نمودار ہوتے ہیں؟ میں نہیں جانتا کہ ایسا ہو مگر میں پاتا ہوں کہ میرے دل کی دیوانگی ٹھہر ٹھہر کے اٹھتی اور میری روح کی شورش گزر گزر کے لوٹتی ہے میں کچھ عرصے سے اس دریا کی مانند جو اتر گیا ہو، چپ تھا لیکن آج اس سمندر کی مانند جس کی تہ سے موجیں جوش مار رہی ہوں، پھر آہوں سے بھر گیا ہوں فریادوں سے معمور ہو گیا ہوں، شورشوں سے لبریز ہوں، اور دیوانگیوں کے سرجوش سے میرا ساغر ضبط چھلک گیا ہے۔ آج مجھے پھر اس خاک کی تلاش ہے جس کو اپنے سر و چہرے پر اڑا سکوں، پھر ان کانٹوں کی جستجو ہے جن کو اپنے دل و جگر چبھو سکوں. میں دیوانوں کا متلاشی ہوں اور مجھے بیماروں کی بستی کی ضرورت ہی۔ میں ہوشیاری سے اکتا گیا اور تندرستی نے مجھ عاجز کر دیا۔ آہ میں چاہتا ہوں کہ جی بھر کے روؤں اور جس قدر چیخ چیخ کے نالہ و فریاد کر سکتا ہوں کرتا رہوں، میری چیخیں تمھارے عیش و نشاط کو مکدر کر دیں، میرا نالہ و بکا تمھارے عیش کدوں کو ماتم کدہ بنا دے، میری آہوں سے تمھارے دلوں میں ناسور پڑ جائیں، میری شورش غم سے تمھارے چہروں کی مسکراہٹ معدوم ہو جائے۔ میں تم کو غم و ماتم سے بھر دوں، میں تم کو درد و حسرت کا پتلا بنا دوں۔ تمھاری آنکھیں ندیوں کی طرح بہ جائیں، تمھارا دل تنور کی طرح بھڑک اٹھے، تمھاری زبانیں دیوانوں کی طرح چیخ اٹھیں، اور تمھاری غفلت عیش اور بیدردی نشاط کی وہ بستی جو مدتوں سے برابر آباد چلی آتی ہے، اس طرح اجڑ جائے کہ پھر کبھی آباد

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نہ ہو۔

روئے بازار مراد امروز عرفی بانست　　دیدۂ ترمی فروشم دامن ترمی خرم

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی نیند اگر موت کی نیند نہ ہو، تو کبھی نہ کبھی ضرور ختم ہوتی ہے اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ سونے والا کبھی نہ جاگے۔ پھر بعضوں کی نیند ایسی ہوتی ہے کہ اک ذراسی آواز ان کو جگا دینے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ بعض کی ان سے سخت ہوتی ہے تو ان کے لئے چیخنے اور شور مچانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض ان سے بھی زیادہ غفلت کی نیند سونے والے ہوتے ہیں تو ان کو جھنجھوڑنے اور ہلانے کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر سونے والے کے جاگ اٹھنے کے لئے یہ بھی بیکار ہو تو پھر ایسا تو کبھی بھی نہیں ہو سکتا کہ بھونچال آجائے، آتش فشاں پہاڑ پھٹ اٹھیں، پہاڑوں کے ٹکرانے کے دھماکوں سے کان کے پردے ریزہ ریزہ ہو جائیں اور پھر بھی نیند کے متوالے آنکھیں نہ کھولیں۔

سو یقین کرو کہ خدا کا بھی اپنے بندوں کے ساتھ ایسا ہی حال ہے اس کی صدائیں اٹھتی ہیں تا کہ غفلت کے سرشار آنکھیں کھولیں۔ اگر اس پر بھی وہ کروٹ نہیں لیتے، تو ہر طرف شور و غل مچنے لگتا ہے تا کہ سونے والوں کی نیند ٹوٹے۔ اگر اس پر بھی نیند نہیں ٹوٹتی تو ہاتھ نمودار ہوتے ہیں اور وہ جھنجھوڑ جھنجھوڑ کے اٹھاتے ہیں کہ صبح آگئی اور آفتاب کی کرنیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دیواروں سے اتر کر صحنوں اور میدانوں میں پھیل گئیں اب بھی اٹھ جاؤ اور اس دن کو اپنے ہاتھ سے نہ کھو دو، جو جا کر پھر واپس نہیں آئے گا۔ لیکن آہ، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس جھنجھوڑنے پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں اور نیند کے متوالے کروٹ نہیں لیتے تو پھر دھماکے ہوتے ہیں، زلزلے آتے ہیں، زمینیں پھٹنے لگتی ہیں، پہاڑ ایک دوسرے سے ٹکرانے لگتے ہیں، اور صداؤں اور آوازوں کی ہولناکیوں سے تمام دنیا بھر جاتی ہے۔ سو یہ بھی سب کچھ اسی لئے ہوتا ہے تاکہ کسی طرح انسان جاگے اور اب بھی آنکھیں کھولدے۔ اگر اس پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں تو پھر خدا کا فرشتہ پکار اٹھتا ہے کہ:۔

اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ — یہ زندوں کی آبادی نہیں بلکہ مردوں کی بستی ہے وہ اٹھنے اور اٹھائے جانے کی گھڑی سے بالکل غافل پڑے ہیں۔

پس تنبیہہ اور ہوشیاری کی تمام تدبیریں ہو چکیں اور ایک سوئے ہوئے کو جگانے کے لئے جو کچھ کیا جا سکتا ہے، وہ سب کچھ کیا جا چکا، پر افسوس کہ تمھاری آنکھیں اب تک بند ہیں، تمھاری غفلت کا نشہ کسی طرح نہیں اترتا، اور تمھاری موت کی نیند کسی طرح بھی نہیں ٹوٹتی۔ دنیا میں انسان کے لئے عقل و بصیرت ہے، عقلا کی دانائیاں ہیں، ہادیوں کی ہدایتیں ہیں، واعظوں کے وعظ ہیں، خدا کے مقدس نوشتے ہیں، اور رسولوں کی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بتلائی ہوئی تعلیمات ہیں، پھر حوادث و تغیرات ہیں، انقلابات و تبدلات ہیں، آثار و علائم ہیں، استنباط و استشہاد ہے، لیکن آہ، وہ قوم جس کی غفلت کے لئے یہ سب کچھ بیکار ہے! نہ تو دنیا کے گزرے ہوئے واقعات میں اس کے لئے کوئی اثر ہے نہ حال کے حوادث و تغیرات میں اس کے لئے کوئی پیغام ہے، نہ اللہ کے کلام سے ڈرتی اور کانپتی ہے، اور نہ بندوں کی ہدایتوں سے عبرت پکڑتی ہے:۔

مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ۔ (۶:۴)

اللہ کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی بھی ایسی نہ آئی جس کو دیکھ کر انھوں نے عبرت پکڑی ہو اور غفلت و سرکشی سے باز آگئے ہوں۔

بلکہ بسا اوقات ایسا نظر آتا ہے کہ جس قدر عبرت کی صدائیں جگانا چاہتی ہیں، اتنی ہی اس کی نیند زیادہ گہری ہوتی جاتی ہے:۔

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ الْأَنْبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۔ (۵۵:۴)

اور بلاشبہ ان کے پاس ایسی خبریں آچکی ہیں جن میں بڑی ہی تنبیہ اور ہشیاری ہے اور بہت ہی بڑی گہری حکمت و دانائی، پر افسوس کہ حوادث و انقلاب کی یہ ڈراونی ہدایت بھی ان کی بیداری کے لئے کافی نہ ہوئی۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دنیا سب سے پہلے انسان کے آگے تاریخ یعنی دنیا کے گزرے ہوئے واقعات آتے ہیں، اور انہی سے انسان تجربہ کی دانائی اور بصیرت حاصل کرتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ ہمیشہ ایک ہی طرح کے واقعات ظاہر ہوئے، ایک ہی طرح کے اعلانات کئے گئے، ایک ہی طرح کی حالتیں طاری ہوئیں، اور ایک ہی طرح کے نتیجے نکلے۔ پس تجربہ اور استقرار اسے تبلا دیتا ہے کہ اب بھی ہمیشہ جب کبھی ویسی حالتیں پیدا ہوں گی تو ویسے ہی نتائج نکلیں گے اور اگر آگ کے شعلوں نے ہمیشہ انسان کے جسم کو دکھ دیا ہے تو ایسا کبھی نہ ہوگا کہ آگ کے شعلوں میں کود کر کوئی ٹھنڈک پائے۔

سو اگر تمھاری نیند سونے والوں کی نیند ہوتی، بے روح لاش کی نیند نہ ہوتی تو تمھارے جاگنے کے لئے تاریخ کی آواز بس کرتی تھی تمھارے آگے نوع بشری کی پوری تاریخ موجود ہے، ہزاروں ملکوں اور قوموں کے تجربے موجود ہیں، ہزاروں آثار واطلال ہیں اور زمین کے صدہا گوشے گزرے ہوؤں کی عمارتوں سے اور مٹے ہوؤں کے کھنڈروں سے رکے ہوئے ہیں، تو تم ان سب کے پاس جاؤ اور ان سب سے پوچھ دیکھو کہ دنیا میں کوئی قوم بھی معصیت کر کے زندہ رہی ہے اور انسانوں کا کوئی گروہ بھی خدا سے بھاگ کر بچ سکا ہے؟ کبھی ایسا ہوا ہے کہ خدا کے قانون پر چل کر قومیں تباہ ہوئی ہوں، اور اس کے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

قانون کو توڑ کے انھوں نے خوشحالی اور ہمیشگی پائی ہو؟

اقوام کو چھوڑ دو اور افراد کو تلاش کرو۔ جب سے زمین بنی ہے آجتک ایک انسان بھی اس کی گود میں ایسا پلا ہے جس نے غفلت و اعراض کر کے زندگی پائی ہو، اور خدا کے قانون کو توڑ کر خوشحالی و مراد حاصل کی ہو؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ کیا ہے کہ تم زہر کھا رہے ہو اور امیدوار ہو کہ تمھیں زندگی ملے۔ اور تم نے شیروں کے بھٹ کی راہ اختیار کی ہے اور سمجھتے ہو کہ انسانوں کی آبادی میں تم پہنچ جاؤ گے؟

أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَأَصْحَابِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ ؟ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۔

کیا انھوں نے ان لوگوں کا حال نہیں سنا جو اُن سے پہلے گزر چکے ہیں۔ مثلاً قوم نوح، عاد، ثمود، قوم ابراہیم، اصحابِ مدین، اور وہ لوگ جن کی بستیاں الٹ دی گئیں؟ ان سب کے پاس اللہ کے رسول آئے اور راہِ حق کی نشانیاں انھیں دکھلائیں لیکن انھوں نے بدعملیوں کی راہ اختیار کی اور اس کی پاداش میں مٹا دیے گئے۔ سو اللہ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا مگر ان بدبختوں نے خود ہی اپنی ہلاکت چاہی!

اگر گزرے ہوئے واقعات و حوادث میں بھی تمھارے لئے کوئی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

آواز نہیں، تو پھر خود تمھاری آنکھوں کے سامنے گزرنے والے حوادث و تغیرات ہیں اور ان کی زبان سب سے زیادہ چیخنے والی اور سب سے زیادہ دلوں کے اندر گھر کر جانے والی ہے:۔

أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ؟

آیا نہیں دیکھتے کہ کوئی برس ایسا نہیں گزرتا کہ ایک بار یا دو بار وہ بلاؤں میں نہ ڈالے جاتے ہوں پھر بھی ان کی غفلت کا یہ حال ہے کہ نہ تو توبہ کرتے ہیں اور نہ مصیبتوں سے نصیحت پکڑتے ہیں!

اور اگر وہ تمام حوادث و تغیّرات جن سے تمھاری زندگی کا ہر سال اور ہر ماہ بلکہ ہر طلوع و غروب معمور تھا، تمھارے سمجھنے اور بیدار ہو جانے کے لئے کافی نہ تھے تو آہ، کیا خدائے قدوس کی وہ سب سے آخری کڑک اور اس کے قانون تعذیبِ اُمم کی وہ سب سے زیادہ کپکپا دینے والی اور عقلوں اور ہوشوں کو مبہوت کر دینے والی گرج بھی تمھیں نہیں جگاتی جس کے زلزلہ انگیز دھماکوں سے پہاڑوں کی چوٹیاں ہل گئیں۔ اور قریب ہے کہ زمین دھنس جائے اور سمندروں سے مچھلیاں رونے اور ماتم کرنے کے لئے ابھر آئیں؟

كَلَّا وَالْقَمَرِ، وَاللَّيْلِ إِذَا

بیشک چاند جبکہ نکل آیا، رات جبکہ ختم

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

إِذَا أَدْبَرَ وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ نَذِيرًا لِلْبَشَرِ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ۔ (۳۶ تا ۴۷)

ہو گئی، اور دن جبکہ روشن ہو گیا، کہ یہ حادثہ بڑے بڑے انقلابات میں سے ایک بڑا ہی انقلاب ہے۔ اور غافل انسان کو غفلتوں کی پاداش سے سخت ڈرانے والا ہے، تو تم میں سے جو پڑھنا چاہے اس کے لئے اب بڑھنا ہے، اور جو پیچھے ہٹنا چاہے اس کے لئے غافل رہکر تباہ ہونا!

پھر اگر تم اس لئے نہیں اٹھتے تھے کہ جب تک زلزلے نہ آئیں گے نہیں اٹھو گے، اور جب تک آتش فشاں پہاڑ نہیں پھٹیں گے آنکھ نہیں کھولو گے اور جب تک پہاڑوں کی چوٹیوں اور سمندروں کی موجوں کے اندر سے چیخ نہ اٹھے گی کانوں کو نہیں کھولو گے، تو آہ، یہ کیا ہے کہ زلزلے بھی آچکے اور تم نے کروٹ نہ لی؟ آتش فشانیوں کی ہولناکیوں سے زمین چیخ اٹھی، اس پر بھی تم خبردار نہ ہوئے؟ اب اور کس بات کے منتظر ہو، اور کیا چاہتے ہو کہ آسمان پھٹ جائے اور آفتاب کے پرزے پرزے ہو جائیں اور کرۂ ارضی دھواں بنکر اڑ جائے؟

فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ

پھر کیا لوگ آخری فیصلہ کر دینے والی گھڑی کے منتظر ہیں کہ اچانک ان پر نازل ہو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

أَشْرَاطُهَا، فَأَنّٰى لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ؟

(سورۂ محمد)

سو اگر اسی کا انتظار ہے تو اس کی نشانیاں تو آچکیں۔ اور جب وہ گھڑی خود آجائیگی تو اس وقت ان کے لئے کیا ہوگا؟

آفتاب کو ہمیشہ اس کی کرنوں میں دیکھا جاتا ہے اور دھوئیں کو دیکھ کر مسافر پالیتا ہے کہ آگ جل رہی ہے، اسی طرح خدا کا جلال بھی ہمیشہ اپنی نشانیوں اور آیتوں کے اندر سے دیکھا گیا ہے، اور ہمیشہ اس نے اپنے آفتاب جمال کی چمک بدلیوں کے نقاب میں دکھلائی ہے۔ پس وہ جو ہمیشہ آیا تھا اور جس نے ہمیشہ مغرور و غافل انسان کو ماننے اور قبول کرلینے کے لئے مجبور کردیا تھا، آج بھی آگیا اور آنکھیں رکھنے والوں کے لئے اس نے اپنے چہرے پر سے اچانک نقاب الٹ دی۔ پھر اگر اب بھی تم نہیں دیکھتے اور اب بھی تم اس کے آگے جھکنے کے لئے نہیں گرجاتے، تو شاید تم منتظر ہو کہ وہ انسانوں کی طرح تمھارے سامنے آکر کھڑا ہوجائے اور سورج کی کرنوں کے تخت پر بیٹھ کر آسمان سے اس طرح اتر پڑے کہ تم اپنی انگلیوں سے ٹٹول کر اس کو چھوؤ، اور اپنے کانوں کو اس کے منہ سے لگادو تاکہ وہ آوازوں اور حرفوں کے اندر بول دے کہ میں خدائے قہار ہوں، اور جیسا کہ ہمیشہ سے ہوں، اسی طرح اب بھی موجود ہوں، مجھے مان لو اور مجھ سے انکار نہ کرو:۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا

(۲۵ : ۲۱)

ان لوگوں نے کہ خدا کے لقاء کی امید نہیں رکھتے کہا :- اگر جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہے تو کیوں نہیں ہم پر فرشتے اتارے گئے اور کیوں ایسا نہ ہوا کہ ہمارا پروردگار آسمان سے اتر آتا اور ہم اسے دیکھ لیتے ؟

سو اگر واقعی اسی کے منتظر ہو تو تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تمھارا انتظار کبھی ختم نہ ہوگا، یہاں تک کہ خدا کی جگہ اس کا آخری عذاب اترے گا اور تم کو دونا کیوں اور سوختیوں کی بشارت دے گا۔

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ (۲۵ : ۲۲)

جس دن اللہ کے فرشتے نظر آئیں گے تو اس دن مجرموں کے لئے کوئی بشارت نہ ہوگی کہ وہ صالحوں کی طرح اس کا انتظار کریں ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے اور ہمیشہ اس دن کے منتظر رہنے والوں نے اپنے انتظار کا ایسا ہی جواب پایا ہے۔

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝

(۱۰ : ۱۰۲)

پس کیا یہ لوگ بھی ویسے ہی دنوں کے منتظر ہیں جیسے ان سے پہلے قوموں پر آچکے ہیں ؟ اگر ایسا ہی ہے تو کہدو کہ اچھا انتظار کرو، میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں!

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

آنکھیں دیکھنے کے لئے ہیں، کان سننے کے لئے ہیں، اور دل پہلو میں رکھا گیا ہے تاکہ تڑپے اور بیقرار ہو لیکن وہ سب کچھ تمھارے لئے بے کار ہو گیا ہے جس کو آنکھ دیکھتی ہے، اور وہ سب آوازیں بے اثر ہو گئی ہیں جو کانوں سے سنائی دیتی ہیں، اور وہ تمام فکریں اور عبرتیں ڈوب گئی ہیں جن سے دل تڑپتے اور روحیں بیقرار ہوتی ہیں۔ پس جو کچھ کیا جائے لاحاصل ہے، اور جو کچھ کہا جائے بیکار ہے؟ آہ، تم غافل ہو گئے ہو، تم پر موت کا پنجہ چل گیا ہے، تم گمراہی کے قبضے میں آ گئے، تمھارے احساس فنا ہو گئے اور تمھارے دل کی دانائی میٹ دی گئی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے وہ ایسا تھا کہ اندھے بینا ہو جاتے، لنگڑے چلنے لگتے، گونگوں کی چیخ سے دنیا ہل جاتی، اور لولوں کے ہاتھ شیروں کے پنجوں کی طرح طاقتور ہو جاتے۔ آہ، تمھاری غفلت سے بڑھ کر آج تک دنیا میں کوئی اچنبھے کی بات نہ ہوئی، اور تمھاری نیند کی سنگینی کے آگے پتھروں کے دل چھوٹ گئے۔ آہ، تم ایسے نہ تھے، پھر تم ان لوگوں کی طرح کیوں ہو گئے، جن کے لئے خدا کا رسول ماتم کرتا تھا؟

لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا	ان کے پاس دل ہیں مگر سوچتے نہیں ان کے
وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ	پاس آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں، ان
بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ	کے پاس کان ہیں مگر سنتے نہیں، وہ مثل

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْغَافِلُوْنَ۔ (۷:۷۸)	چار پایوں کے ہو گئے بلکہ ان سے بھی بدتر، اور یہی ہیں کہ غفلت میں ڈوب گئے ہیں۔

آہ، کوئی نہیں سب گمراہ ہو گئے، سب نکمے نکلے، سب غافل ہو گئے، سب پر نیند کی موت چھا گئی، سب نے ایک ہی طرح کی ہلاکت پلی لی، سب ایک ہی طرح کی تباہیوں پر ٹوٹے، سب نے خدا کو چھوڑ دیا، سب نے اس کے عشق سے منہ موڑ لیا، سب نے اس کے رشتے کو بٹہ لگایا، سب غیروں کے ہو گئے، سب نے غیروں کی چوکھٹوں کی گرد چاٹی، اور سب نے ایک ساتھ مل کر گندگیوں اور ناپاکیوں سے پیار کیا۔ آہ سب نے عہد باندھا کہ ہم ایک ہی وقت میں گمراہ ہو جائیں گے اور سب نے قسم کھائی کہ ہم ایک ہی وقت میں خدا کی پکار سے بھاگیں گے . . . .

. . . .

. . . . آہ! سب اس سے بھاگ گئے

سب نے اس سے غول در غول بن کر بیوفائی کی! کوئی نہیں جو اس کے لئے روئے، کوئی نہیں جو اس کے عشق میں آہ و نالہ کرے۔ اس کی محبت کی بستیاں اجڑ گئیں، اس کے عشق اور پیار کے گھرانے مٹ گئے، اس کے گلہ کا کوئی رکھوالا نہ رہا، اور اس کے کھیتوں کی حفاظت کے لئے کوئی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

آنکھ نہ جاگی۔ سب شیطان کے پیچھے دوڑے، سب نے ابلیس کے ساتھ عاشقی کی، اور سب نے بدکار عورتوں کی طرح اپنی آشنائی کے لئے اسے پکارا۔ پھر اس پر قیامت یہ ہے کہ کسی کو ندامت نہیں، کسی کا سر شرمندگی سے نہیں جھکتا، کسی کے گلے سے توبہ و انابت کی آواز نہیں نکلتی، کسی کی پیشانی میں سجدہ کے لئے بیقراری نہیں، کوئی نہیں جو روٹھے ہوئے کو منانے کے لئے دوڑ جائے اور کوئی نہیں جو اپنی بدحالیوں اور ہلاکتوں پر پھوٹ پھوٹ کر آہ و زاری کرے۔

وَلَقَدْ اَخَذْنٰھُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ (۲۳: ۷۶)

ہم نے انھیں عذاب کی تکلیفوں میں مبتلا بھی کر دیا پھر بھی اپنے خدا کے آگے نہ جھکے اور ان میں شکستگی اور عاجزی پیدا نہ ہوئی۔

آہ! میں کیا کروں، اور کہاں جاؤں، اور کس طرح تمھارے دلوں کے اندر اتر جاؤں، اور یہ کس طرح ہو کہ تمھاری روحیں پلٹ جائیں، اور تمھاری غفلت مر جائے۔ یہ کیا ہو گیا ہے کہ تم پاگلوں سے بھی بدتر ہو گئے ہو، اور شراب کے متوالے تم سے زیادہ عقلمند ہیں۔ تم کیوں اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہو، اور کیوں تمھاری عقلوں پر ایسا طاعون چھا گیا ہے کہ سب کچھ کہتے اور سمجھتے ہو پر نہ تو راستبازی کی راہ تمھارے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

آگے کھلتی ہے، اور نہ گمراہیوں کے نقش قدم کو چھوڑتے ہو:۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا؟ (۴۷: ۲۵)	کیا یہ لوگ قرآن کی آیتوں پر غور نہیں کرتے یا ایسا ہوا ہے کہ ان کے دلوں پر قفل چڑھ گئے ہیں؟

کیا تم وہ ہو جن کے لئے کہا گیا کہ:۔

وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا (۱۷: ۴۸)	اور ان کے دلوں پر ہم نے پردے ڈال دئے ہیں کہ فکر کی آنکھ بیکار ہو گئی اور ان کے کان بہرے ہو گئے ہیں!

آہ! تم کو معلوم ہے کہ خدا کا قانون کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اس کی سنتہ اللہ کبھی انسانوں کی کسی بھیڑ کے لئے بدل نہ جائے گی۔ اس کا یہ قانون ہے کہ آگ جلاتی ہے اور زہر کھانے سے آدمی مرجاتا ہے، اور اسی طرح غفلت و معصیت ہلاکت لاتی ہے اور خدا کی نافرمانیوں سے عذابوں اور دردناکیوں کا ظہور ہوتا ہے۔ ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے، اب بھی ایسا ہی ہو رہا ہے، اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا:۔

سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ۝ (۳۳: ۶۲)	یہ اللہ کا قانون ہے جس کے مطابق تمام گزری ہوئی قوموں سے سلوک ہوا اور اللہ کے قانون میں تم کبھی تبدیلی نہ پاؤ گے!

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پس میں آج سب کچھ چھوڑ کے تم سے ایک ہی آخری بات کہنی چاہتا ہوں، اور یقین کرو کہ اس کے سوا جو کچھ کہا جاتا ہے اگر وہ اس بات کے لئے نہیں کہا جاتا تو سب کچھ بیکار ہے۔ اور اس میں تمھارے لئے کوئی برکت و امن نہیں۔ سو یاد رکھو اور ماننے کے لئے جھک جاؤ کہ تمھاری زندگی کا ہر عمل بیکار ہے، اور تمھاری فکروں کی ہر فکر گمراہی و ضلالت ہے۔ تمھارے لئے صرف ایک ہی راہِ نجات ہے اور بغیر اس کے کسی طرح چھٹکارا نہیں۔ تم جب تک اس پہلی منزل سے نہ گزرو گے، اس وقت تک خدا کا قہر تم پر سے ٹھنڈا نہ ہوگا، اور تم کبھی مراد اور خوشحالی نہ پاؤ گے۔ تمھارے سفرِ عمل کا پہلا قدم یہ ہے کہ توبہ کرو، توبہ کرو، اپنی تمام قوتوں اور تمام طاقتوں کے ساتھ خدا کے آگے جھک جاؤ، اس سے سرکشی اور بغاوت چھوڑ دو اس کے عشق اور محبت کو اس قدر پیو کہ بدمست ہو ہو جاؤ، اور اس کے آگے اس طرح گرو اور اس طرح روؤ اور اس قدر تڑپو کہ اسے تم پر پیار آجائے اور وہ تمھیں پہلے کی طرح پھر اپنی گود میں اٹھا لے، اور سب کچھ تمھیں کو دے دے، جس طرح کہ سب کچھ تمھیں کو اس نے بخش دیا تھا:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا	مسلمانوں اگر تم اللہ سے ڈرنے والے ہو جاؤ تو اللہ تمام دنیا میں تمھارے لئے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

ایک امتیاز اور سربلندی پیدا کردے گا، نیز تمہاری تمام برائیوں کو دور کردے گا اور تمھیں بخش دے گا، تم اس کے آگے کیوں نہیں جھک جاتے وہ تو بڑا ہی فضل وکرم کرنے والا ہے۔

تم نے غفلت کو خوب آزما لیا، تم نے نافرمانیوں کی صدیوں تک کڑواہٹ چکھ لی، تم نے گناہ اور معصیت کے پھل سے اچھی طرح اپنے دامن بھر لئے، تم نے دیکھ لیا کہ ایک خدا کی چوکھٹ سے تم نے سرکشی کی اور کس طرح ساری دنیا تم سے سرکش ہوگئی اور ایک اس کے روٹھنے سے کس طرح تمام دنیا تم سے روٹھ گئی؟ پس مان جاؤ اور اب بھی باز آجاؤ گناہوں کو آزما چکے، آؤ تقویٰ اور راستبازی کو بھی آزما لیں۔ سرکشیوں کو چکھ چکے آؤ اطاعت کا بھی مزہ دیکھ لیں۔ غیروں سے رشتہ جوڑ کے تجربہ کر چکے، آؤ اسی ایک سے پھر کیوں نہ جڑ جائیں جس سے کٹکر ذلتوں، خواریوں، ٹھوکروں اور راندگیوں کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہ آیا:۔

أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ !

پھر کیا ہے کہ اب بھی تم اللہ کے آگے نہیں جھکتے، اور توبہ واستغفار نہیں کرتے حالانکہ اللہ تو بڑا ہی بخشنے والا اور بڑا ہی رحمت فرما ہے۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تمھارے خدا نے تمھارے ساتھ کونسی برائی کی تھی کہ تم نے اسے چھوڑ دیا اور اسے چھوڑ کے کونسی دولت و نعمت ہے جو تمھیں ہاتھ آگئی؟ خدا سے بڑھ کر وہ اور کون حسین ہے جس کے حسن نے تم کو خدا سے چھین لیا اور اس سے بڑھ کر کس کے پاس محبت اور پیار ہے جس کی زنجیریں تمھارے پاؤں میں پڑگئیں؟ تم غیروں کے پاس جاتے ہو تاکہ ٹھوکریں کھاؤ، پر خدا کے پاس نہیں دوڑتے تاکہ وہ تمھیں پیار کرے؟ اگر تم محبت کے بھوکے ہو تو الرحمن الرحیم سے بڑھ کر اور کون ہے جس کے عشق میں اسے چھوڑ رہے ہو؟ اگر تم رزق کے بھوکے ہو تو رب العالمین سے بڑھ کر اور کون ہی جس کے خزانوں کے لالچ نے تم کو متوالا کر دیا ہے؟ اگر تم اپنی محنت کی مزدوری مانگتے ہو تو مالک یوم الدین سے بڑھ کر کون مل گیا ہے جو تمھیں بدلہ دے گا؟ فاہ، آہ، ثم آہ، عَلٰی مَا فَرَّطْتُمْ فِی جَنْبِ اللّٰہِ

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اٰلِھَۃً؟ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ (۲۱ : ۲۴)

پھر کیا ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا معبود بنا لیا ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو ان سے کہو کہ اپنی دلیل پیش کریں

کہ وہ کونسی حقیقت ہی جس نے ان کی نظروں میں دوسروں کو معبود بنا دیا ہی۔

پھر کیا تم بالکل اس سے بے نیاز ہو گئے ہو اور اب تمھیں خدا کے آگے جھکنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی؟ کیا تم کبھی بیمار نہ پڑو گے جب کہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

طبیب مایوسی کا پیام دے گا اور عزیز و اقربا دیکھ دیکھ کر ناامیدی سے روئیں گے، اور کیا اس وقت تمھیں خدا کو پکارنے اور ہر طرف سے مایوس ہو کر اسی سے راحت اور سکھ مانگنے کی ضرورت نہ ہوگی؟

كَلَّآ إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ، وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ، فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّىٰ وَلَٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ

(۷۵: ۲۸)

ہاں جب وہ گھڑی آئے کہ جان بدن سے کھنچ کر گردن کی ہنسلی تک آ پہنچے اور دیکھنے والے بول اٹھیں کہ اس کا علاج کرنیوالا کون ہے؟ اور بیمار خیال کرلے کہ اب کوچ کا وقت آگیا، اور اس کے درد اور بےچینی کا یہ عالم ہو کہ ایک پنڈلی دوسری پنڈلی پر لٹکنے لگے، سو یہ وہ وقت ہوگا کہ اللہ ہی کی طرف انسان کا کوچ ہوگا۔ پھر بتلاؤ کہ اس وقت اس بدبخت کا کیا حال ہوگا جس نے نہ تو کبھی خدا کے حکم کو مانا اور نہ کبھی اس کے آگے عبادت کے لئے جھکا بلکہ ہمیشہ سچائیوں کو جھٹلایا اور حکموں سے منہ موڑا؟

اگر تم کو آنکھیں دی گئیں تھیں تو اسی لئے تاکہ تم اس کو دیکھو، اگر تم کو دل دیا گیا تھا تو اسی لئے تاکہ صرف اسی کو پیار کرو۔ اگر تم کو آنسو دئے گئے تھے تو اسی لئے تاکہ صرف اسی کی یاد میں بہاؤ، اور اگر تمھاری پیشانی بلند کی گئی تھی تو اسی لئے تاکہ اسی کے آگے جھکاؤ، پر آہ، تمھاری زبانیں اسکی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

حمد کے زمزموں سے محروم ہوگئیں، تمہارے دل اس کی محبت کے نہ ہونے سو اجڑ گئے، تمہاری روحوں میں اس کی چاہت کی جگہ غیروں کی چاہتیں بھر گئیں تمہارے قدم اس کی طرف بڑھنے سے بوجھل ہو گئے، اور تمہاری آنکھوں میں اس کے عشق کے درد و غم کے لئے ایک قطرۂ اشک بھی نہ رہا۔ تمہاری مسجدیں تڑپ رہی ہیں کہ راستبازوں کی تڑپتی ہوئی اور مضطرب نمازیں ان کو نصیب ہوں، اگرچہ انوں اور چار پایوں کے کھڑے رہنے اور اوندھے ہو جانے کے سوا وہاں اور کچھ نہیں ہوتا۔ حالانکہ تمہارا خدا تمہارے کھڑے رہنے اور اوندھے گر پڑنے کا بھوکا نہیں، اور اگر صرف پاؤں کا کھڑا رکھنا ہی عبادت ہوتا تو جنگلوں کے درختوں سے زیادہ تم کھڑے نہیں رہ سکتے:۔

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ (۱۰۷: ۴)

وَاِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوةِ قَامُوْا کُسَالٰی یُرَاءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا (۴: ۱۴۲)

بہت ہو چکا اب بھی چھوڑ دو۔ آہ، بہت سو چکے اب بھی چونک اٹھو بہت گم ہو چکے اب بھی اپنے کو پا لو۔ خدا نے تم کو وہ مہلت دی ہے جس سے بڑھ کر آج تک زمین کی کسی مخلوق کو بھی مہلت نہ دی گئی، پھر ایسا نہ ہو کہ وہ تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے، اور تمہاری جگہ کسی اور کو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اپنی چاہتوں کی شہنشاہی اور اپنی محبت کا تاج و تخت دے دے، جیسا کہ اس نے ہمیشہ کیا:-

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۚ إِنْ يَشَاءْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَا يَشَاءُ كَمَا أَنْشَأَكُمْ مِنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ آخَرِينَ ۝

اور تمھارا پروردگار بے پروا اور فیاض ہے اگر وہ چاہے گا تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے گا اور تمھارے بعد کسی دوسری جماعت کو کھڑا کر دے گا جس طرح کہ خود تم کو دوسروں میں سے اس نے منتخب کیا تھا!

اپنا مال و متاع خدا سے زیادہ محبوب ہی کہ اسے نہ دوگے، اور اپنی جانوں کو اس کی محبت سے بھی زیادہ پیارا سمجھتے ہو کہ اس کے لئے دکھ میں نہ ڈالوگے، اور اگر تمھارے دلوں کی آہیں تمھارے جگر کی ٹیس، اور تمھاری آنکھوں کے آنسو، اب اس کے لئے نہیں رہے ہیں بلکہ دوسروں کا مال ہو گئے ہیں، تو یقین کرو کہ وہ بھی تمھارا محتاج نہیں ہے، اور اس کی کائنات انسانوں سے بھری پڑی ہے۔ وہ اگر چاہے گا تو اپنے کلمۂ حق کی خدمت کے لئے درختوں کو جلا دے گا پہاڑوں کو متحرک کر دے گا۔ کنکروں اور خاک کے ذرّوں کے اندر سے صدائیں اٹھنے لگیں گی، پر وہ فاسق اور نافرمان انسانوں سے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کبھی بھی کام نہ لے گا، اور اپنے پاک کام کی عزت کو ناپاکوں کی گندگی سے کبھی آلودہ نہ ہونے دے گا۔

اور پھر تم مانو یا نہ مانو مگر میں نے سچ سچ دیکھا کہ جب تمھارے اندر سے اس کی پکار کو جواب نہ ملا، تو وہ دوسروں کو پیار اور محبت کے ہاتھوں سے اشارہ کر رہا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ٥

اے مسلمانو! تم میں سے جو شخص دین حق کی راہ سے پھر جانے گا سو اسے یقین کرنا چاہیئے کہ خدا اپنے کلمۂ حق کے لئے اس کا محتاج نہیں ہے۔ قریب ہے کہ وہ ایک قوم کو نمایاں کرے جو اللہ کو چاہنے والی ہوگی اور اللہ اسے پیار کرے گا۔ وہ مومنوں کے آگے نہایت عاجز و نرم ہوں گے پر دشمنانِ حق کے لئے نہایت مغرور و سرکش، اللہ کی راہ میں بے خوف مجاہد ہوں گے اور کسی الزام دینے والے کے الزام کی پروا نہ کریں گے۔ یہ اللہ کا بڑا ہی فضل ہے جس کو چاہے چن لے۔ وہ بڑا ہی فضل و کرم والا ہے۔

مشہد اکبر

یا

امتحان گاہ کفر و ایمان

انسانی خصائل و فضائل کے ظہور و آزمائش کے لئے ابتلاء و مصائب ضروری ہیں۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ نَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ

اور ہم تم کو آزمائش میں ڈالیں گے تاکہ معلوم کریں کہ کون کون تم میں مجاہد و صابر ہیں؟ اور نیز تمھاری اصلی حالت کو جانچ لیں۔

شاید اب موسم بدلنے والا ہے کہ تبدیلی کے آثار و علائم پیہم اور غیر منقطع ہیں۔ جو کچھ ہندوستان سے باہر ہوا، وہ مسلمانانِ ہند کی غفلت شکنی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اور تنبیہ کے لئے کافی نہ تھا، اس لئے حکمت الٰہیہ نے سلانیک اور البانیہ کی جگہ، شہادت آباد کانپور کے حوادث محزنہ و سوانح الیمہ کو ہمارے سامنے کر دیا ہے۔ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ!

پس ہزار رحمت ہو تجھ پر اے سرزمین مقدس کانپور! اور تیری یاد گرامی ہمارے دلوں سے کبھی محو نہ ہو، کہ تیرے انہار خونیں نے ہمارے لئے حیات ملی کا چشمۂ حیات بہا دیا ہے!!

اگر لکھنے کی مہلت ملے تو ان نتائج عظیمہ کی تفصیل کے لئے دفتر کے دفتر چاہئیں جو اس حادثہ خونیں سے ہم حاصل کر سکتے ہیں، اور جس کے بہے ہوئے خون کے ایک ایک قطرے سے حیات ملی کی ہر شاخ کو زندگی اور نشو و نما کا پانی مل سکتا ہے، مگر میں اس وقت صرف ایک خاص نتیجۂ حسنہ کی طرف اشارہ کروں گا اور وہ ایک الٰہی آزمائش ہے جو آج ہر مسلم قلب کا امتحان لے گی، اور منٹوں اور لمحوں کے اندر فیصلہ کر دے گی کہ کون ہیں جن کے دلوں کی باگ ان کے خدائے حی و قیوم کے ہاتھ میں ہے، اور کون ہیں جن کے سر اصنام حکومت اور طواغیت ہوائے نفس کے آگے سربسجود ہیں؟ فَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ، وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ، وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ: اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَا اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ؟

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دو صفیں تمہارے سامنے ہیں :-

داہنی طرف اللہ کی عبادت گاہ اور اس کا حرم محترم ہے - ان زخمیوں کی صفیں ہیں، جن کے زخموں سے بے گناہی کا خون بہہ رہا ہے، اور جنھوں نے مسجد الہی کی تحریم و تقدیس میں اینٹوں کے ٹکڑے رکھ کر، اس کے بدلے دشمنان حق و اللہ کی گولیاں کھائی ہیں بلکہ کچھ معصوم بچے ہیں، جنھوں نے بنا بنایا صرف خدا کو یاد کرنا سیکھا تھا، مگر ان سے، جن کی عمریں اس کی محبت کے دعوے میں بسر ہو چکی ہیں، بازی لے گئے، اور جن میں سے بعض اپنے خدا کے پاس پہنچ چکے ہیں، اور بعضوں کے لئے رحمت الہی کا آغوش منتظر ہے۔

پھر اس منظر اقدس و اعلیٰ سے بالاتر، وہ خدائے قدوس ابراہیمؑ و محمدؐ (علیہما السلام) اور اس کے دین قدیم اور ملت مرحومہ کی عزت و عظمت ہے، جس کو ہمیشہ ظالموں نے بھلایا ہے، پر مظلوموں نے اسی کے دامن میں تسکین پائی ہے۔ اور جس کو گو ان لوگوں نے فراموش کر دیا ہو، جن کو اپنے خونریز اسلحہ و آلات کا غرور، اور تاج و تخت حکومت کے نشۂ باطل سے سرگرانی ہو، لیکن وہ لوگ تو نہیں بھلا سکتے جنھوں نے تیرہ سو برس تک اس کی الہی نصرتوں کے معجزے دیکھے ہیں، اور اب بھی وہ اس وقت کے منتظر ہیں، جبکہ ظلم باوجود قوت کے ہلاک ہوگا، اور مظلومی باوجود بے سروسامانی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کے فتحیاب ہوگی۔ وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَاۗءُ بَعْضٍ وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ۔

غرض کہ ایک جانب تو اللہ، اس کے رسولؐ، اور اس کے مومنوں کی عزت و عظمت دنیوی عجز و تذلل اور بے سرو سامانی و بیکسی کے اندر موجود ہے۔ وَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ۔

اور دوسری جانب دنیوی حکومت کا قہر و جبر، دنیوی طاقتوں کا مجمع، قانون وقت کا غلط مگر قاہرانہ استعمال، حاکم وقت کی نگاہ گرم، اس کی ذریات کے مہیب و مخوف مناظر، کفر کی ظاہر فریبی، اور نفاق کی ولولہ اندازی سے دنیوی نام و نمود کی خواہش جو انسان کے پاؤں میں ڈالنے کے لئے شیطان کے پاس سب سے زیادہ بوجھل زنجیر ہے، تیار ہو رہی ہے، اور حرص و طمع کے ابلیس اپنے ساز و سامان جہنمی کے ساتھ مصروف کار ہیں۔

یہ دو راہیں ہیں، جو آج ہر مسلمان کے سامنے کھول دی گئی ہیں، اور ہدایت و ضلالت، نور و ظلمت، اور کفر و اسلام کی مقابل راہیں اسی طرح ہمیشہ سے باز رہی ہیں۔

پس سب سے بڑی آزمائش ہے، جو آج درپیش ہے، اور سب سے بڑا فیصلہ کن امتحان ہے جو کفر پرست و اسلام دوست صفوں کو الگ الگ کر دینے کے لئے آج مستعد ہے:-

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ، فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ

وہ دن جبکہ بعض لوگوں کے چہرے نور ایمان و فلاح سے چمک اٹھیں گے اور بعض کے سیاہ پڑ جائیں گے، روسیاہو سے کہا جائے گا کہ تم نے اللہ پر ایمان لاکر پھر کفر کا ساتھ دیا تھا، اب اس کی سزا میں اس عذاب کا مزہ چکھو!

وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ، هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ ۰ (۳ : ۲۱۲)

مگر جو لوگ سفید رو ہوں گے، وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے۔ اور یہ رحمت دائمی اور ہمیشگی کی ہوگی۔

بہت سے لوگ ہوں گے جو آج اسلام اور اس کے پرستاروں کا باوجود ظاہری بیچارگی اور بےکسی کے ساتھ دیں گے اور اپنے ذہنی جانب کی صفوف ایمان و مومنین کی راہ اختیار کریں گے۔ پر بہت سے ایسے بھی ہوں گے، جن کے دلوں کی باگ خدائے قدوس کی جگہ شیطان لعین کے ہاتھوں میں ہوگی۔ وہ ان کو کھینچے گا، یہاں تک کہ وہ منہ کے بل اوندھے گریں گے، اور دوسری جماعت کے آگے سر بسجود ہوں گے:

فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ، مَا اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَا اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ وَالسّٰبِقُوْنَ

پس ایک گروہ تو دہنے ہاتھ والوں کا ہے، اور دہنے ہاتھ والوں کا کیا کہنا! اور ایک بائیں جانب والوں کا ہے، اور

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

السَّابِقُوْنَ، اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ، ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْن

بائیں ہاتھ والوں کا کیا ہی برا گروہ ہے! پھران دونوں کے علاوہ تیسرے گروہ کے لوگ جو سب سے آگے ہیں اور وہ آگے ہی رہنے کے مستحق بھی ہیں، کیونکہ یہ بارگاہ الٰہی کے مقرب ہیں، اور ان کی جگہ جنت کی خوشیاں اور وہاں کی نعمتیں ہیں۔ پھر ان میں بھی بہت سے تو اگلوں میں ہوں گے اور کچھ پچھلوں میں سے۔

السَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ!!

آیۃ کریمہ مندرجہ صدر میں اللہ تعالیٰ نے مختلف جماعتوں کو مختلف اسمار وصفات سے موسوم کیا ہے۔ پہلے "اصحاب المیمنۃ" اور "اصحاب المشئمۃ" کا ذکر کیا ہے، پھر "السابقون السابقون" کی تعریف کی ہے، اور اس کے بعد "ثلۃ من الاولین" اور "قلیل من الآخرین" ہیں۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ حادثۂ خونیں کا پخور نے ان تمام جماعتوں کو دنیا کے سامنے کر دیا ہے۔ میں "اصحاب المیمنۃ" کو بھی دیکھ رہا ہوں، جنھوں نے اللہ کی حزب و جماعت کا ساتھ دیا ہے۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ اور میرے سامنے "اصحاب المشئمۃ" کی صفوف لئام بھی موجود ہے، جنھوں نے اپنے قلوب و ایمان کو "حزب الشیطان" کے حوالہ کر دیا ہے:۔ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ، اَلَآ اِنَّ حِزْبَ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

الشَّیٰطِنِ، هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (۲۱:۵۹)

پھر اس جماعت مقدسہ مومنین، اور عباد اللہ المخلصین، وحزب اللہ الجلیل المتین، یعنی "اصحاب المیمنۃ" میں سے بھی اعلیٰ واقدس "السابقون السابقون" کی جماعت ہے۔ جنھوں نے ایثار فی سبیل اللہ میں اوروں سے مسابقت کی، اور جبکہ کچھ لوگ اللہ کی طرف بڑھے تو ان کے قدم سب سے آگے تھے۔ انھوں نے سب سے پہلے مظلومین کا پنور کی اعانت و امداد کے لئے اپنے وقت و مال کا انفاق کیا۔ اس لئے ضرور ہے کہ سب سے پہلے وہی بخشش گاہ الٰہی سے اپنا اجر بھی حاصل کریں۔

کچھ عجیب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل نصرت فرماے گروہ گروہ جماعتہائے انصار و معاونین کو کا پنور بھیجدے، اور اپنے بندوں کے دلوں کو اپنی عبادت گاہ کی راہ میں مجروح و شہید ہونے والوں کی مدد کے لئے کھول دے، لیکن تاہم جو فضیلت و سعادت "السابقون السابقون" کو ملنے والی تھی، وہ مل چکی، اور جو بخشش دروازے پر پہلے پہنچنے والوں کے لئے ہوتی ہے وہ لینے والوں نے لے لی اب اس میں اور کسی کا حصہ نہیں ہو سکتا کہ: اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا مسلمانو! مصائب و ابتلاء کے ورود پر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ صبر وصلوٰۃ سے مدد لو، اور یقین رکھو
کہ اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ
اللّٰهِ اَمْوَاتٌ، بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ
لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ
مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ
الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ
وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا
اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْا
اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ
اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ
رَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝

جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے، ان
کو مردہ نہ سمجھو۔ وہ تو زندہ ہیں۔ البتہ تم
ان کی حیات کی حقیقت سے بے خبر ہو!
اللہ تعالیٰ تم کو آزمائشوں میں ڈالے گا کہ
یہ اس کا ایک قانون ہے۔ وہ خوف،
بھوک، نقصان مال وجان، اور ہلاکت
اولاد واقارب کے مصائب میں تمہیں مبتلا
کرکے، تمہارے صبر واستقامت کی
آزمائش کرے گا۔ اور پھر اللہ کی طرف
سے فلاح دارین کی بشارت ہے، ان
صبر واستقامت سے کام لینے والوں کے لئے، جن کے ایمان ویقین کے
ثبات کا یہ حال ہے کہ جب کسی مصیبت سے دوچار ہوتے ہیں تو مایوسی و
ناامیدی کی جگہ "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہہ کر صبر واستقامت پر استوار ہو جاتے
ہیں۔ یہی لوگ ہیں کہ اللہ کی رحمت ان کے لئے ہے، اور یہی ہیں جو دنیا میں
ہر طرح کی کامیابیاں حاصل کرتے ہیں!

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کانپور کے آخری حوادث جب شروع ہوئے تو میں سفر میں تھا اور سفر بھی میرے لئے مانع کار نہیں ہو سکتا لیکن مشکل یہ تھی کہ ایک مقام پر قیام ہونے کی وجہ سے سکون و جمعیت خاطر کہ جمع خیالات کے لئے ضروری ہیں، بالکلیہ میسر نہ تھے۔ جس زمانے میں کہ بندگان الٰہی کو جان اور زندگی بھی (جو ہر ذی روح کا قدرتی حق ہے) حاصل نہ ہو، تو مجھے سکون و جمعیت کے حاصل ہونے کی شکایت کا کیا حق ہے؟ اس لئے شاکی تو نہیں ہوں، البتہ معذرت خواہ ضرور ہوں کہ اس واقعہ پر پوری تفصیل سے بحث نہ ہو سکی اور ایک مقالہ افتتاحیہ کے سوا، جو صرف اصل حادثہ کے متعلق تھا، اور کوئی تحریر اس اثنا میں نہ نکل سکی، حالانکہ عبرت بخش بصیرتیں ان واقعات میں پوشیدہ ہیں اور ہلاکتوں اور خونریزیوں کے یہی حوادث ہیں، جن سے قومیں اور جماعتیں اپنے لئے زندگی حاصل کر سکتی ہیں۔ گو وقت گزر چکا ہے مگر اصل یہ ہے کہ عیش و نشاط کی صحبتوں کے لئے وقت کی قید ہوتی ہے، ماتم و فغاں کا کوئی وقت خاص معین نہیں۔ جب قدرت کی بخشش حیات میں سے اپنے لئے یہی ایک چیز باقی رہ گئی ہے، تو خاص وقتوں کی کیا قید ہے؟ جب مہلت ملے، بہتر ہے کہ اس میں مشغول ہو جائیں۔ بلکہ جلانے والوں کی غفلت سے اگر آگ بجھنے لگے، تو خود دامن سے ہوا دے دے کر اور روشن کر دیں۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دلا یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے کہ آخر
نہ نالۂ سحری ہے نہ آہ نیم شبی ہے

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ (۵۵:۵۱)
(پس) ذکر کر کہ ذکر و نصیحت صاحبان ایمان کے لئے ضروری نفع بخش ہے۔

سفک دماء و قتل نفوس

۳ اگست کی صبح کو جب آفتاب افق کانپور پر طلوع ہوا تو اس کے لئے کوئی نیا نظارہ نہ تھا۔ اس نے اس خون کو دیکھا جو ہمیشہ بہا ہے، اس نے لاشوں کی تڑپ پر نظر ڈالی جو ہمیشہ تڑپی ہیں، اس نے قہقہۂ وحشت کا شور اور آہ مظلومی کی سسکیاں سنی جو اس عصیاں آباد ارضی پر ہمیشہ سُنی گئی ہے۔ اس نے موت و حیات کو باہم کش مکش میں دیکھا، اس نے روح و جسم کی مفارقت کے آخری اضطراب کا نظارہ کیا، اس نے خون کے فواروں کا جوش و خروش، زخموں کی تلملاہٹ، ایڑیوں کی چٹک، زندگی کے لحات آخریں کا اضطرار، غرضکہ انسانی مذبوحیت کے تمام خونریز تماشے دیکھے۔

لیکن ان میں سے کون سی چیز ایسی تھی، جس کا نظارہ اس کے لئے نیا ہو سکتا تھا؟ وہ ایک نامعلوم ابتداء سے اس عجائب آباد ہستی کا تماشائی ہے، اس نے زندگی اور موت کے نہیں معلوم کتنے لاتعد و لاتحصی تماشے

دیکھے ہیں؟ یہ تماشا خود انسانی تاریخ کی نظروں کے لئے عجیب و نادر نہ تھا، پھر اس نظارہ فرمائے آسمانی کے لئے اس میں کون سی ندرت ہو سکتی تھی؟

انسان نے اپنے حاکمانہ قوت کے گھمنڈ میں ہمیشہ خدا کے قانون امن و محبت کو توڑا ہے، اور زور آوروں نے زبردستوں کے ساتھ ہمیشہ وہی کیا ہے جو آج کیا جا رہا ہے۔ تاریخ عالم میں انسانی رحم و محبت کے واقعات کم ہیں، مگر خون ریزی و بہیمیت کی سرگذشتوں سے اس کے تمام صفحات رنگین ہیں۔ دنیا کے اس عجیب و غریب درندے نے جس کا نام انسان رکھا گیا ہے، جب کبھی موقعہ پایا ہے، اپنے ہم جنسوں کو چیرا اور پھاڑا ہے اور شہر کی آبادیوں اور انسانی بود و باش کی عمارتوں کے اندر وہ سب کچھ ہوا جو جنگلوں کے بھٹ اور پہاڑوں کے غاروں میں ہوا کرتا ہے، اسکی وحشت بہیمیت نے دنیا میں ہمیشہ حکمرانی کی ہے، اور شاید وہ وقت اخلاق کی امیدوں اور خانقاہوں کے حجروں سے باہر کبھی بھی آنے والا نہیں جبکہ فضیلت انسانی رذائل حیوانیت سے اپنی شکست کا بدلہ لے گی۔

کانپور کے مذابح تو ایک خاص حیثیت رکھتے ہیں۔ ادعائی قانون و حکومت کی تاویلات و توجیہات کے ذریعہ اس کی خونیں صورت پر چند پردے ڈال دیئے گئے ہیں۔ اس سے قطع نظر کر کے دنیا کے اور تمام خونچکاں قطعات ارضیہ پر نظر ڈالئے، اور انسانی خون کے اس سمندر کا کوئی کنارہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ڈھونڈھئے، جو نسل ہمیشہ سے آج بھی دو سال سے بہہ رہا ہے۔ پھر کیا انسان کی مذہبیت نئی ہے، اور دنیا کا اخلاقی دکھ پہلی مرتبہ ظاہر ہوا ہے؟ کیا خون کے جو سیلاب آج اس کی سطح پر بہہ رہے ہیں، ویسے ہی صدہا سیلاب اس کے نیچے خشک نہیں ہو چکے ہیں؟ اگر کسی طرح زمین کی تمام مٹی ایک جگہ جمع کی جا سکتی اور خدا کوئی فرشتہ بھیج دیتا جو اس کے ذرّوں کو دبا کر نچوڑ سکتا، تو نہیں معلوم، ایک ایک ذرہ سے خون کے کتنے قطرے ٹپکتے اور پھر پانی کے تمام سمندروں کو خون کا ایک نیا سمندر اپنے ساتھ ملا کر کس طرح سرخ کر دیتا؟

پس جو کچھ کہ آج دنیا میں ہو رہا ہے، وہ ایک بہت ہی ادنیٰ نمونہ ہے دنیا کی اس سیرۃ الیمہ کا، جس کے ظہور پر تاریخ انسانیت ابتدا سے ماتم کرتی آئی ہے اور کرتی رہے گی۔ فراعنۂ مصر کے شخصی استبداد اور ظلم شاہیوں کی حکایتیں عہد عتیق میں بیان کی گئی ہیں، اور قرآن کریم نے بنی اسرائیل پر اپنی نعمتوں کا اظہار کرتے ہوئے ان کا تذکرہ کیا ہے، کیونکہ اس کا سب سے بڑا فضل اپنے بندوں پر یہ ہے کہ انھیں ظالم حاکموں کے پنجۂ قہر سے رہائی دلائے۔

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ	اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے تم کو خاندان
يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ	فرعون کے ظلم و ستم سے نجات دلائی،

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ (۲: ۲۷) جو تم کو سخت سے سخت عذابوں میں مبتلا کرتے تھے۔ تمھاری اولاد کو تو ذبح کر دیتے مگر تمھاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تاکہ ان کو ذلیل ورسوا کریں۔ یقیناً تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھارے لئے اس میں صبر و استقامت کی بہت بڑی آزمائش تھی۔

لیکن کتنے فرعون ہیں جو اس دنیا کے ہر دور زماں میں انسانی خون کے سیلاب پر اپنا تخت حکمرانی بچھا چکے ہیں؟ اور بنی اسرائیل کی غلامی و مظلومی سے بڑھ کر کتنی ہی مظلوم و محکوم قومیں گذر چکی ہیں اور موجود ہیں جن کی لاشوں کے ڈھیر پر حاکمانہ "رعب و عظمت" کے محل تعمیر کئے گئے ہیں؟

باغ عدن کا سانپ

دنیا میں انسانی حکمرانی کا گھمنڈ ہمیشہ انسانی معصیت کا سب سے بڑا مبدا، اور بانی رہا ہے۔ اور اگر دنیا کی کوئی صورت ہے تو اس کے چہرے سے اس داغ کی سیاہی کبھی نہیں ڈھل سکتی۔ دنیا کی تمام دردانگیز مصیبتیں اسی کے سائے تلے سے نکلی ہیں، اور انسان کی بربادی کا وہ خونخوار سانپ، جس کو آدم کے ساتھ باغ عدن سے نکالا گیا تھا، جب وہاں سے نکلا، تو اس نے اسی کے نیچے اپنا گھر بنایا۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نیا قطرۂ خونیں

یہ ہمیشہ ہوا ہے اور شاید ہمیشہ ہوگا۔ دنیا کی بہت سی خوشیاں نئی ہیں، مگر اس کا ماتم ایک بھی نیا نہیں۔ اس تمام خون کو جو اس کی آنکھوں کے سامنے بہہ چکا ہے، اگر جمع کیا جائے، تو ایک طوفان خیز سمندر ہوگا، جس میں لکڑی کی کشتیوں کی جگہ انسانی لاشوں کے ڈھیر ہر طرف تیرتے نظر آئیں گے۔

پھر آج جن واقعات پر ہم ماتم کر رہے ہیں، ان کی حیثیت اس سمندر خونیں کے سامنے اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ چند نئے سرخ قطرے تھے جو اس کی موجوں میں ڈال دئے گئے؟

۳ راگست کو کانپور میں جو کچھ ہوا، وہ بھی ایک قطرۂ خونیں تھا جو اس سمندر میں ڈال دیا گیا ہے۔

اسلامی خون کی قیمت

یہ مسلمانوں کا خون تھا لیکن اس خون کی بھی اب زمین کی سطح پر کیا کمی رہی ہے کہ اس کو نادر و عجیب سمجھا جائے؟

ممکن ہے کہ چھٹی صدی عیسوی میں اس خون کی دنیا میں کمی رہی ہو، جب (بدر) کے کنارے تین سو تیرہ بے سروسامان مسلمان، پچاس کم ایک ہزار مغرور و قومی دشمنوں کے مقابلے میں بھی اپنا خون محفوظ رکھتے تھے، اور چودہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مسلمانوں کا اگر خون بہتا بھی تھا تو اس حالت میں کہ ۷۰ دشمنوں کی لاشیں میدان جنگ میں تڑپ چکی تھیں اور اتنی ہی تعداد مشکیں کسی ہوئی سامنے تھی! ممکن ہی کہ مسلمانوں کا خون اس وقت کمیاب ہو، جبکہ (احد) کے دامن میں تین ہزار دشمنوں کے نرغے میں، جن میں ۱۲ سو شتر سوار اور ۷ سو آہن پوش خون آشام تھے، صرف ۷ سو مسلمان پھنس گئے تھے، اور جب کہ حضرت (انس) نے ستر زخم کھا کر اپنی گردن کا خون زمین کے حوالے کیا تھا!

جنگ قادسیہ کا وہ معرکۂ اغواث جس میں دشمن کے پورے ایک دستے کے مقابلے میں تنہا ایک مسلمان کی تلوار کافی ہوتی تھی اور ہر صدائے تکبیر بلند کرنے والی زبان اس وقت تک خاموش نہ ہوتی تھی، جب تک کم از کم اپنے خون کے چند قطروں کے معاوضے میں دشمنان حق والہ کے خون کا ایک سیلاب عظیم اپنے سامنے نہ دیکھ لیتی تھی، تو یقیناً وہ ایک وقت تھا، جو مسلمانوں کے خون کی قیمت تبلا سکتا تھا۔

وہ (لیلۃ الہریر) کا معرکۂ عظیم، جس میں مسلمانوں کا صرف آلات آہنی ہی سے مقابلہ نہ تھا بلکہ حریفان کارواں کا ہر سپاہی بھی غرق فولاد و پیکر آہن تھا، تاریخ کے صفحوں پر آج بھی فرزندان اسلام کے خون کی قیمت تبلا سکتا ہے۔ جبکہ ایک تنہا (قعقاع) نے مست و خونخوار ہاتھیوں کے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

غول کے ساتھ یہی تن دشمنوں کے غول کو بھی خاک وخون میں تڑپا دیا تھا، اور پھر بھی اس کے خون کی پوری قیمت نہیں ملی تھی۔

جبکہ ۶۳۵ء میں رومیوں کے عظیم الشان مشرقی مرکز یعنی "حمص" کی طرف تنہا وجریدہ ایک مسلمان تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھے بڑھ رہا تھا اور وہ دروازۂ شہر کی ایک پوری فوجی جمعیت پر بے باکانہ حملہ آور ہوا تھا، تو اسلامی خون کی حرمت وعظمت پر یقیناً زمین کی مٹی کا ایک ایک ذرہ شہادت دے سکتا تھا۔ وہ پہنچا، اور تن تنہا اس بے جگری سے دشمنوں پر ٹوٹا کہ شہر سے بھاگ کر تمام عیسائیوں نے (دار مسجل) میں پناہ لی، حالانکہ اس کی فاتح تلوار کسی دوسری تلوار کی شرمندۂ اعانت وشرکت نہ ہوئی تھی!

جبکہ ایک پورا شہر، ایک پوری فوج، ایک بہت بڑی فوج کی چھاؤنی اپنا پورا خون دے کر بھی ایک مسلم ومومن کے خون کو بہ مشکل خرید سکتی تھی، تو ضرور اس وقت یہ خون قیمتی، اور اس کی روانی بہت نادر تھی۔

(یرموک) کے میدان میں مسلمانوں کا خون ضرور قیمتی تھا، جبکہ جان فروشانِ توحید کے سامنے خطبا‌ءِ جنگ کی یہ صدائیں بلند ہو رہی تھیں کہ:۔

الله الله! انکم زاد العرب و انصار الاسلام وانهم زادة ... "اللہ اللہ! تم لوگ فرزند عرب ہو اور اسلام کے انصار وحامی، اور تمھارے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

الروم وانصار المشرك! اللّٰھم دشمن رومی ہیں اور شرک کے مددگار! پھر ان ھذا یوم من ایامك اللّٰھم یہ کیوں ہو کہ تم ان سے خائف ہو؟ خدایا انزل نصرك علیٰ عبادك المومنین آج کا دن تیری عزت وعظمت کے دنوں میں سے ہے۔ اپنی نصرت کی غیبی مدد اپنے مومن بندوں کے لئے بھیج دے!

اس وقت مسلمانوں کا خون کیوں نہ قیمتی ہوتا، جب اسی یرموک کے میدان میں عکرمہ بن ابوجہل اپنے ساتھ صرف چار سو مجاہدین جاں فروش کو لے کر چار ہزار رومیوں کی لاشوں کا ڈھیر لگا دیتا اور پھر جان دیتا کہ اسلام کا خون رائیگاں نہ گیا؟ اس معرکہ میں ایک تنہا (شرجیل) کا یہ حال تھا کہ چاروں طرف سے ہزاروں دشمنوں کی تلواریں پڑ رہی تھیں، مگر پھر بھی زمین کو اس کے خون کا ایک قطرہ نصیب نہیں ہوتا تھا کیونکہ اس کے خون کے لئے اس سے بھی زیادہ قیمت کی ضرورت تھی!

ہاں، جبکہ رومی اسلامی سرحد کے انتہائی حصے میں ایک بڑھیا مسلمان کی صدا بغداد کے تخت پر (معتصم) کو مضطرب کر دیتی تھی، اور اس کی فریاد کا جواب دینے کے لئے ساٹھ ہزار تشنگان خون کو ساتھ لے کر، جوش واضطراب کے پروں سے اڑتا ہوا رومیوں کے سر پر گرتا تھا، تو اس وقت اس خون کی قیمت یقیناً بہت گراں تھی، اور ایک مسلمان بڑھیا کی فریاد کے معاوضے میں روم کی ہزارہا سالہ عظمت وابہت طلب کی جاتی تھی!!

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دنیا طغیان و فساد میں مبتلا تھی، نوعِ انسانی باہمی کشت و خونریزی میں ہلاک ہو رہی تھی، پس مسلمان بھیجے گئے تھے تاکہ ان کا، جو انسان کے خون کی عزت سے انکار کرتے ہیں، خون بہائیں اور بندگانِ الٰہی کا خون محفوظ ہو۔ پس وہ اس لئے آئے تھے کہ خون بہائیں، اس لئے نہ تھے کہ ان کا خون بہایا جائے۔ اسلام نے ان کو زندگی اور قوت دی تھی، موت اور زخم اوروں کے حصے میں آئے تھے۔ ان کے خون کا ایک ایک قطرہ ملکوں اور قوموں کا خون طلب کرتا تھا۔ اگر ان کے جسم پر ایک زخم لگتا تھا تو انسانی جبروت و جلال کے بڑے بڑے تخت الٹ دیئے جاتے تھے۔

ان کے ہاتھ میں تلوار تھی، جس کی خون آشامی سے انسانی وحشت و خوں ریزی کی خون آشامی پناہ مانگتی تھی، لیکن ان کو کسی تلوار کی چمک کا ڈر نہ تھا۔ وہ خدا سے ڈرنے والے تھے، اس لئے خدا کی زمین بھی ان سے لرزتی تھی۔

"لَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ" کے وہ مخاطب تھے، اور لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا کی الٰہی تسکین نے ان کے دلوں سے خوف و خطر ہمیشہ کے لئے دور کر دیا تھا۔ ان کا خون صرف اللہ کی راہ میں بہتا تھا، اور خدا کبھی پسند نہیں کر سکتا کہ جو خون اس کے نام کی عزت سے مقدس کیا جائے، وہ اس کی زمین پر ارزاں قیمتوں پر فروخت ہو جائے!

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

وہ کیونکر اس کو پسند کرتا؟ کیونکہ یہ تو وہ متاع عزیز تھی، جس کو خود اس نے بھی خریدنا چاہا، تو نعائم جنت کی سرمدی خوشیوں اور راحتوں سے کم میں اس کی قیمت نہ چکی۔

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ!

اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو خرید لیا تاکہ اس کے معاوضے میں انھیں حیات بہشتی کی دائمی زندگی عطا فرمائے۔ کیونکہ وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں، اور پھر کبھی اس کے دشمنوں کو قتل کرتے ہیں، اور کبھی خود اسکی راہ میں مقتول ہو جاتے ہیں۔

ایں بیع را کہ روز ازل با تو کردہ ایم!
اصلا دراں حدیث اقالہ نمی رود!

یہاں جنت کا ذکر کیا گیا مگر فی الحقیقت پوچھئے تو اس خون کی قدر وقیمت تو اس سے بھی ارفع و اعلیٰ تھی۔ جن مجاہدین حق وجاں نثاران راہ الٰہی کے دلوں میں اللہ کے عشق و محبت کا گھر ہو، ان کی قیمت جنت نہیں ہو سکتی، کیونکہ وہ تو جنت کے نہیں بلکہ رب الجنت کے طلبگار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس آیت میں "انفسھم" فرمایا قلوبھم نہ کہا۔ کیا یہ معاوضہ نفس وجان کا ہے، دل کا نہیں ہے۔ دل کا معاوضہ اگر ہو سکتا ہے تو جنت کا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نظارہ نہیں بلکہ خود پروردگار جنت کا قرب و وصال ہے۔ اور تلاش کیجئے
تو اصلی قیمت اس خون کے بیچنے والوں کو ملی بھی یہی تھی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّہِمْ یُرْزَقُوْنَ ۰ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِہِمْ مِّنْ خَلْفِہِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

"جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے، انکو مُردوں میں شمار نہ کرو۔ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس شربت وصال سے سیراب اور غذائے قربُ اتصال سے رزق اندوز ہیں۔ اللہ نے اپنے فضل سے ان کو جو مقامات و مدارج عالیہ عطا کئے، ان سے شاد کام رہتے ہیں اور اپنی اس حالت سے ان لوگوں کو، جو ان سے پیچھے رہ گئے ہیں اور ان سے ملے نہیں، بشارت دے رہے ہیں کہ اللہ کی راہ میں بڑھنے کے لئے جلدی کرو۔ ان کے لئے کوئی خوف نہیں اور نہ کسی طرح کا حزن و ملال ہے!!

حضرت امام (جعفر صادق) علیہ وعلی اجدادہ وآبائہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی مقام کی طرف اشارہ کیا تھا، جبکہ فرمایا:-

یا ابن آدم! اعرف قدر نفسك فان اللہ تعالٰی عرفك قدرك ولم یرض ان یکون لك ثمن

لوگو! اپنے نفس کی قدر و قیمت پہچانو۔ اور یہ تو وہ متاع گرانمایہ ہے کہ اللہ نے اسکی قدرشناسی کی اور اس کے معاوضے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

غَیْرَ الْجَنَّۃِ ! میں جنت سے کم قیمت کے ملنے پر راضی نہ ہوا۔

وفی المثنوی المعنوی

کلّہٗ کہ ہیچ خلقش ننگرد — از خلافت آں کریم آں را خرد

ہیچ قلبے پیش او مردود نیست — زانکہ قصدش از خریدن سود نیست

خویشتن را آدمی ارزاں فروخت — بردا طلس خویش را بر دلق دوخت

فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۔ پس مسلمانو! اپنے جان و مال کے اس سودے پر جو تم نے خدا سے کیا ہے، خوش ہو، کہ فی الحقیقت یہ بڑی ہی کامیابی تھی جو تمھیں پیش گاہ الٰہی سے حاصل ہوئی۔

ولکن شتان ما بین الیوم والامس

غرضکہ ایک زمانہ تھا، جب دنیا میں ان کے خون سے بڑھ کر اور کوئی شے کمیاب و گراں نہ تھی، مگر اب تو دریا کا پانی قیمتی ہے، مگر مسلمانوں کے زخموں کا خون بہت ارزاں ہو گیا ہے۔ خاک کے سنگریزے ٹھکرانے کے لئے نہیں ملیں گے مگر پرستاران توحید کی لاشیں ٹھوکریں کھانے کے لئے ہر جگہ موجود ہیں۔ جنگل میں درختوں کے پتے جھومتے ہوئے نظر آتے ہیں مگر اس سے زیادہ مسلمانوں کی لاشیں تڑپتی ہوئی دکھائی دیں گی۔

دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا، جہاں ہمارا خون اپنی قیمت طلب نہ کرتا ہو،

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مگر آج بازار جہاں میں اس جنس کس مخر کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ چشم انسانیت کو دو آنسوؤں کی قیمت دینا بھی گوارا نہیں۔ اللہ اللہ! یہ وہی خون ہے جس کے معاوضے میں کبھی روم و ایران کے تخت خریدے جاتے تھے! مگر

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ! (۸ : ۵۱)

یہ تغیر حالت خود انھوں نے اپنے ہاتھوں مول لیا، ورنہ اللہ تو اپنے بندوں کے لئے کبھی ظالم نہیں ہو سکتا۔

خدا کے ہاں قیمتیں بڑھائی جاتی ہیں بڑھا کر گھٹانا اس کی شان کریمی سے بعید ہے۔ وہ خون، جس کے معاوضے میں اپنے قرب و وصال کی قیمت دیکر اسے متاع کونین سے افضل و اعلیٰ کر چکا تھا، ممکن نہ تھا کہ اسی کی دنیا میں اس قدر بے قدر ہو جائے کہ مٹی کی ٹھکریاں قیمت دیکر ملیں مگر مسلمانوں کی خون کی کوئی قیمت ہی نہ ہو؟ لیکن اس کو کیا کیجئے کہ خود ہم ہی نے اپنے تئیں قدر و قیمت کا مستحق ثابت کیا تھا، اور ہم ہی ہیں کہ آج اس کی قدر و قیمت کو اپنے ہاتھوں کھو بیٹھے ہیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (۸ : ۵۵)

"اس لئے کہ جو نعمت خدا نے کسی قوم کو دی ہو پھر وہ کبھی واپس نہیں لی جاتی، تا آں کہ خود وہ قوم اپنی صلاحیت اور قابلیت کو بدل نہ ڈالے اور بے شک

اللہ تم سب کی باتوں کو سنتا اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے"

پس جس خون کے آج دنیا کے تمام حصوں میں دریا رواں ہیں، اگر ۳ اگست کو کانپور میں اس کے چند فوارے کچھ دیر کے لئے بلند ہوگئے تو کونسی اچنبھے کی بات ہے؟ دریا کی موجوں میں قطروں کو کون پوچھتا ہے، اور ہم جو مسلمانان عالم سے خون کی قربانیوں کا نظارہ حاصل کر رہے ہیں خود بھی اس نظارے کے پیش کرنے سے کیوں عاجز رہتے؟ یہ سچ ہے کہ طرابلس کی خونیں موجوں کے مقابلے میں ہمارے پاس چند قطروں سے زیادہ نہیں، یہ بھی ضرور ہے کہ ایران کی سولیوں کا جواب اگر ہم سے مانگا جائے تو ہم ابھی کچھ نہیں بتلا سکتے، اس میں بھی شک نہیں کہ مقدونیا کی آتش زدہ آبادیوں، خون کے سیلابوں، اور انسانی لاشوں کے بسے ہوئے شہروں کے مقابلے میں ہمارا جیب ماتم ابھی بالکل خالی ہے۔ تاہم ہماری شرمندگی مٹ گئی کہ ہمارے پاس خون کے بھرے ہوئے حوض نہیں تو چند چلو ضرور ہیں، جن سے اپنے چہروں کی بے دردی اور بے حسی کی سفیدی چھپا سکتے ہیں، اور خون سے منہ دھو کر اس قابل ہو سکتے ہیں کہ عالم اسلامی کی مجلس خونیں میں شریک ہو سکیں۔

آج تین سال سے تمام عالم اسلامی سوگ میں ہے۔ مسلمانان ہند کے پاس دل و جگر کے ٹکڑے تھے مگر زخموں سے بہا ہوا خون نہ تھا اس ماتم کدہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مقدس ہیں، جہاں شہدا، کی پاک روحیں خدا کی آغوش سے نکل کر اپنے ماتم گذاروں کا آہ وفغاں سننے کے لئے آئی ہوئی تھیں، بلغیر خون سے وضو کئے ہوئے کیونکر شریک ہو سکتے تھے؟ (رابعہ بصریہ) نے ایک موقعہ پر کہا تھا:۔

رکعتان فی العشق لا یصح — نماز عشق کی دو رکعتیں، جو ادا نہیں ہو سکتیں

وضوء هما الا بالدم؛ — جب تک کہ خون سے وضو نہ کیا جائے۔

پس اگست کی تیسری تاریخ پیغام شہادت لے کر آئی تاکہ مسلمانان ہند کی اس شرمندگی کو مٹا دے، اور ہم ممنون ہیں بالقابلہ کے، جن کی بدولت دو چار کوزے خون کے ہم نے بھی بھر لئے۔

دعا کنید بوقت شہادتم او را!
کہ این دیت کہ در ہاۓ آسمان باز است

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بصائر و حکم

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

۱- عشرۂ محرم الحرام	الہلال ۱۰ر دسمبر سنہ ۱۳ء
۲- ماہ ربیع الاوّل	البلاغ ۲۱ر جنوری سنہ ۱۶ء
۳- ماہ مقدس	الہلال ۵ر اگست سنہ ۱۴ء
۴- لیلۃ القدر	" ۱۲ر " سنہ ۱۴ء
۵- عید الفطر	" ۱۵ر ستمبر سنہ ۱۲ء
۶- عید الاضحیٰ	" ۲۱ر - ۲۷ر نومبر سنہ ۱۲ء
	" ۴ر - ۱۱ر دسمبر سنہ ۱۲ء
۷- یوم الحج	" ۲۱ر اکتوبر سنہ ۱۴ء

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

عشرہ محرمُ الحرام

شمع ہا بردہ ام از صدق بخاک شہدا　　تا دل و دیدۂ خونابہ فشانم دادند

آیئے، سب سے پہلے آج ایک بھولی ہوئی صحبت ماتم کو پھر تازہ کریں۔ کتنے دن گذر گئے کہ راہ و رسم ماتم و شیون سے نا آشنا ہیں۔ نہ صدائے ماتم کی فغاں سنجی ہے اور نہ چشم خونبار کی اشک افشانی۔ کاروبار غم کی رونق افسردہ ہو چلی ہے اور روز بازار درد کی چہل پہل مدت سے موقوف ہے۔

نہ داغ تازہ می خارد، نہ زخم کہنہ می کارد　　بدہ یارب دلے کیں صورت بیجاں نمی خواہم

طرابلس کے خون آلودہ ریگستان کو اگر لوگوں نے بھلا دیا، مشہد مقدس[لہ] اور

لہ روسیوں کی گولہ باری کی طرف اشارہ ہے۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تبریز[۵۱] کا قصۂ الم اگر ذہنوں سے محو ہو گیا، مقدونیا اور البانیہ[۵۲] کے تازہ ترین افسانہ ہائے خونیں اگر فکروں سے فراموش ہو گئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ارباب درد و غم کے لئے ایک ایسی داستان الم صدیوں سے موجود ہے جو کبھی بھلائی نہیں جا سکتی اور اگر لوگ اسے بھلا بھی دیں تو بھی ہر سال چند ایسے ماتم آلود دن تازگی زخم کہن کے لئے آموجود ہوتے ہیں جو از سر نو ایکہزار ڈھائی سو برس پیشتر کے ایک حادثۂ عظیمہ کی یاد پھر سے تازہ کر دیتے ہیں! میرا اشارہ حادثۂ ہائلہ کیری یعنی شہادت حضرت سید الشہدا علیہ وعلیٰ اجدادہٖ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہے۔ عظم اللہ اجورنا بمصابئنا۔

دفتست کہ در زیج و خم نوحہ سرائی — سوز دنفس نوحہ گراز تلخ نوائی!
دفتست کہ آن پردگیاں کز رہ تعظیم — بر درگہ شاں کردہ فلک ناصیہ سائی!
از خیمۂ آتش زدہ عریاں بدرایند — چوں شعلہ دخاں بر سر شاں کردہ ردائی
جانہا ہمہ فرسودۂ تشویش اسیری — دلہا ہمہ خوں گشتۂ اندوہ رہائی!
تنہاست حسین ابن علی در صف اعدا — اکبر تو کجا رفتی و عباس کجائی؟

سچ یہ ہے کہ جن مردہ دلوں کو زندگی کے لئے سوز و تپش کی ضرورت ہو، جن ارباب درد کو روح کی راحت کے لئے جسم کے ماتم کی تلاش ہو، جنکی زبانیں

---

[۵۱] روسیوں نے وطن پرست ایرانیوں کو پھانسیاں دیں اس طرف اشارہ ہے۔

[۵۲] جنگ بلقان کی طرف اشارہ ہے۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

آہ و فغاں کو محبوب اور جن کی آنکھیں خونابہ فشانی کو اپنا مطلوب و مقصود سمجھتی ہوں، ان کی صحبت ماتم و الم کی رونق کے لئے یہی افسانہ اتنا کچھ سامان غم اپنے اندر رکھتا ہے کہ اگر خون کے بڑے بڑے سیلاب سمندروں کی روانی سے بہہ جائیں اور بے شمار لاشوں کی تڑپ سے زمین کے بڑے بڑے قطعات یکسر جنبش میں آجائیں جب بھی ان کی نذر حال اس الہام سرائی سے قاصر رہے گی جو اس کے ایک ایک لفظ کے اندر سے توجیہہ فرماتے عبرت و بصیرت ہے۔

لیکن آہ! کتنے دل ہیں جنھوں نے اس واقعہ کو اس کے حقیقی بصائر و معارف کے اندر دیکھا ہے؟ اور کتنی آنکھیں ہیں جو حسینؑ ابن علیؑ شہید پر گریہ و بکا کرتے ہوئے اس اسوۂ حسنہ کو بھی سامنے رکھتے ہیں جو اس حادثہ عظمیٰ کے اندر موجود ہے۔

فی الحقیقت یہ حق و صداقت، آزادی و حریت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ایک عظیم الشان انسانی قربانی تھی جو صرف اس لئے ہوئی تاکہ پیروان اسلام کے لئے ایک اسوۂ حسنہ پیش کرے۔ اور اس طرح جہاد حق و عدالت اور اس کے ثبات و استقامت کی ہمیشہ کے لئے ایک مکمل ترین مثال قائم کر دے پس جو بے خبر ہیں ان کو رونا چاہیئے۔ ان لم تبکوا فتباکوا اور جو روتے ہیں ان کو صرف رونے ہی پر اکتفا نہ کرنا چاہیئے۔ ان کے سامنے سید الشہداء نے اپنی قربانی کا ایک اسوۂ حسنہ پیش کر دیا ہے، اور کسی ادعا کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ محبت

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

حسین کی مدعی ہو جب تک کہ اسوۂ حسینی کی مطابقت کا اپنے اعمال کے اندر سے ثبوت نہ دے۔

دنیا میں ہر چیز مرجاتی ہے کہ فانی ہے مگر خون شہادت کے ان قطروں کے لئے جو اپنے اندر حیات الہیہ کی روح رکھتے ہیں کبھی بھی فنا نہیں۔

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

لیکن افسوس کہ شرح و بسط کے لئے اس وقت متعدد نہیں صرف چند مجمل اشارات پر اکتفا کروں گا!

تو خود حدیث مفصّل بخواں ازیں مجمل

(۱) سب سے پہلا نمونہ جو یہ حادثۂ عظیمہ ہمارے سامنے پیش کرتا ہے، دعوت الی الحق، اور حق و حریت کی راہ میں اپنے تئیں قربان کرنا ہے۔ بنی امیہ کی حکومت ایک غیر شرعی حکومت تھی، کوئی حکومت جس کی بنیاد جبر و شخصیت پر ہو کبھی بھی اسلامی حکومت نہیں ہو سکتی۔ انھوں نے اسلام کی روح حریت و جمہوریت کو غارت کیا اور مشورہ و اجماع امت کی جگہ محض غلبۂ جابرانہ اور مکر و خدع پر اپنی شخصی حکومت کی بنیاد رکھی۔ ان کا نظام حکومت شریعت الہیہ نہ تھا بلکہ محض اغراض نفسانیہ و مقاصد سیاسیہ۔ ایسی حالت میں ضرور تھا کہ ظلم و جبر کے مقابلہ کی ایک مثال قائم کی جاتی اور حق و حریت کی راہ میں جہاد کیا جاتا۔
حضرت سید الشہداء نے اپنی قربانی کی مثال قائم کرکے مظالم بنی امیہ کے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

خلاف جہاد حق کی بنیاد رکھی اور جس حکومت کی بنیاد ظلم و جبر پر تھی اس کی اطاعت و وفاداری سے انکار کر دیا۔ پس یہ نمونہ تعلیم کرتا ہے کہ ہر ظالمانہ و جابرانہ حکومت کا علانیہ مقابلہ کرو اور کسی ایسی حکومت سے اطاعت و وفاداری کی بیعت نہ کرو جو خدا کی بخشی ہوئی انسانی حریت و حقوق کی غارت گر ہو اور جس کے احکام مستبدہ و جائزہ کی بنیاد صداقت و عدالت کی جگہ جبر و ظلم پر ہو۔

(۲) مقابلے کے لئے یہ ضرور نہیں کہ تمھارے پاس قوت و شوکت مادی کا وہ تمام ساز و سامان بھی موجود ہو جو ظالموں کے پاس ہے۔ کیونکہ حسینؑ ابن علیؑ کے ساتھ چند ضعفاء و مساکین کی جمعیت قلیلہ کے سوا اور کچھ نہ تھا حق و صداقت کی راہ نتائج کے فکر سے بے پرواہ ہو۔ نتائج کا مرتب کرنا تمھارا کام نہیں یہ اس قوت قاہرہ عادلۂ الہیہ کا کام ہے جو حق کو باوجود ضعف و فقدان انصار کے کامیاب و فتح مند کرتی اور ظلم کو باوجود جمعیت و عظمت دنیوی کے نامراد نگونسار کرتی ہو کَمۡ مِّنۡ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتۡ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذۡنِ ٱللَّهِ

ایسے موقعوں پر ہمیشہ مصلحت اندیشوں کا خیال دامنگیر ہوتا ہو۔ جو فی نفسہ اگرچہ عقل و دانائی کا ایک فرشتہ ہی لیکن کبھی کبھی شیطان رجیم بھی اس کے بھیس میں آکر کام کرنے لگتا ہو۔ نفس خادع حیلہ تراشیاں کرتا ہے کہ صرف اپنے تئیں کٹوا دینے اور چند انسانوں کا خون بہا دینے سے کیا حاصل؟ توپ و تفنگ اور تخت و سلطنت کا مقابلہ کس نے کیا ہو کہ ہم کریں؟

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

آخری سوال کا جواب میں دے سکتا ہوں۔ تاریخ عالم کی صد ہا امثال مقدسہ محترمہ جہاد سے قطع نظر، تمہارے سامنے خود مظلوم کربلا کی مثال موجود ہے۔ تم کہتے ہو کہ چند انسانوں نے حکومتوں کی قوتوں اور ساز و سامان کا مقابلہ کب کیا ہو کہ کبھی بھی کیا جائے؟ میں کہتا ہوں کہ حسینؑ ابن علیؑ نے صرف بہتر یا باسٹھ بھوکے پیاسے انسانوں کے ساتھ اس عظیم الشان حکومت قاہر و جابر کا مقابلہ کیا جس کے حدود سلطنت ملتان اور سرحد فرانس تک پھیلنے والے تھے۔ اور گو یہ سچ ہے کہ اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے دل کے ٹکڑوں کو بھوک اور پیاس کی شدت سے تڑپتے دیکھا اور پھر ایک ایک کر کے ان میں سے ہر وجود مقدس خاک و خون میں تڑپا اور جان بحق تسلیم ہوا، اور یہ بھی سچ ہے کہ وہ دشمنوں سے نہ تو پینے کے لئے پانی چھین سکا اور نہ زندہ رہنے کے لئے اپنی غذا حاصل کر سکا، اور اس میں بھی شک نہیں کہ بالآخر سر سے لے کر پیر تک وہ زخموں سے چور ہوا اور اس خلعت شہادت لالہ گوں سے آراستہ ہو کر تیار ہوا تا اس کرشمہ ساز عجائب کے حریم وصال میں پہنچے، جو دوستوں کو خاک و خون میں تڑپاتا اور دشمنوں کو مہلت دیتا ہے۔

ادیں وصالہ ویریں قتلی!

تاہم فتح اس کی تھی اور فیروزمندی و کامرانی کا تاج صرف اسی کے زخم خوردہ سر پر رکھا جا چکا تھا۔ وہ تڑپا اور خاک و خون میں لوٹا پر اپنے اس خون

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کے ایک ایک قطرہ سے جو عالم اضطراب میں اس کے زخموں سے ریگ و سنگ پر بہتا
تھا، انقلاب و تغیرات کے وہ سیلاب ہائے آتشیں پیدا کر دئے جن کو نہ تو مسلم بن عقبہ
کی خون آشامی روک سکی، نہ حجاج کی بے امان خونخواری، اور نہ عبد الملک کی تدبیر و
سیاست۔ وہ بڑھتے اور بھڑکتے ہی رہے۔ ظلم و جبر کا پانی تیل بن کر ان کے شعلوں
کی پرورش کرتا رہا، اور حکومت و تسلط کا غرور ہوا بن کر ان کی ایک ایک چنگاری
کو آتشکدہ سوزاں بناتا رہا۔ یہاں تک کہ آخری وقت آگیا اور جو کچھ کہ سنہ ۶۱ھ
میں کربلا کے اندر ہوا تھا وہ سب کچھ سنہ ۱۳۲ھ میں نہ صرف دمشق بلکہ تمام عالم اسلامی
کے اندر ہوا۔ صاحبان تاج و تخت خاک و خون میں تڑپے، ان کی لاشیں گھوڑوں
کے سُموں سے پامال کی گئیں، فتح مندوں نے قبریں تک اکھاڑ ڈالیں اور مردوں
کی ہڈیوں تک کو ذلت و حقارت سے محفوظ نہ چھوڑا اور اس طرح وسیعلم
الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون کا پورا پورا ظہور ہوا۔

پھر کیا یہ سب کچھ جو ہوا، وہ محض ابراہیم عباسی کی دعوت اور ابو مسلم
خراسانی کی خفیہ ریشہ دوانیوں ہی کا نتیجہ تھا؟ کیا یہ اسی خون کا اعجاز نہ تھا
جو فرات کے کنارے بہایا گیا تھا؟ پھر یہ فتحمندی تو یہ حسب ظاہر ہے جس کے نتائج
کے لئے ایک صدی کا انتظار کرنا پڑا ورنہ فی الحقیقت مظلومیت کا خون جس وقت
بہتا ہے اسی وقت اپنی معنوی فتح مندی حاصل کر لیتا ہے۔

(۳) بہر حال یہ تو حق و صداقت کی قربانیوں کے نتائج ہیں جو کبھی ظاہر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ہوئے بغیر نہیں رہتے لیکن حضرت سیدالشہدار کا اسوۂ حسنہ تبلاتا ہو کہ تم ان نتائج کی ذرا بھی پروا نہ کرو۔ اگر ظالم اور جابرانہ حکومت کا وجود ہے تو اس کے لئے حق کی قربانی ناگزیر ہے اور اسے ہونا ہی چاہیئے۔ تعداد کی قلت و کثرت یا سامان و وسائل کا فقدان اس پر موثر نہیں ہو سکتا۔ اور ظلم کا صاحب شوکت و عظمت ہونا اس کے لئے کوئی الٰہی سند نہیں ہو کہ اس کی اطاعت ہی کر لی جائے۔ ظلم خواہ ضعیف ہو خواہ قوی ہر حال میں اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے، کیونکہ وہ ظلم ہے، اور حق و صداقت ہر حال میں یکساں اور غیر متزلزل ہو۔

(۴) حق و عدالت کی رفاقت کی آزمائشیں زہرہ گداز اور شکیب ربا ہیں قدم قدم پر حفظ جان و ناموس اور محبت فرزند و عیال کے کانٹے دامن کھینچتے ہیں لیکن یہ اسوۂ حسنہ مومنین مخلصین کو درس دیتا ہے کہ اس راہ میں قدم رکھنے سے پہلے اپنی طلب و ہمت کو اچھی طرح آزمالیں، نہ ہو کہ چند قدموں کے بعد ہی ٹھوکر لگے۔

جرم را ایں عقوبت ہست و استغفار نیست

اس قتیل جادۂ حق و صداقت کے چاروں طرف جو کچھ تھا، اس کا اعادہ ضروری نہیں کہ سب کو معلوم ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی آزمائشوں کے متعدد درجے بیان کئے ہیں۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ — اللہ تعالیٰ تمھیں آزمائشوں میں ڈالے گا

وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ وہ حالت خوف وہراس بھوک اور پیاس،
الْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ نقصان مال وجان اور ہلاکت اولاد و
الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ ؕ اقارب میں مبتلا کر کے، تمہارے صبر واستقامت
مُّصِیْبَۃٌ، قَالُوْا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن کو آزمائے گا، پس اللہ کی طرف سے بشارت
واستقامت کا یہ حال ہے کہ جب مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں تو اپنے تمام معاملات کو یہ کہہ کر
اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خوف وہراس، بھوک، پیاس، نقصان اموال ومتاع، قتل نفس و اولاد
یہی چیزیں انسان کے لئے اس دنیا میں انتہائی مصیبت ہوسکتی ہیں، اس لئے
انہی چیزوں کو راہ الٰہی کے لئے آزمائش قرار دیا گیا۔

لیکن مظلوم کربلا کے سامنے یہ تمام مرحلے ایک ایک کر کے موجود تھے۔ وہ
ان تمام مصائب سے ایک لمحہ کے اندر نجات پاکر آرام وراحت اور شوکت وعظمت
حاصل کر سکتا تھا اگر حکومت ظالمہ کی وفاداری و اطاعت کا عہد کر لیتا، اور حق وصداقت
سے روگردانی کے لئے مصلحت وقت کی تاویل پر عمل کرتا، پر اس نے خدا کی مرضی
کو اپنے نفس کی مرضی پر ترجیح دی، اور حق کا عشق، زندگی اور زندگی کی محبتوں پر
غالب آگیا۔ اس نے اپنا سر دے دیا کہ انسان کے پاس حق کے لئے یہی ایک
آخری متاع ہے، پر اطاعت و اقرار وفاداری کا ہاتھ نہ دیا جو صرف حق وعدالت
ہی کے آگے بڑھ سکتا تھا۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اللہ، واللہ رءوفٌ بالعباد

(۶) سب سے بڑا اسوۂ حسنہ کہ اس حادثۂ عظمہ کی لسان حال اس کی ترجمانی کرتی ہے، راہ مصائب و جہاد حق میں صبر و استقامت اور عزم و ثبات ہو کہ:-

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا دوسری جگہ کہا فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ

روئے گشادہ باید و پیشانی فراخ　　آنجا کہ لطمہ ہائے یداللہ می زنند

فی الحقیقت اس شہادت عظمہ کی سب سے بڑی مزیت و خصوصیت یہ ہے کہ اپنے تمام عزیز و اقارب، اہل و عیال، اور فرزند و احباب کے ساتھ دشت غربت و مصائب میں محصور اعدا ہونا، اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے جگر گوشوں کو تشنہ عطش و جوع سے آہ و فغاں کرتے ہوئے دیکھنا پھر ان میں سے ایک ایک کی خون آلود لاش کو اپنے ہاتھوں سے اٹھانا حتیٰ کہ اپنے طفل شیر خوار کو بھی تیر ظلم و بربریت سے نخچیر پانا، مگر با ایں ہمہ راہ عشق صداقت میں جو پیمان صبر و استقامت باندھا تھا اس کا ایک لمحہ بلکہ ایک عشرہ دقیقہ کے لئے بھی متزلزل نہ ہونا، اور حق کی راہ میں جس قدر مصائب و اندوہ پیش آئیں سب کو شکر و منت کے ساتھ برداشت کرنا کہ:-

رضینا بقضاء اللہ وصبرنا علی بلائہ

پیکان ترا بجاں خریدار　　من مرہم دیگراں نخواہم

دوست کے ہاتھ سے جام زہر بھی ملتا ہی تو تشنہ کام ان زلال محبت اسے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

غیروں کے جام شہد وشکر پر ترجیح دیتے ہیں۔

اے جفا ہائے تو خوشتر ز وفائے دگراں!

آج بھی اگر گوش حقیقت نیوش باز ہو تو خاک کربلا کا ایک ایک ذرہ زمزمہ فرمائے صبر واستقامت ہے۔

شدیم خاک ولیکن بہوئے تربت ما! | تواں شناخت کزیں خاک مردمی خیزد

افسوس کہ تفصیل مطالب کا ارادہ نہیں اور وقت وگنجائش مقتضی اجمال و ایجاز اگر اس صبر واستقامت کے اسوۂ حسنہ کو دیکھنا چاہتے ہو تو خدارا اسفار تاریخ کی طرف توجہ کرو۔ صرف ایک روایت یہاں لکھوں گا تاکہ جو لوگ خاندان نبوت اور عترت حضرت رسالت کی محبت کا دعویٰ رکھتے ہیں، وہ غور کریں کہ ادعار محبت بغیر متابعت بے کار ہے۔

ان المحب لمن یحب مطیع

حضرت امام علیؑ بن الحسینؑ الشہیر بہ زین العابدینؑ کہتے ہیں۔

"جس رات کی صبح کو میدان شہادت گرم ہونے والا تھا عین اسی شب کا واقعہ ہے کہ میں بیمار پڑا تھا۔ میری پھوپھی زینب میری تیمارداری میں مصروف تھیں۔ اتنے میں حضرت امام حسین داخل ہوئے وہ چند اشعار پڑھ رہے تھے جنھیں سن کر میں سمجھ گیا کہ ان کا ارادہ کیا ہے؟ میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے اور مجھے یقین ہو گیا کہ ہم پر ابتلاء الٰہی نازل ہو گئی ہے اور اب اس سے چارہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نہیں مگر حضرت زینب ضبط نہ کر سکیں کیونکہ قدرتی طور پر عورتیں زیادہ رقیق القلب ہوتی ہیں۔ وہ ماتم کناں چلا اٹھیں کہ واحسرتا وامصیبتا! الیوم ماتت فاطمہؓ وعلیؓ وحسنؓ بن علی۔
لیکن جب حضرت حسین نے یہ حالت دیکھی تو ان کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے بہن! یہ کیا بے صبری اور کیسا جزع وفزع ہے؟ اللہ سے ڈر کہ موت یقیناً ایک آنے والی چیز ہے، اور اس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ لیکن حضرت زینب شدت غم وحزن سے مضطر تھیں، وہ دیکھ رہی تھیں کہ آنے والی صبح کن واقعات خونیں کے ساتھ طلوع ہوگی۔ فرط غم میں انھوں نے اپنا چہرہ پیٹ لیا گریبان پھاڑ ڈالا اور واویلا! واحسرتا! پکارتی ہوئی بیہوش اپنے بھائی پر گر پڑیں۔ حضرت حسین نے یہ حالت دیکھ کر ان کے منہ پر پانی ڈالا اور جب ہوش میں آئیں تو فرمایا: اے بہن یہ کیسا غم وحزن ہے جو تم کر رہی ہو؟ تمھیں چاہیئے کہ اللہ کے حکم وفرمان کے مطابق جو طریق عزا وحزن وغم ہے، اسے اختیار کرو کیونکہ میرے لئے اور ہر مسلم کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور ان کے اعمال وافعال میں اتباع اور پیروی کے لئے بہترین نمونہ ہے!"
اللہ اکبر! خاندان نبوت کے اس مرتبۂ رفیع اور اس درجۂ عظیم کو دیکھیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ کس طرح ان کے سامنے تھا اور لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کے حکم کے آگے کس طرح انھوں نے اپنے جذبات اور خواہشوں کو قربان کر دیا تھا؟ ایسے سخت اور زہرہ گداز موقع

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پر بھی اپنی بہن کا جزع و فزع انھیں گوارا نہ ہوا ، اور بجائے عام الفاظ صبر و تشفی کے فرمایا تو یہ فرمایا " فَاَنَّ لِی و لکل مسلم اسوۃ فِی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر آج کتنے مدعیان محبت اہل بیت کرام ہیں ، جو اس اسوۂ حسنہ کے اتباع کا اپنے اعمال سے ثبوت دے سکتے ہیں۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ماہ ربیع الاوّل

ولادت نبوی

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

(۱)

جب زمین پیاسی ہوتی ہے تو رب السماوات والارض پانی برساتا ہے، جب انسان اپنی غذا کے لئے بے قرار ہوتا ہے تو وہ موسم ربیع کو بھیجدیتا ہی، جب خشک سالی کے آثار چھا جاتے ہیں تو آسمان رحمت پر بدلیاں پھیل جاتی ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا، فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ کَیْفَ یَشَآءُ

وہ خدا ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہی اور ہوائیں بادلوں کو اپنی جگہ سے ابھارتی ہیں، اور جس طرح اس کی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

وَيَجْعَلُهُ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ (۳۰: ۴۷)

مرضی نے انتظام کر دیا ہے، بادل فضا میں پھیل جاتے ہیں، پس تم دیکھتے ہو کہ ان کے اندر سے مینہہ برسنے لگتا ہے اور تمام زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ پھر جب وہ اپنے بندوں پر

جو بارش سے مایوس ہو گئے تھے، پانی برسا دیتا ہے تو وہ کامیاب و خرم ہو کر خوشیاں منانے لگتے ہیں۔

خدا کی تمام مثالیں اور رونمائیاں جو وہ اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے کھولتا ہے، ہمیشہ عام اور قدرتی مظاہر سے تعلق رکھتی ہیں، تاکہ زمین کی ہر مخلوق ان کی تصدیق کر سکے اور ان سے دانائی حاصل کر سکے۔ وہ ایسے تغیرات و حوادث اور غیر فطری و صناعی چیزوں کا ذکر نہیں کرتا جن کو دیکھنے اور سمجھنے کے لئے کسی خاص طرح کی زندگی خاص طرح کے علم، اور خاص طرح کے گردوپیش کی ضرورت ہو۔ بلکہ اس کی ہر تعلیم ایسی عام اور خالص فطری حالات سے متعلق ہوتی ہے جس کو سن کر جنگل کا ایک چرواہا اور متمدن آبادیوں کا ایک فیلسوف، دونوں یکساں اثر کے ساتھ خدا کی سچائی کو پا سکتے ہیں۔ پس اگر تم نے فلسفہ و حکمت نہیں پڑھا ہے، اگر تم نے اجرام سماویہ کے دیکھنے کے لئے کسی رصدخانے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کی قیمتی دوربین نہیں پائی ہے، اگر تم کو مادہ کے خواص کا تجربہ نہیں ہے، اگر
تم کسی دارالعلوم کے اندر برسوں تک نہیں رہے ہو، اگر تم صحرائی ہو، اگر تم پہاڑوں
کی چوٹیوں پر گوشہ نشین ہو، اگر پھونس کی ایک چھت اور بانسوں کی ایک
شکستہ دیوار ہی رہنے اور بسنے کے لئے تمھارے حصّے میں آئی ہے، اور
اس طرح تم نہیں جانتے کہ اپنے خدا کو آسمان کے عجیب و غریب ستاروں
کے اندر کیوں کر دیکھو اور اس کے حسن و جمال کو عناصر و ذرّات خلقت کی آمیزش
و آویزش کے اندر کیونکر ڈھونڈو۔ تاہم تم انسان ہو، تم کو روح دی گئی
ہے اور تم زمین پر بستے ہو، تم آسمان کی ہر بدلی کے اندر، بادلوں کے
ہر ٹکڑے کے اندر، ہواؤں کے ہر جھونکے کے اندر، باران رحمت کے ہر قطرہ
کے اندر اپنے خدائے حی و قیوم کو، اس کی حکمت و قدرت کو اس کی رافت و رحمت
کو، اس کے پیار اور محبت کو دیکھ سکتے ہو اور اسے پا سکتے ہو تم میں سے کون ہے جس نے امید و
بیم کی نظروں سے کبھی آسمان کو نہیں دیکھا ہے، اور اسکی بجلیوں کی چمک اور بادلوں کی
گرج کے اندر اپنی کھوئی ہوئی امید کو نہیں ڈھونڈھا ہے؟

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ اَنْ یُّرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۔

اور قدرت الٰہی کی ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ جب زمین پیاسی ہوتی ہے اور
خشک سالی کے آثار ہر طرف چھا جاتے ہیں تو وہ آسمان پر بارش کی علامتوں
کو پیدا کر دیتا ہے، اور تم امید و بیم کی نظروں سے انھیں دیکھتے ہو!

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پھر وہ کون ہے کہ جب تم اور تمھاری تشنہ دبے قرار زمین پانی کے ایک ایک قطرہ کے لئے ترس جاتی ہے، خاک کا ایک ایک ذرہ رطوبت ونمو کے لئے بے قرار ہو جاتا ہے، کرۂ ارضی اپنی بیخودانہ حرکت میں آفتاب کی آتشکدہ سے قریب تر ہوتی جاتی ہے، اس کی تمام کائنات نباتاتی اپنا حسن وجمال فطری کھو دیتی ہے، پرند اپنے گھونسلوں میں، ٹہنیاں درختوں میں، اور انسان اپنے گھروں میں پانی کے لئے ماتم کرتا اور ہر دم آسمان کی گرم وخشک فضا کی طرف مایوسی کی نگاہیں اٹھاتا ہے تو وہ اپنی محبت وربوبیت کے نقاب میں آتا ہے، اور مایوسی کے بعد امید کا، نامرادی کے بعد مراد کا، موت کے بعد زندگی کا پیام زمین کے ایک ایک ذرہ تک پہنچا دیتا ہے۔

وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً	اس کی ربوبیت ورحمت کو دیکھو کہ جب
فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ	تم امید وبیم کی نظروں سے آسمان کو دیکھتے
مَوْتِهَا، إِنَّ فِي ذَٰلِكَ	ہو اور تمام زمین پر مردنی اور ہلاکی چھا جاتی
لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ!	ہے تو وہ آسمان سے پانی برساتا ہے

اور زمین پر موت کے بعد زندگی طاری ہو جاتی ہے۔ یقیناً قدرت الٰہی کی اس نمود میں صاحبان فکر وعقل کے لئے بڑی ہی نشانیاں رکھی گئی ہیں۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

(۳)

یہ وہ انتظام الٰہی ہے جو پروردگار عالم نے انسان کے جسم کی غذا کے لئے کیا ہے، پھر کیا اس نے انسان کی روح کے لئے کچھ نہ کیا ہوگا؟ وہ رب الارباب جو زمین کی پکار سن کر اسے پانی دیتا اور جسم کی بے قراری دیکھ کر اسے غذا بخشتا ہے، کیا سرزمین روح و معنی کی تشنگی کے لئے کچھ نہیں رکھتا، اور دل کی بھوک کے لئے اس کے خزانوں میں کوئی نعمت نہیں؟

وہ کہ اس کی محبت زمین کی مٹی کو خشک نہیں دیکھ سکتی، اور درختوں کی ٹہنیوں کو وہ سبز پتوں اور سُرخ پھولوں کی زیبائش سے محروم نہیں رکھتا کیا روح انسانی کو ہلاکت و بربادی کے لئے چھوڑ دے گا، اور عالم انسانیت کا مرجھا جانا اسے خوش آئے گا؟ وہ رب العالمین جو تمھارے جسم کو غذا دے کر موت سے بچاتا ہے، کیونکر ممکن ہے کہ تمھاری روح کو ہدایت دے کر ضلالت سے نہ بچائے؟

جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ:-

مَن رَّبُّكُمَا يٰمُوسٰى ؛ (۲۰ : ۵۱) تمھارا پروردگار کون ہے اے موسیٰ!

تو حضرت موسیٰ نے نہ صرف اپنے رب العالمین کی نسبت خبر ہی دی بلکہ اس کی ربوبیت کی دلیل قطعی و فطری بھی چند لفظوں میں فرما دی:-

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی (۲۰:۵۰)

ہمارا رب وہ ہے، جو رب ہے، اور اس لئے اس کی ربوبیت نے کائنات کی ہر چیز کو اس کی خلقی ضروریات بخشیں پھر اس کے بعد ان کی ہدایت کر دی تاکہ صحیح اور فطری طریقہ پر کاربند رہ کر اپنی خلقت کے مقصد کو حاصل کریں۔

پس اس نے کہ زمین کی مٹی کے اندر قوت نشو و نما رکھی، اور پھر پانی برسا کر اس کی ہدایت کر دی، یعنی اس کے آگے نفوذ و عمل کی راہ کھول دی اور جس کی ربوبیت نے عالم ہستی کے ایک ایک ذرہ کے لئے خلقت اور ہدایت، دونوں کا سامان کر دیا، انسان کو بھی جسم اور روح دونوں کے ساتھ پیدا کیا ہے، اور اس کے لئے بھی خلقت اور ہدایت دونوں کا سامان رکھتا ہے۔

اس کی ربوبیت نے جس طرح جسم کے لئے زمین کے اندر طرح طرح کے خزانے رکھے ہیں، اسی طرح روح کی غذا کے لئے بھی اس کے آسمانوں کی وسعت معمور ہے۔ جس طرح جسم کی غذا اور زمین کی مادی حیات و نمو کے لئے آسمانوں پر بدلیاں پھیلتیں، بجلیاں چمکتیں اور موسلا دھار پانی برستا ہے، ٹھیک اسی طرح اقلیم روح و قلب کی فضا میں بھی تغیرات ہوتے ہیں۔ یہاں اگر زمین کی مٹی پانی کے لئے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ترستی ہے، تو وہاں بھی انسانیت کی محرومی ہدایت کے لئے تڑپنے لگتی ہے۔ یہاں پتے جھڑتے ہیں، ٹہنیاں سوکھنے لگتی ہیں، اور پھولوں کے رنگین ورق بکھر جاتے ہیں تو تم کہتے ہو کہ آسمان کو رحم کرنا چاہیئے وہاں بھی جب سچائی کا درخت مرجھا جاتا ہے، نیکی کی کھیتیاں سوکھ جاتی ہیں عدالت کا باغ ویران ہو جاتا ہے، اور خدا کے کلمۂ حق و صدق کا شجرۂ طیبہ دنیا کے ہر گوشے اور ہر حصے میں بے برگ و بار نظر آنے لگتا ہے، تو اس وقت روح انسانیت چیختی ہے کہ خدا کو رحم کرنا چاہیئے۔ یہاں زمین پر موت طاری ہوتی ہے تو خدا کی بارش اسے زندگی بخشتی ہے۔ وہاں انسانیت ہلاک ہو جاتی ہے تو خدا کی ہدایت اسے پھر اٹھا کر بٹھا دیتی ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ، حَتّٰٓی اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ، فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ، كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ	اور وہ پروردگار عالم ہی تو ہے کہ بارش سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے جو باران رحمت کے آنے کی خوش خبری سنا دیتی ہیں۔ یہاں تک کہ جب اس کا وقت آجاتا ہے تو وہ وزنی بادلوں کو حرکت دیتی ہیں، اور ہم انھیں ایک ایسے شہر کے اوپر لیجا کر پھیلا دیتے ہیں جو ہلاک ہو چکا ہے اور زندگی کے لئے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پیاسا ہے۔ پھر پانی برستا ہے اور زمین کی موت کو زندگی سے بدل دیتا ہے اس
کی نمو بخشی سے طرح طرح کے پھل پیدا ہوتے ہیں اور مخلوقات اپنی غذا
حاصل کرلیتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح ہم مردوں کو بھی اٹھاتے ہیں اور یہ جو کچھ
کچھ کہا گیا ہے سو در اصل ایک مثال ہے، تاکہ تم دانائی اور سمجھ حاصل کرو۔

(۳۲)

عالم انسانیت کی فضا روحانی کا ایک ایسا ہی انقلاب عظیم تھا جو
چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں ظاہر ہوا۔ وہ رحمت الٰہی کی بدلیوں
کی ایک عالمگیر نمود تھی جس کے فیضان عام نے تمام کائنات ہستی کو سرسبزی
و شادابی کی بشارت سنائی، اور زمین کی خشک سالیوں اور محرومیوں کی بدحالی
کا دور ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا۔ وہ خداوند قدوس جس نے سینا کی چوٹیوں
پر کہا تھا کہ میں اپنی قدرت کی بدلیوں کے اندر آتشیں تجلیوں کے ساتھ
آؤں گا، اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ میرے جاہ و جلال الٰہی کی
نمود ہوگی، سو بالاخر وہ آگیا، اور سعیر و فاران کی چوٹیوں پر اس کے ابر کرم
کی بوندیں پڑنے لگیں۔

یہ ہدایت الٰہی کی تکمیل تھی۔ یہ شریعت ربانی کے ارتقاء کا مرتبۂ
آخری تھا۔ یہ سلسلۂ ترسیل رسل و نزول صحف کا اختتام تھا۔ یہ سعادت
بشری کا آخری پیام تھا۔ یہ وراثت ارضی کی آخری بخشش تھی۔ یہ امت

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مسلمہ کے ظہور کا پہلا دن تھا، اور اس لئے یہ حضرت ختم المرسلین و رحمۃ اللعالمین محمد بن عبد اللہ کی ولادت باسعادت تھی۔ صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم۔

(۴)

یہی واقعہ ولادت نبوی ہے جو دعوت اسلامی کے ظہور کا پہلا دن تھا، اور یہی ماہ ربیع الاول ہے جس میں اس امت مسلمہ کی بنیاد پڑی جس کو تمام عالم کی ہدایت و سعادت کا منصب عطا ہونے والا تھا۔ یہ ریگستان حجاز کی بادشاہت کا پہلا دن نہ تھا، یہ عرب کی ترقی و عروج کے بانی کی پیدائش نہ تھی، یہ محض قوموں کی طاقتوں کا اعلان نہ تھا، اس میں صرف نسلوں اور ملکوں کی بزرگی کی دعوت نہ تھی، جیسا کہ ہمیشہ ہوا ہی، اور جیسا کچھ کہ دنیا کی تمام تاریخ کا انتہائی سرمایہ ہے، بلکہ یہ تمام عالم کی ربانی بادشاہت کا یوم میلاد تھا۔ یہ تمام دنیا کی ترقی و عروج کے بانی کی پیدائش تھی۔ یہ تمام کرۂ ارضی کی سعادت کا ظہور تھا۔ یہ تمام نوع انسانی کے شرف و احترام کا قیام عام تھا یہ انسانوں کی بادشاہتوں، قوموں کی بڑائیوں، اور ملکوں کی فتوحات کا نہیں، بلکہ خدا کی ایک ہی اور عالمگیر بادشاہت کے عرش جلال و جبروت کی آخری اور دائمی نمود تھی۔

پس یہی دن سب سے بڑا ہے، کیونکہ اسی دن کے اندر دنیا کی سب سے بڑی بڑائی ظاہر ہوئی۔ اس کی یاد نہ تو قوموں سے وابستہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ہے اور نہ نسلوں سے ، بلکہ وہ تمام کرۂ ارض کی ایک عام اور مشترک عظمت ہے جس کو وہ اس وقت تک نہیں بھلا سکتی جب تک کہ اس کو سچائی اور نیکی کی ضرورت ہے اور جب تک کہ اسکی زمین اپنی زندگی اور بقا کے لئے عدالت وصداقت کی محتاج ہے۔

(۵)

دنیا میں بڑے بڑے انقلابات ہوئے ہیں۔ یہ انقلابات خاص خاص انسانوں کے وجود سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ان انسانوں کی پیدائش کے ایام کو بھی دنیا عظمت کے ساتھ یاد رکھنا چاہتی ہے ، اور اس اعتبار سے اس کی یادگاروں کی فہرست بڑی ہی طویل ہے ۔ اس میں بادشاہوں کے زرنگار تختوں کی قطاریں ہیں ، فاتحوں کی بے پناہ تلواروں کی جھنکار ہے ، سپہ سالاروں کے زرہ بکتر کی ہیبت ہے ، حکیموں کی حکمتوں اور دانائیوں کے دفاتر ہیں ، فلاسفہ وعلماء کے علوم وصحائف کے خزائن ہیں ، صناعوں کی ایجادیں ہیں ، وطن پرستوں کے مواعظ ہیں ، قومی پیشواؤں اور ملکی داعیوں کی جانفشانیوں اور سر فروشیوں کی داستانیں ہیں ، لیکن سوال یہ ہے کہ دنیا اگر اپنی عظمت کے اصلی دن کو یاد رکھنا چاہتی ہے ، تو ان میں سے کس کو یاد رکھے ؟

ان میں سے کون ہے جس نے دنیا کو سب سے بڑی چیز دی ہے تاکہ وہ بھی سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اسی کی یاد کو پیار کرے ؟

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

(۶)

آؤ ہم سب سے پہلے بڑے بڑے اولوالعزم شہنشاہوں کو دیکھیں، جنھوں نے دنیا کے بڑے بڑے رقبوں کو نوک شمشیر پر رکھ لیا، اور ایسے ایسے عجیب و غریب ایوانوں اور محلوں میں بسے جن کی دیواریں اور چھتیں چاندی سونے اور لعل و جواہر سے بنائی گئی تھیں۔ انھوں نے بہت زیادہ مال و متاع جمع کیا، ان کے پاس لوہے کے بہت زیادہ آلات خونریزی تھے، اور ان کی اطاعت و غلامی میں انسانوں کا سب سے بڑا گلہ تھا۔ پس ان کی پیدائش کے واقعہ کو بھی سب سے زیادہ عظیم الشان اور قابل فراموش ہونا چاہیئے۔

لیکن اگر دنیا ان کی پیدائش کو یاد رکھے، تو بتلاؤ کہ دنیا کے لئے انھوں نے کیا کیا؟ ان کی فتوحات بہت وسیع تھیں، اور ان کی وہ دولت جو انھوں نے زمین کی بستیوں کو اجاڑ کر لوٹی تھی، بڑے بڑے وسیع رقبوں کے اندر آتی تھی، لیکن دنیا کو اس سے کیا ملا کہ دنیا کی گردن ان کی یاد کے آگے جھکے؟ اگر وہ بہت بڑے فاتح تھے، تو اس کو یوں کہو کہ انھوں نے سب سے زیادہ زمین کو ویران کیا، سب سے زیادہ اس کی آبادیوں کو اجاڑا سب سے زیادہ خون کی ندیاں بہائیں، اور سب سے زیادہ خدا کے بندوں کے گلے میں اپنی غلامی کی لعنت کا طوق ڈالا، پھر کیا دنیا اپنی ویرانیوں اپنے قتل و غارت، اپنے نہب و سلب،

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اور اپنی غلامی کی لعنت کے ناپاک دنوں کو یاد رکھے؟ اور جن کی اہلبیت نے یہ لعنت پھیلائی تھی، ان کی پیدائش کی نحوست پر خوشیاں منائے؟

سکندر دنیائے قدیم کا سب سے بڑا فاتح تھا، جس نے تمام دنیا سے اپنے تخت کی پوجا کرانی چاہی، لیکن دنیا اگر اس کی پیدائش کو یاد رکھے تو یہ یاد کن واقعات کی یاد ہو گی؟

یہ دنیا کی ویرانیوں، ہلاکتوں، اور غلامیوں کی لعنتوں کا ایک بہت بڑا سرمایہ ہوگا، جو اسے ہاتھ آئے گا!

دنیا میں جس قدر بادشاہ پیدا ہوئے، اگر تم ان کی زندگی کے تمام کارناموں کا حاصل معلوم کرنا چاہو، تو اس کے سوا اور کچھ نہ ہوگا کہ وہ جتنے بڑے بادشاہ تھے، اتنے ہی زیادہ انسانوں کو غلام بنانے والے تھے، اتنے ہی زیادہ ان کی فطری قوتوں کے لئے پتھر تھے، اتنے ہی زیادہ ان کی قدرتی حرکت ونشو کے لئے زنجیر تھے، اور اتنے ہی زیادہ خدا کی عطا کردہ جبلت صالحہ اور انسان کے نوعی شرف واحترام کے لئے ان کے اندر بربادیوں اور ہلاکتوں کی نحوست تھی۔

پس جن کا وجود خود دنیا کے لئے ایک زخم تھا، وہ ان کی یاد میں اپنی گم شدہ شفا کیونکر پا سکتی ہے۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

(۷)

حکمار کی حکمت، فلاسفہ کا فلسفہ، صناعوں کی ایجادیں، بلاشبہ تاریخ عالم کے اہم واقعات ہیں، لیکن اگر وہ اپنی یاد کے آگے دنیا کو جھکانا چاہتے ہیں، تو انھیں بتلانا چاہیئے کہ انھوں نے اپنی حکمت سرائیوں اور عجیب عجیب ایجادوں سے دنیا کے اصلی دکھ اور زمین کی حقیقی مصیبت کے لئے کیا کیا؟

آسمان کی فضا میں ان گنت ستاروں کی قطاریں پھیلی ہوئی ہیں۔ بلاشبہ وہ شخص بہت بڑا غور کرنے والا دماغ اور بڑی ہی کاوش کرنے والی نظر رکھتا تھا جس نے ہم کو سب سے پہلے بتلایا کہ یہ بڑے بڑے ستارے ہیں، ان میں ثوابت ہیں، سیارات ہیں، اور ان کی حرکتوں کے معین اوقات وایام ہیں۔ لیکن دنیا جب ستاروں کی یہ بہت بڑی سچائی نہیں جانتی تھی، تو اس وقت بھی بیمار تھی، اور یہ معلوم کر کے بھی بیمار ہی رہی۔ اس کا اصلی دکھ یہ نہ تھا کہ انسان آسمان کے متعلق تھوڑا جانتا ہے، بلکہ ہمیشہ سے وہ اس ایک ہی مرض میں گرفتار رہی ہے کہ انسان خود اپنی نسبت اپنی فطرت صالحہ کی نسبت، اپنی راہ سعادت کی نسبت کچھ بھی نہیں جانتا۔

اس صناع کو اگر تم بڑا سمجھتے ہو جس نے انسان کے لئے فن تعمیر ایجاد کیا، تاکہ وہ پائدار مکانوں اور خوب صورت چھتوں کے نیچے بیٹھے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تو تھیں بتلانا چاہیئے کہ انسان درختوں کے نیچے بیٹھ کر نیک اور سچا انسان نہ تھا، مگر بڑے بڑے محلوں کے اندر بس کر اس نے اپنی گمشدہ حقیقت پالی؟ دنیا کا اصلی مرض انسانیت حقیقی کی گم شدگی ہے۔ سعادت انسانی اور امن ارضی ہی وہ نعمت ہے جس کی ڈھونڈ میں ابتدا سے کائنات کا ذرہ ذرہ تہ و بالا ہو رہا ہے۔ پھر بتلاؤ کہ اگر یہ بڑے بڑے صناع اور موجد ہی انسانیت کی سب سے بڑی برائی رکھتے ہیں، تو ان کی ایجادوں نے انسان کو کس قدر امن دیا؟ کس قدر سلامتی بخشی؟ کہاں تک صراط سعادت پر چلایا؟ طلسم حیات انسانی کا کونسا راز افشاء کیا؟ خدا اور بندوں کے رشتوں کو کہاں تک جوڑا؟ پھر اگر وہ یہ نہ کر سکے تو دنیا ان کی ایجادات کو اپنے خزانے میں رکھ سکتی ہے پر ان کی یاد اس کے لئے کوئی خوشی نہیں ہو سکتی کیونکہ انھوں نے اس کے اصلی دکھ کے لئے کچھ نہیں کیا!

(۸)

اچھا، دنیا نے قدیم کے ذخیرہ میں جو کچھ ہے اسے چھوڑ دو، کلدان اور بابل اور یونان و اسکندریہ کے کھنڈر اور مسمار شدہ آثار کے اندر اگر دنیا کے لئے کچھ نہ تھا، تو بہت ممکن ہے کہ آج لندن اور برلن و پیرس کی عجیب و غریب آبادیوں اور عقل و فہم کو مبہوت کر دینے والے تمدن کے اندر دنیا کو وہ چیز مل جائے، جس کے لئے ابتدائے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

خلقت" اسے حیران و سرگشتہ رہی ہے۔

موجودہ تمدن یورپ کی ابتدا جن بڑے بڑے دعووں سے ہوئی ہے ضرور ہے کہ وہ سب کے سب اس وقت تمھارے سامنے ہوں کیونکہ ہماری موجودہ صحبت ان کے اعادے کی متحمل نہیں۔ ہم کو بتلایا گیا تھا کہ موجودہ تمدن کو دنیا کے قدیم تمدنوں سے کوئی مشابہت نہیں۔ ان کی مختلف شاخوں میں باہم ربط و علاقہ نہ تھا، ان کی بنیادیں صحت و حقیقت پر نہ تھیں، وہ انسانی علم و عمل کی تمام شاخوں کو بیک وقت متحمل نہ کر سکی تھیں، انھوں نے معلومات و اعمال میں کوئی صحیح نظم و ترتیب پیدا نہیں کی اور انھیں اپنے تمدن کی اشاعت اور پھیلاؤ کے وہ ذرائع حاصل نہ تھے جن کے ذریعے ہم نے تمام کرۂ ارضی کو علم و تمدن کا ایک گھر بنا دیا ہے۔ پس گذشتہ تمدنوں کی ناکامی سے موجودہ تمدن کی ناکامی پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ یہ اور اسی طرح کے دعوے تھے جن سے موجودہ تمدن کی فضا گونج گئی تھی، اور جن کے ذریعے اعلان کیا جاتا تھا کہ دنیا میں سب سے بڑی طاقت موجودہ تمدن کی ہے، حالانکہ سب سے بڑا صرف خدا ہے۔

لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا ۝ (۲۵:۲۱)

بلاشبہ انھوں نے یہ کہہ کر اپنے اندر بڑا گھمنڈ پیدا کیا اور بڑی سخت درجے کی سرکشی کی!

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

سو اب تم دیکھو کہ دنیا اپنے اعتراف کا سر جھکانے کے لئے جب تمدن کے اس سب سے بڑے مغرور بت کی طرف جاتی ہے تو اسے کیا جواب ملتا ہے؟

آج تمدن کے ابلیسانہ گھمنڈ کا ملعون بت چور چور کر دیا گیا ہے، اور خدا کا وہ زبردست اور بے پناہ ہاتھ جو قوم ثمود و عاد، اور بڑی بڑی آبادیوں اور بڑے بڑے خیموں والوں کو سزا دے چکا تھا، اپنے جلال اور ہولناکی کی آتشیں چمک دکھلا رہا ہے۔ تم یورپ کی موجودہ جنگ اور متمدن اقوام کی باہمی قتل و خون ریزی پر چارپایوں کی طرح نہیں بلکہ انسانوں کی طرح نظر ڈالو، اور دیکھو کہ یہ کیا ہے جو تمھارے سامنے ہو رہا ہے؟ یہ تمدن اور وحشت کی پیکار نہیں ہے۔ یہ علم اور جہل کی ٹکر نہیں ہے۔ یہ تمدن ہی جو تمدن سے ٹکرا رہا ہے یہ علم ہے جو علم کو ذبح کر رہا ہے۔ یہ صناعت ہے جو صناعت کو پیس رہی ہے۔ یہ ایجاد کا مغرور شیطان ہے، جو ایجاد ہی کے شیطان لعین کو ڈس رہا ہے، اور اس طرح تمدن کا گھمنڈ ہی ہے جو تمدن کے گھمنڈ کو ریزہ ریزہ اور پاش پاش کر رہا ہے۔

يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ (۵۹: ۲) اپنے گھروں کو وہ اپنے ہاتھوں ہی سے اجاڑ رہے ہیں۔

پس اگر مسکین دنیا ان انسانوں کو یاد رکھنا چاہتی ہے جو تمدن کے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پادشاہ تھے، علم کے فرمان فرما تھے، اور ایجاد و صناعت کے دیوتا تھے تو تم اس کا ہاتھ پکڑو، اور اسے آج یورپ کے ان میدانوں کے سامنے لیجا کر کھڑا کردو، جہاں تمدن و علم کا تخت عظمت و اجلال آگ اور لہو کی بدلیوں اور دھوئیں اور زہریلی گیسوں کی مسموم فضا کے اندر بچھایا گیا ہے، اور مسمار عمارتوں کے کھنڈروں، سُرخ سُرخ خون کی ندیوں، اور انسانوں کی تڑپتی ہوئی لاشوں کے تودوں پر اس کے سنہری ستون عظمت نصب کیئے گئے ہیں۔ پھر اس سے کہو کہ وہ اپنی احسان مندی اور شکر گذاری کے لئے ان عظیم الشان انسانوں میں سے کسی بڑائی کو چھانٹ لے، جو آج گیہوں اور جو کے لئے روتے ہیں کیونکہ ہوا میں اڑنے کے آلات اور پانی کو مفرد اجزا میں بدل لینے کا علم ان کے لئے کچھ کام نہ آیا۔

وہ ان میں سے کس کو اپنی پرستش اور یاد کے لئے چنیں گی؟ کیا وہ اس سب سے بڑے فلسفی کو یاد کرے گی، جو چودھویں صدی عیسوی میں آیا اور اس نے تجربہ کی راہ کھولی، جس راہ نے کہ انسانوں کو ہلاکت اور خونریزی کے سب سے زیادہ روح پاش آلات تک پہنچا دیا؟ وہ کیمسٹری کے اس دیوتا کو یاد کرے گی جس پر موجودہ تمدن کو سب سے زیادہ ناز ہے اور جس نے ایسی زہریلی گیسیں، ایسے مہلک بم اور شل، اور ایسے بے پناہ مرکبات بنا دیئے جن کے آگے انسانی جماعتیں بالکل بے بس

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ہوجاتی ہیں، اور منٹوں کے اندر بڑی بڑی آبادیاں موت کی لعنت سے بھر جاتی ہیں؟ اچھا، بھاپ کی طاقت کے موجد کو بلاؤ! اس کی ذہانت کیسی عجیب تھی جس نے بھاپ کی غیر معلوم طاقت کو انسان کے تابع کر دیا؟ لیکن آہ! وہ اس دنیا کے لئے کیا کرے جو موت کی نہیں، بلکہ زندگی کی بھوکی ہے اور دیکھ رہی ہے کہ بھاپ کے شیطان ہی کے اندر وہ سب سے بڑی بے پناہ خباثت ہے، جس نے آج جنگ کے میدانوں میں مختلف گیسوں اور مختلف صورتوں کے اندر موت کی سب سے بڑی پھنکار ماری ہے، اور تمام انسانی علم و دانائی اس کے بچاؤ کے لئے بیکار ہے۔

پھر کیا دنیا تمدن و علم کے ان مغرور بانیوں کی پیدائش پر خوشیاں منائے جنھوں نے اس کی موت اور ہلاکت کے لئے تو سب کچھ کیا، پر اس کے امن و سلامتی اور سعادت و طمانیت کے لئے کچھ نہ کرسکے؟ ان کے پاس انسان کے اڑنے، سمندروں کے اندر جانے، بجلی کو قابو میں کرنے، ہوا کے تموج اور ذرات کو اپنے نامہ و پیام کا سفیر بنانے، اور خود بخود بجنے والے باجوں اور بڑی تیزی سے چلنے والی سواریوں کے لئے تو بڑا ذخیرہ ہے، لیکن انسان کو نیک اور راست باز بنانے، خدا کی عدالت و صداقت سے زمین کو معمور کرنے، امن اور راحت کی پادشاہت کے قائم کرنے، ظلم و فساد کے بیج سے زمین کو صاف کرنے،

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

طاقت اور حکم کے جبر سے ضعف اور ناتوانی کو بچانے، اور انسانوں کو درندوں اور سانپوں
کی طرح نہیں، بلکہ انسانوں کی طرح بسا دینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔

تم نے یورپ کے تمدن کی کتوں کی طرح لوٹ کر اور بھیڑوں کی طرح
چل کر ہمیشہ پرستش کی ہے اور مذہب کی تعلیمات کی ہنسی اڑائی ہے کہ وہ
آخرۃ آخرۃ کہتا ہے مگر یورپ کی طرح دنیا کے لئے کچھ نہیں تبلاتا، لیکن
شاید تم آج قرآن حکیم کی اس آیت کو سمجھ سکو جس کے متعلق حدیث صحیح
میں آیا ہے کہ اس کی تلاوت آخری زمانے کے فتنہ سے بچائے گی۔

هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ
أَعْمَالًا؟ اَلَّذِينَ ضَلَّ
سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ
يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا أُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ
وَلِقَائِهٖ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ
فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَزْنًا۔ (۱۸: ۱۰۳)

تم کو تبلاؤں کہ سب سے زیادہ ناکام
و نامراد کام کرنے والے کون ہیں؟ وہ
جن کی تمام قوت سعی صرف دنیا کی زندگی
سنوارنے ہی میں کھوئی گئی اور جہل حقیقت
نے ان میں یہ گھمنڈ پیدا کر دیا کہ وہ بہت
ہی خوبیوں کا کام کر رہے ہیں۔ یہی لوگ
ہیں جنھوں نے اللہ کی نشانیوں اور
اس کے رشتے کو نہ سمجھا اور اس سے
انکار کیا پس ان کا کیا دھرا برباد گیا اور
قیامت کے دن انھیں کوئی وزن نصیب ہوگا۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دوسری جگہ ارباب کفر کے اعمال یہ تبلائے

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ	صرف دنیا کی زندگی کا ایک ظاہری
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ	پہلو انھوں نے جان لیا ہے اور وہ
عَنِ الْاٰخِرَةِ غَافِلُوْنَ	آخرت کے علاقوں سی بالکل غافل ہوگئے

ہیں!

"آخرت" سے مقصود یہ نہیں ہے کہ دنیا اور دنیا کے اعمال ترک کردئے جائیں، بلکہ اس کی عملی تفسیر یورپ کی موجودہ زندگی کو سمجھو جس نے اپنے تئیں صرف دنیا ہی کے لئے وقف کردیا اور اس کے گھمنڈ میں وہ اللہ اور اس کے رشتے کے لئے کوئی وقت اور فکر نہ نکال سکی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے وہ چیز تو حاصل کرلی جس کا نام تمدن رکھا گیا ہے، لیکن وہ شے حاصل نہ کرسکی جو انسان کے لئے امن حقیقی کی راہ، اور سلام وسعادت فطری کی صراط مستقیم ہے۔

(۹)

تم کہہ سکتے ہو کہ یہ ان انسانوں کا حال ہے جن کی برائیاں صرف جسم و مادے تک محدود تھیں لیکن اگر دنیا کے لئے ان کی پیدائش کی یاد میں کوئی تسکین اور راحت نہیں ہے تو وہ ان تمام صفوں سے باہر آجائے گی، اور دنیا کے بڑے بڑے مذہبوں کے دامن میں پناہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

لے گی۔ وہ بانیانِ مذہب کی عظمتوں کا نظارہ کرے گی، وہ خدا کے رسولوں اور اس کے پاک پیامبروں کے پیغام بروں کو ڈھونڈھے گی۔

ہاں اگر دنیا ایسا کرے تو یہ فی الحقیقت اس کی مصیبتوں کا خاتمہ ہوگا، اس کے دائمی درد اور بے قراریوں کے لئے سکھ اور راحت کی ایک حیات بخش کروٹ ہوگی، اور وہ بلاشبہ منزلِ مقصود کو پالے گی۔ قرآن حکیم نے بھی اس کے دکھ کا یہی علاج تبلایا ہے اور جب کہ وہ بادشاہوں، قومی پیشواؤں، کاہنوں، اور علم ومذہب کے جھوٹے مدعیوں کے دامن غرور میں لپٹی ہوئی تھی، تو اسے وصیت کی کہ وہ سچائی کے رسولوں اور خدا کے داعیوں کی راہ اختیار کرے، اور انھی کی زندگی کو اپنا نصب العین بنائے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

خدایا تو ہمیں صراط مستقیم پر چلا وہ صراط مستقیم جو تیرے نبیوں، صدیقوں شہیدوں، صالح بندوں کی راہ عمل ہے!

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس میدان میں بھی آکر وہ کونسی زندگی ہے، جس کے اعمال دعوت کے اندر دنیا کو پیام امن وسعادت مل سکتا ہے؟

دنیا میں آج جو بڑے بڑے مذاہب موجود ہیں، وہ علم الاقوام

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کی تقسیم کے مطابق دو قسموں میں منقسم کئے جا سکتے ہیں۔ ایک سمیاطیقی سلسلہ ہے جس کے ماتحت یہودی اور مسیحی قومیں اب تک دنیا میں باقی ہیں۔ دوسرا آرین سلسلہ ہے جس سے گوتم بدھ اور ہندوستان کے تمام داعیان مذاہب وابستہ ہیں۔

پھر دنیا کے لئے اگر سب سے بڑا رسول یہودی مذہب کی تاریخ میں ہے، تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور ان کی پیدائش کو سب سے بڑا واقعہ قرار دے گی۔ لیکن اگر اس نے ایسا کرنا چاہا تو اسے یہ سمجھنے کا حق حاصل ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اعمال حیات میں اپنے لئے پیام امن ڈھونڈھے۔ حضرت موسیٰ کی حیات مقدس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے مصر کی ایک جابر وظالم گورنمنٹ کے پنجۂ استبداد سے بنی اسرائیل کو نجات دلائی، اور اسے غلامی کی ناپاکی سے نکال کر جو انسانیت کے لئے سب سے بڑی ناپاکی ہے، حکومت وامن وعزت کی طہارت تک پہنچا دیا۔

بلاشبہ انھوں نے اپنی قوم یعنی بنی اسرائیل کی نسل کے لئے بڑا ہی مقدس جہاد کیا، اور یہ ان کا یادگار عالم اسوۂ حسنہ ہے جس کی دنیا کو تقدیس کرنی چاہیئے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ انھوں نے تمام دنیا کے لئے کیا کیا؟ دنیا صرف بنی اسرائیل ہی کا نام نہیں ہے۔ غیر الٰہی عبودیت کی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

زنجیریں صرف بنی اسرائیل ہی کے پاؤں میں نہیں تھیں بلکہ کرۂ ارضی کی تمام آبادی کے پاؤں اس کے بوجھ سے زخمی تھے پس دنیا کے لئے وہی تلوار محبوب ہوسکتی ہے جو صرف فرعون کی ڈالی ہوئی زنجیروں ہی کو نہ کاٹے بلکہ دنیا کے تمام فرعونوں کے تخت غرور کو الٹ دے؟

انھوں نے صرف بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دلائی، مگر تمام دنیا غلامی سے نکلنے کی آرزومند ہے۔

دوسرا سب سے بڑا اسرائیلی مذہب مسیحی تحریک کا ہے، لیکن مسیحی دعوت کی تعلیم ہمارے سامنے ہے۔ اس کے علاوہ مسیحیت سے منسوب قومیں جو کچھ کہیں گی، ہم انھیں حضرت مسیح کے نام سے قبول نہیں کر سکتے حضرت مسیح نے کہا کہ میں صرف تورات کو قائم کرنے آیا ہوں، خود کوئی نئی دعوت نہیں لایا (متی ۵: ۱۷) انھوں نے تصریح کی کہ میرا مشن صرف بنی اسرائیل کی اصلاح تک محدود ہے۔ نیز انھوں نے غیر قوموں میں منادی کرنے سے روکا[۱] اور ہمیشہ اپنے کاموں اور اپنی وصیتوں میں اپنی تعلیم

---

[۱] غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور نہ سامریوں کے کسی شہر میں داخل ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔ (متی ۹: ۶)

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کو اسرائیل کے گھرانے تک ہی محدود رکھا۔ پس در اصل انھوں نے جو کچھ بھی خدمت کرنی چاہیئے، وہ محض بنی اسرائیل نامی ایک مسخ شدہ قوم کی تھی تمام دنیا کے لئے ان کے پاس کچھ نہ تھا۔

پھر ان کا ظہور اس وقت ہوا جبکہ روم کی ظالمانہ حکومت نے شام کے مقدس مرغزاروں کو روند ڈالا تھا، اور بت پرست قوموں کی جابر و مستبد گورنمنٹیں دنیا کے بڑے حصے کو اپنا غلام بنائے ہوئے تھیں، لیکن انھوں نے نہ تو اس ظلم و طغیان کے متعلق کچھ کہا، اور نہ اس سے کچھ تعرض کیا۔

پہلی صدی مسیحی کے بعد جس قدر مسیحی قومیں دنیا میں آباد ہوئیں، ان کو حضرت مسیح کی تعلیم اور دعوت سے کچھ تعلق نہ تھا اور وہ سرتاسر یونان کے ایک تعلیم یافتہ یہودی پولس کے مذہب کی پیرو تھیں۔ پولس نے تمام حواریان مسیح کے مذہب کے خلاف غیر اسرائیلی انسانوں کو بپتسما دینا شروع کیا، اور اس طرح روم و یونان کے مختلف جزیروں اور دیہاتوں میں ایک نیا گروہ پیدا کر لیا۔ پس اگر دنیا حضرت مسیح کی طرف جھکنا چاہے گی تو دنیا کو ان کے کارنامۂ حیات کے لئے بمشکل ایک چوتھائی صدی ہاتھ آئے گی، جس کے اندر ان کے تربیت یافتہ حواریوں کے اعمال نظر آسکتے ہیں اور یہ چند سال فضائل و محاسن اخلاق کا کیسا ہی عمدہ نمونہ پیش کریں، لیکن ان میں دنیا کے لئے کوئی عام پیام نجات نہیں ہے۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پھر اس سے بھی قطع نظر کرو۔ نتائج کی بحث بعد کو آتی ہے، سب سے پہلے دعوت، اعلان، ادعار، اور نفس تعلیم کا سوال ہے۔ دنیا حضرت مسیح کی یاد پر کیونکر قناعت کرلے۔ جبکہ خود انھوں نے دنیا کے لئے کچھ نہ کیا، بلکہ ہمیشہ اسے ٹھکرایا، مردود کیا، اور اس کے ساتھیوں کو، اس کے دوستوں کو، اور اس سے رشتہ رکھنے والوں کو خدا کی بادشاہت کی مہربانی سے محروم تبلایا! حتیٰ کہ ایک آخری فتویٰ دے دیا۔ "تم خدا اور دنیا، دونوں کی خدمت نہیں کرسکتے" (متی ۶: ۲۵) "اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکل جانا اس سے آسان ہے۔ کہ دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو" (متی ۱۹: ۲۳)

اس سے بھی درگذر کرو، اور اس کی بہتر سے بہتر توجیہہ جو کرسکتے ہو کرلو۔ نیز پوس دعوت ہی کو حضرت مسیح علیہ السلام کی دعوت تسلیم کرلو۔ اور ان تمام قوموں کو جنھوں نے مسیح کے نام پر بپتسما کا پانی اپنے اوپر چھڑکا، مسیحی دعوت کا پھل مان لو، لیکن پھر بھی مسیحی تحریک کی پوری تاریخ کا کیا حال ہے؟ جب تک مسیحیت دنیا پر حکمران رہی، جس وقت تک مسیحی مذہب کا دینی تسلط انسانوں سے اطاعت کراتا رہا، اور جب تک کہ مسیحی راہنماؤں اور خلیفوں کی غلامی سے دنیا نے انحراف نہ کیا، تاریخ شاہد ہے کہ اس وقت تک اس کا وجود دنیا کے لئے، دنیا کے علم و تمدن کے لئے، آبادی و عمران کے لئے، اخلاق و پاکیزگی کے لئے،

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اور ان سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان کی فطری حریت اور شرف انسانیت
کے لئے ایک بدترین لعنت رہا، جس نے جلایا، ویران کیا، مسمار کیا،
قتل کیا، جیل خانے بھرے، زبانوں پر مہریں لگائیں، انسانی دماغوں کو
معطل کیا، لیکن انسان اور انسانیت کی راستی و ترقی کے لئے چند لمحوں کا
بھی ایک دور پیدا نہ کیا۔ مشہور مورخ گیزو، سیدیو، مارے، اور ڈریپر
اس بارے میں ہمارے لئے بہترین راوی ہیں۔

لیکن جس وقت سے کہ مسیحیت کی قوت نے شکست کھائی، تمدن
کا غیر دینی دور شروع ہوا، مذہبی جماعتوں اور مذہبی خلافت (پوپ) کے
حلقۂ غلامی سے یورپ آزاد ہوگیا، تو اس وقت سے یورپ کے موجودہ
تمدن کی بنیاد پڑی اور مسیحی قوموں نے ترقی شروع کی۔

اگر تم کہتے ہو کہ دنیا کے لئے سب سے بڑی عظمت مسیحی مذہب
کے بانی میں تھی، تو خود اس کے بانی ہی نے ہمیں معیار حق و باطل بھی بتلا
دیا ہے کہ "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔" (مرقس ۱۹: ۱۶) پس
دنیا اگر مسیحی مذہب کی پیدائش کے اندر اپنی خوشی کو ڈھونڈھے، تو اس
کو انسان کی امن و سلامتی اور فطرت کی آزادی و سعادت کی جگہ قتل و غارت
اور ہلاکت و غلامی کی یادگار کا جشن منانا پڑے گا۔ کیونکہ مسیحیت کے درخت
کا صرف یہی پھل ہمارے سامنے ہے۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پھر کیا دنیا اس کے لئے تیار ہے؟

یہ جو کچھ تھا، مسیحی اقوام کی تاریخ قدیم کی بنا پر تھا، لیکن اگر اس پر گذشتہ دو صدیوں کے واقعات و نتائج کا بھی اضافہ کردیا جائے جو اقوام یورپ کے اعمال تمدن سے وابستہ ہیں، تو دنیا کی مایوسی اور زیادہ دردانگیز ہو جائے۔

اس کے بعد مذاہب عالم میں آرین نسلوں کی دعوتیں ہمارے سامنے آتی ہیں لیکن افسوس کہ دنیا کے لئے ان کے پاس بھی کوئی پیام سعادت نہیں۔ عظیم الشان گوتم بدھ کی تمام تعالیم و وصایا کا ماحصل یہ تبلایا جاتا ہے کہ "نجات دنیا کے ساتھ رہ کر حاصل نہیں ہو سکتی"۔ پس دنیا کو جن لوگوں نے ٹھکرا دیا، دنیا ان کے پاس جا کر کیا سکھ حاصل کرے گی؟ پھر اس نے جو کچھ بھی تبلایا اور سکھلایا ہو، لیکن قوموں اور ملکوں کے دائرہ ہی میں اس کی دعوت محدود رہی۔ ہندوستان میں اسے شکست ملی تو جاپان اور چین میں جا کر محدود ہو گئی۔ پس زمین اپنی اس مصیبت کے لئے جو قوموں اور ملکوں میں محدود نہیں ہے، عظیم الشان بدھ سے کیا حاصل کر سکتی ہے؟

ہندوستان کے مذہبی ذخیرۂ تعلیمات اور ان کی پراثر قدامت کی وقعت سے ہم انکار نہیں کر سکتے، تاہم دنیا کے لئے ان کے بانیوں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کی عظمت کے اندر کیا خوشی ہو سکتی ہے جبکہ کوہ ہمالہ کی دیواروں اور بحر عرب کی موجوں سے باہر بھی دنیا ہے، مگر ہندوستان کے مذہبی داعیوں نے صرف ہندوستان کے اندر بسنے والوں ہی کو اپنی ہدایتیں سپرد کیں۔

(۱۰)

پس دنیا اگر اپنی نجات کے لئے بیچین ہے تو اس کے لئے راحت اور تسکین کا پیام صرف ایک ہی ہے، اور صرف ایک ہی کی زندگی میں ہر اس کا دکھ ایک ہی ہے، اس لئے اس کی شفا کے نسخے بھی ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ اس کا پروردگار ایک ہے، جو اپنے ایک ہی آفتاب کو اس کے خشک و تر پر چمکاتا، اور ایک ہی طرح کی بدلیوں سے اس کے آباد و ویرانے کو شاداب کرتا ہے، پس اس کی ہدایت و رحمت کا آفتاب بھی ایک ہی ہے، اور گو بہت سے ستارے اس کی روشنی سے اکتساب نور کرتے ہوں، مگر ان سب کا مرکز و مبدا، نورانیت ایک ہی ہے۔

قرآن حکیم نے آفتاب کو "سراج" کہا:

وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا (۷۸: ۱۴) اور ہم نے آسمان میں سورج کے چراغ کو بڑا ہی روشن بنایا۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اور اسی طرح اس کے ظہور کو بھی "سراج" کہا جس کی ہدایت ورحمت کی روشنی تمام کرۂ ارضی کی ظلمتوں کے لئے پیام صبح تھی۔

إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا، وَدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا۔

اے پیغمبر اسلام! ہم نے تم کو دنیا کے آگے حق کی گواہی دینے والا، سعادت انسانیت کی خوش خبری پھیلانے والا اللہ کی طرف اس کے بندوں کو بلانے والا، اور دنیا کی تاریکیوں کے لئے ایک چراغ نورانی بنا کر بھیجا۔

پس تمام کرۂ ارضی کی روشنی کے لئے ہی ایک آفتاب ہدایت ہے، جس کی عالم تسخیر کرنوں کے اندر دنیا اپنی تمام تاریکیوں کے لئے نور بشارت پاسکتی ہے۔ اور اس لئے صرف وہی ایک ہے جس کے طلوع کے پہلے دن کو دنیا کبھی نہیں بھلا سکتی، اور اگر اس نے بھلا دیا ہے تو وہ وقت دور نہیں جب اسے کامل عشق و شیفتگی کے ساتھ صرف اسی کے آگے جھکنا پڑے گا، اور اسی کو اپنا کعبۂ امید بنانا پڑے گا۔

اس مقدس پیدائش نے دنیا میں ظاہر ہو کر یہ نہیں کہا کہ میں صرف بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلانے آیا ہوں، بلکہ اس نے کہا کہ تمام عالم انسانیت کو غیر الٰہی غلامیوں سے نجات دلانا میرا مقصد ظہور ہے۔ اس نے صرف اسرائیل کے گھرانے کی گم شدہ رونق ہی سے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

عشق نہیں کیا، بلکہ تمام عالم کی اُجڑی ہوئی بستی پر غمگینی کی۔ اور ان کی دوبارہ رونق و آبادی کا اعلان کیا۔ اس نے اس خدا کی محبتوں کی طرف دعوت نہیں دی جو صرف سینا کی چوٹیوں یا ہمالہ کی گھاٹیوں میں بستا ہو بلکہ اس رب العالمین کی طرف بلایا جو تمام نظام ہستی کا پروردگار ہے، اور اس لئے تمام کائنات عالم کو اپنی طرف بلا رہا ہے، ہم کو دنیا میں سکندر ملتا ہے جس نے تمام عالم کو فتح کرنا چاہا تھا، لیکن ہم دنیا کی پوری تاریخ میں خدا کے کسی رسول کو نہیں پاتے جس نے تمام عالم کی ضلالتوں اور تاریکیوں کے خلاف اعلان جہاد کیا ہو۔ اس کا صرف ایک ہی اعلان ہے جو آغاز خلقت سے اب تک کیا گیا ہے، اور اس لئے اگر دنیا نسلوں، قوموں اور رقبوں کا نام نہیں ہے بلکہ مخلوقات الٰہی کی اس پوری نسل کا نام ہے جو کرۂ ارضی کی پیٹھ پر بستی ہے، تو وہ مجبور ہے کہ ہر طرف سے مایوسی کی نظریں ہٹا کر صرف اس ایک ہی اعلان عام کے آگے جھک جائے اور صرف اسی کی پیدائش کے دن کو اپنی عمر کا سب سے بڑا دن یقین کرے۔

تَبَارَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (۲۵:۱)

کیا ہی پاک اور برکتوں کا سرچشمہ ہے ذات اس کی جس نے اپنے برگزیدہ بندے پر الفرقان نازل کیا تاکہ وہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

قوموں اور ملکوں ہی کے لئے نہیں بلکہ تمام عالموں کی ضلالت کے لئے ڈرانے والا ہو!

دنیا میں جس قدر داعیان حق وصداقت کے اعلانات موجود ہیں، اگر دنیا ان کو بھلا دے گی، تو یہ صرف قوموں اور ملکوں کی سعادت کی فراموشی ہوگی، کیونکہ اس سے زیادہ انھوں نے کچھ نہ کہا، لیکن اگر ربیع الاوّل کو اس نے بھلا دیا، تو یہ تمام کرۂ ارضی کی نجات کو بھلا دینا ہوگا، کیونکہ ربیع الاوّل کی رحمت کسی ایک سرزمین کے لئے نہیں بلکہ تمام عالمین کے لئے تھی۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ماہِ مقدس

شَہرُ رَمَضَانَ الَّذِی اُنزِلَ فِیہِ الْقُرآن

دنیا ایک تماشا گاہ حوادث ہے جس کے مناظر دمبدم متغیر ہوتے رہتے ہیں۔ اس کا نقاب جسم وصورت ایک جلوۂ نیرنگی و بوقلمونی ہے، جو حوادث وانقلابات عالم کے ہاتھوں ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔ یہ تغیر عام ہے اور تجدد و تبدل کے قانون سے کائنات کی کوئی شے خالی نہیں۔ جس طرح انسان کی عظیم الشان آبادیوں اور بحر و بر کے بڑے بڑے رقبوں میں انقلابات و تبدلات ہوتے رہتے ہیں اسی طرح اُن غیر مرئی ذرّوں میں بھی ایک محشر تغیر اور رستخیز تجدد برپا ہے، جس سے جسم کائنات کے اجزائے طبیعہ ترکیب پاتے ہیں، اور جو اس قدر چھوٹے ہیں کہ انھیں انسان کی چشم غیر مسلح[۵] نہیں دیکھ سکتی!

---

[۵] چشم غیر مسلح یعنی بغیر کسی آلے کے دیکھنے والی آنکھ۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ان انقلابات کا ایک بڑا نمونہ مظاہر فطرۃ کا نمود اور کائنات ہستی کے تغیرات طبیعیہ ہیں جو آغاز تکوین سے جاری ہیں اور جنھوں نے نہیں معلوم کتنی مرتبہ کرۂ ارضی کا نقشہ بدل دیا ہے؟ مثلاً وہ حوادث طبیعیہ جن کی وجہ سے دریا خشک ہوگئے، زمین کے بڑے بڑے رقبے سمندر میں مل کر فنا ہوگئے، دریاؤں نے اپنا رُخ بدل دیا، اور اپنی روانی کی جگہ خشکی کے بڑے ٹکڑے چھوڑ دئے بحر اطلانطیک میں کبھی بے شمار جزیرے تھے، آج سب سے بڑی دریائی موجیں اسی میں اُٹھتی ہیں۔ بحر عرب اور قلزم کے درمیان بہت بڑا حصہ ارضی حائل تھا، مگر چند قرونِ حوادثِ بحریہ کے بعد اتنا کم رہ گیا کہ بآسانی ملا دیا گیا۔ یا مثلاً وہ انقلابات جو آتش فشاں پہاڑوں کے پھٹنے سے آئے اور دور دور تک اُنھوں نے زمین کی سطح بدل دی، یا وہ ہولناک زلزلے جنھوں نے ایک پوری اقلیم کو تہ و بالا کر دیا، اور خشکی کے نشیب میں بالائی سطح کے دریا اُمنڈ آئے۔ اسی طرح وہ انقلابات ارضیہ جو علم طبقات الارض کے موثرات طبعیہ سے ہمیشہ آتے رہتے ہیں، اور جن کی وجہ سے دریاؤں کے رُخ بدلتے، خشکیوں کے قطعات غرق ہوتے، اور آبادی کی جگہ ویرانی اور زندگی کی جگہ موت طاری ہو جاتی ہے!

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

انقلاب اقوام و امم

اسی طرح تماشا گاہ ہستی کا ایک بہت بڑا منظر وہ تغیرات بھی ہیں جن کے طوفان قوموں اور ملکوں کے اندر اُٹھتے ہیں، اور بڑی بڑی آبادیوں کو تہہ و بالا کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ آبادیوں کی جگہ ویرانیوں سے مبدل ہو جاتی ہے، صحراؤں کی جگہ شہر بس جاتے ہیں۔ زندگی کی رونق پر موت کا سناٹا چھا جاتا ہے، اور انسانی عیش و نشاط کے بڑے بڑے محل مدفن قبور و مقبرۂ اموات و خرابۂ سلسبیہ نہب ہو کر نابود و منقود ہو جاتے ہیں۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ۔

(۲۸ : ۵۵)

اور کتنی ہی آبادیاں ہیں جنھیں ہم نے ہلاک کر دیا، حالانکہ اسباب حیات و معشیت سے وہ مالا مال تھیں۔ یہ برباد ہی کے خرابے اور تباہی کے کھنڈر اُنھی لوگوں کے گھر ہیں جو پھر آباد نہ ہو سکے اور آخر کار اُن کے مال و متاع کے ہم ہی وارث ہوئے!

سکندر اعظم نے ایران کو جلا کر تباہ کر دیا، ایرانیوں نے بابل کی اینٹیں بجا دیں، بخت نصر نے بیت المقدس کو ویران کر کے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بنی اسرائیل کو کئی قرنوں تک مقید رکھا، رومیوں نے ایشیا اور افریقہ کی آبادیاں بارہا غارت کیں، اور ٹیٹس نے شمالی افریقہ کے ریگ زاروں کے اندر عالی شان شہر آباد کیے، تاتاریوں کے اولین ظہور نے رومتہ الکبریٰ کی تاریخ ختم کر دی تھی، اور جرمنی کے وحشیوں نے تمدن قدیم کا نقشہ بدل دیا تھا۔

وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

انقلاب مادی و روحانی

لیکن یہ تمام انقلاباتِ عالم جسم و ظاہر کے تغیرات ہیں جو صرف دریاؤں اور خشکیوں کو، آبادیوں اور صحراؤں کو، پہاڑوں اور جنگلوں کو، انسانوں کے بسائے ہوئے شہروں اور اُن کے مکانوں کی اینٹوں اور پتھروں کو بدل دیتے ہیں اور ان کے اندر سلطان تغیر و تقلب کی قوت اس سے زیادہ طاقت ور نہیں ہوتی۔

لیکن ان انقلابات سے بھی بالاتر ایک عالم تغیر و تبدل ہے، جس کے انقلابات کی حکومت صرف مادے کی نمود اور جسم کی صورت ہی تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس سے بھی آگے تک نکل گئی ہے۔ پہلے قسم کے انقلابات مٹی کے ذروں، اینٹ پتھر کے مکانوں اور انسان کے جسموں اور صورتوں کو بدل دیتے ہیں، پر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

یہ انقلابات روحوں اور دلوں کی کائنات کو منقلب کر ڈالتے ہیں اس عالم کے بحرِ ذخار کے طوفان دنیا کے طوفانوں کی طرح نہیں ہیں جو سمندروں میں اُٹھتے ہیں اور کناروں سے ٹکرا کے رہ جاتے ہیں، بلکہ اُس کی موجوں کا منبع آسمان کے اوپر ہی جہاں سے وہ جوش کھاتی ہوئی ابلتی ہیں، اور کرۂ ارضی کی سطح پر گرتی ہیں!

اس کے اندر جب زلزلے اُٹھتے ہیں تو صرف زمین کے محدود رقبوں ہی کو جنبش نہیں دیتے، بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پورے کرۂ ارضی کو ہلا دیتے ہیں۔ کیونکہ اُن کی پیدا کی ہوئی جنبش نظام اعتقاد وعمل کے اندر حرکت پیدا کر دیتی ہے۔ اس کے آتش فشاں پہاڑوں کی آتش افشانی صرف پتھروں کے اڑانے ہی میں صرف نہیں ہو جاتی بلکہ جب اُس کے پہاڑ پھٹتے ہیں تو انسانی اعتقادات و اعمال کی بڑی بڑی اقلیموں کو اڑا کر نابود کر دیتے ہیں۔ پہلی قسم کے انقلابات شہروں کو ویران کرتے ہیں، پر یہ انقلاب وہ ہیں جو دلوں کی اجڑی ہوئی بستیوں کو آباد کر دیتے ہیں۔ اُن کی فتح و تسخیر جسم و زمین کی ہوتی ہے، مگر ان کا احاطہ قلب و معنی کا ہوتا ہے۔ وہ زمین کی تبدیلیاں ہیں جو زمین والے انجام دیتے ہیں، مگر یہ آسمانی تبدیلی ہے جسے ارواح سماویہ کا نزول

ورود پورا کرتا ہے۔ وہ ویرانی اور موت لاتے ہیں مگر یہ آبادی اور
زندگی کی بشارت دیتے ہیں۔ وہ جسموں کو بدلتے ہیں جو فانی ہیں
مگر یہ روحوں کو بدل دیتے ہیں جو دائمی زندگی باقی ہیں۔ اُن کا شہریار
زمین کے رقبوں اور انسان کے جسموں کو مسخر کرتا ہے، تاکہ اپنی
پادشاہت کا تخت بچھائے، پر اس اقلیم کا فاتح جب اُٹھتا ہے تو
زمین کی جگہ آسمان کی برکتوں کو اور انسان کے جسموں کی جگہ اُن کی
روحوں کو فتح کرتا ہے تا خدا کے تخت و جلال و کبریائی کا اعلان
کردے!

فی الحقیقت یہی تغیرات دنیا کے اصلی انقلابات ہیں جن سے
کائناتِ انسانیہ کا نقشۂ حیات و ممات مٹتا اور بدلتا رہتا ہے، اور
جن کی بدولت دنیا کی سعادت و ہدایت کا قیام اور عالم انسانیہ
کی ابدیت روحانی و امنیت قلبی کو بقا ہے۔ ان روحانی انقلابات
کے آگے مادی انقلابات بالکل ہیچ ہیں اور ان کے سلطان تجدد
و تبدل کی دائمی و عالمگیر طاقت کے آگے زمینوں اور مکانوں کے
انقلابات کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ ان کی ہستی اس سے زیادہ
نہیں ہے کہ زمین کے چند رقبوں کو بدل دیں یا چند لاکھ انسانوں
کو نابود کر دیں، لیکن یہ انقلابات کڑوروں انسانوں کے ان اعتقادات

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

واعمال کو بدل دیتے ہیں جو صدیوں سے اُن کے دلوں میں جاگزیں ہوتے ہیں اور ان عالمگیر گمراہیوں اور تاریکیوں کو نابود کر دیتے ہیں جو تمام سطح ارضی پر چھائی ہوئی ہوتی ہیں۔ دریاؤں کو خشک کر دینا آسان ہے اور زمین کو سمندر بنا دینا مشکل نہیں، پر کروڑوں روحوں اور دلوں کو بدل دینا بہت مشکل ہے جس کی قوت مادہ کی طاقتوں کو نہیں دی گئی۔

سکندر اعظم نے نصف دنیا فتح کر لی، لیکن وہ ایک دل کو بھی فتح نہ کر سکا۔ رومیوں نے کیسے کیسے عظیم الشان شہر بسا دئے لیکن دلوں کی اُجڑی ہوئی بستی نہ بسا سکے۔ بخت نصر اتنا طاقتور تھا کہ ایک پوری قوم کو اُس نے قید کر لیا اور ستر برس تک غلام بنائے رکھا لیکن بایں ہمہ وہ ان میں سے ایک دل کو بھی اپنا غلام نہ بنا سکا۔ ایرانیوں نے بابل کے لاکھوں انسانوں کو قتل کر دیا لیکن وہ ایک روح کی گمراہی کو بھی قتل نہ کر سکے۔ بلاشبہ دنیا میں بڑے بڑے مادی انقلابات گذر چکے ہیں، جنھوں نے عجب نہیں کہ درمیان کی زمینیں کاٹ کے سمندروں کو باہم ملا دیا ہو لیکن کسی کی طاقت یہ نہ کر سکی کہ ایک انسان کو بھی اس کے خدا سے ملا دے، حالانکہ وہ اس سے دور نہیں۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ (۵۶: ۸۳)

پس مادی طاقتوں کی تبدیلیاں کتنی ہی مہیب اور ہولناک ہوں مگر وہ عظمت و جلال نہیں پا سکتیں جو روحانی انقلابات کے ایک چھوٹے سے چھوٹے ظہور کو بھی حاصل ہے۔ سکندر اعظم کو تم دنیا کا سب سے بڑا فاتح کہتے ہو، لیکن بتلاؤ اس نے اپنی تمام عمر میں بدیوں کے کتنے لشکروں کو شکست دی، اور ضلالتوں کے کتنے بت توڑے؟

بقائے ذکر و دوام تذکار

اسی کا نتیجہ ہے کہ انقلابات و تغیرات کے "تنازع للبقا" میں اُن انقلابیوں کے تذکرے کو رفعتِ ذکر اور زندگی دوام نہیں ملتی، جو صرف کائنات کی صورت کو بدلنا چاہتے ہیں۔ پر وہ جو اس کی روح و معنی کو بدلتے ہیں، ایک ایسی حیات قائم و دائم اور ہستی عام و غیر محدود دے کر آتے ہیں کہ نہ تو وقت کا امتداد و بعد اُن کی یاد کو فنا کر سکتا ہے اور نہ حوادث و تغیرات کا ہاتھ اُن کے ذکر کو مٹا سکتا ہے۔ صدیوں پر صدیاں گذر جاتی ہیں مگر اُن کا ذکر دنیا کو ایسا ہی یاد ہوتا ہے جیسا کہ اُن کے ظہور کے پہلے دن تھا۔

وہ اپنی یاد اور تذکار کو آئندہ باقی رکھنے کے لئے جمعیۃ بشری

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کے سپرد کر دیتے ہیں جو نسلاً بعد نسل اس مقدس امانت کی حفاظت کرتی رہتی ہے اور کروڑوں انسان اپنے تئیں اس کی یاد کا پیکر و تمثال بنا لیتے ہیں پس جو قوت کہ ایک کی جگہ کروڑوں میں ہو اور جس امانت کے حامل و محافظ اوقات و ایام نہیں بلکہ ارواح و قلوب ہوں، اس کو کون مٹا سکتا ہے اور وہ کب نابود ہو سکتی ہے ؟ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ (۳۶ : ۱۲)

سکندر کا نام تاریخ کے کہنہ صفحوں کے باہر کتنوں کو یاد ہے ؟ روما کے فاتح اعظم کو آج کون ہے جو عمر بھر میں ایک مرتبہ بھی یاد کر لیتا ہو ؟ شہروں کے بسانے والے، ملکوں کو فتح کرنے والے دریاؤں کو کاٹنے والے اور پہاڑوں میں سے راہ نکالنے والے اپنے اپنے وقتوں میں بڑے ہی طاقتور ہوں گے جب کہ انھوں نے ایسے ایسے عظیم الشان انقلابی کام کیے تھے، با ایں ہمہ وقت کے گذرنے کے ساتھ ہی ان کا وجود اور ان کے انقلابات کا ذکر بھی فنا ہو گیا۔ اور دنیا نے انھیں یاد رکھنے کی ذرا بھی پروانہ کی حتیٰ کہ وہ آج مٹ جانے والی قبروں اور نابود ہو جانے والے نشانوں کی طرح گمنام ہیں اور کسی کو اتنا بھی یاد نہیں ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کہ وہ کب تھے؟ کہاں تھے؟ اور اُنھوں نے دنیا میں کیا کیا انقلابات کئے؟ کَانَ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَذْکُوْرًا ۔

سنہ عیسوی

ایسا ہی ایک انقلاب روحانی تھا، جو اب سے ٹھیک ۱۳۴۴ برس پہلے دنیا میں ہوا، جبکہ دنیا تغیر کے لئے بیقرار اور تبدیلی کے لئے تشنہ تھی، اور جبکہ کوئی نہ تھا جو اس کی پیاس کو بجھائے اور اس کے لئے مضطرب ہو۔ وہ سمندروں کی طغیانی نہ تھی جو زمین کی بستیوں پر چڑھ آتے ہیں، بلکہ سرچشمۂ ہدایت وفیضان الٰہی کا ایک سرجوش آسمانی تھا جو برسات کے پانی کی طرح زمین پر برساتا اُسے سیراب کردے۔ وہ زمین کی سطح کو ہلانے والا بھونچال نہ تھا جس سے ڈر کر انسان روتا ہے اور پرند اپنے گھونسلوں سے نکل کر چیخنے لگتے ہیں، بلکہ عالم روح ومعنی کا ایک آسمانی زلزلہ تھا جس کی جنبش نے دلوں کو غفلت سے بیدار کیا اور بیقرار روحوں کو امن اور راحت بخشی، تا وہ سونے کی جگہ بیدار ہوں اور رونے کی جگہ خوشیاں منائیں وہ انسانوں کی درندگی نہ تھی جو اپنے ابنائے جنس کو سانپوں کی طرح ڈستی اور بھیڑیوں کی طرح چیرتی پھاڑتی ہے، بلکہ خدا کی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اور فرشتوں کی برکت کا ایک الٰہی ظہور تھا، جو نسل آدم کے بچھڑے ہوئے گھرانوں کو یک جا کرتا اور زمین کو اس کی چھنی ہوئے امنیت اور سعادت واپس دلاتا تھا۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

(۹ : ۱۲۸)

تمھارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول الٰہی آیا جس پر تمھاری تکلیف بہت ہی شاق گذرتی ہے۔ اور تمھاری اصلاح کی اُسے بڑی ہی تمنا ہے۔ مسلمانوں پر نہایت شفیق اور بے حد مہربان!

لیلۃ القدر

یہ انقلاب جس نے دنیا کے لیالی و ایام ہدایت کی تقویم بدل دی، فی الحقیقت ایک مقدس ذات تھی جو وادی بطحیٰ کے کنارے جبل بوقبیس کی ایک تنگ و تاریک غار کے اندر نمودار ہوئی اور اس شبستان لاہوتی کے اندر مشرق ربوبیت اعلیٰ سے آفتاب کلام اللہ طلوع ہوا!

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا

اے لوگو! تمھارے پروردگار کے طرف سے تمھارے پاس برہان مقدس"

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا | بھیجی گئی اور ہم نے تمھاری طرف
(۴ : ۱۷۴) | ایک نہایت روشن اور کھلا نور نازل
کیا!

دنیا پر چھ صدیاں ضلالت کے سناٹے اور کفر کی خاموشی کی گذر چکی تھیں لیکن اب وقت آگیا تھا کہ سینا کے بیابان کا خداوند اور کوہ ...ن کی روح القدس پھر گویا ہو، اور ایام اللہ کا ایک نیا موسم ... پر آئے۔ پس ایسا ہوا کہ فضائے وحی الٰہی کے افق مبین پر نور روشنی کی بدلیاں چھاگئیں، فیضان الٰہیہ کے بحر رواں ہار جوش میں آگئے، ملائے اعلیٰ اور قدسیان عالم بالا میں ہل چل مچ گئی، مدبرات روحانیہ اور ملائکہ سماویہ کو حکم ہوا کہ زمین کی طرف متوجہ ہو جائیں کیونکہ اب وہ آسمانوں میں مقہور و مخذول نہیں رہی۔ آسمانوں کے وہ دروازے جو صدیوں سے زمین پر بند کر دئے تھے، یکایک کھل گئے۔ خزائن فیضان و برکات سماویہ جن کی بخشش کا سلسلہ رک گیا تھا پھر مساکین ہدایت و سائلین رحمت کے منتظر ہو گئے۔ خداوند سینا اپنے دس ہزار قدسیوں کو ساتھ لے کر فاران پر نمودار ہوا تا آتشین شریعت کو ہویدا کرے، اور کوہ سعیر کی روح القدس فارقلیط اعظم کی ہیکل میں متشکل ہوئی تا اس کو بھیج دے جو ناصرہ کے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نبی کے آئے بغیر نہیں جا سکتا تھا:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ	ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں اُتارا
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ	اور تم سمجھے کہ لیلۃ القدر کیا شے ہے؟
لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ	لیلۃ القدر ایک عہد رحمت و دورِ برکت ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔
تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ	ملائکہ سماوی و روح الٰہی کا اس میں ہر طرف سے نزول ہوتا ہے
سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔	سلام اس پر، یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جائے۔

وہ آتش فشاں پہاڑوں کا پھٹنا نہ تھا جن کی چوٹیوں سے آگ اُبلتی اور ہلاکت و موت بن کر اجسام حیوانیہ پر برستی ہے، بلکہ وہ فاران کی چوٹیوں پر نمودار ہونے والا ابر رحمت تھا جو انسانیہ کی سوکھی کھیتیوں کو سرسبز کرنے اور کائنات ارضی کی تشنگی سعادت کو سیراب کرنے کے لئے امنڈا تھا، تاکہ جس طرح یروشلیم کے مرغزار ول کو ہدایت کی بہشت بنایا گیا تھا، اسی طرح عرب کی ریتلی اور بنجر زمین کو بھی شگفتہ و شاداب کر دے:

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَةِ اللّٰهِ	پس رحمتِ الٰہی کی نشانیوں کو دیکھو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۳۰:۴۹)

کہ کس طرح وہ موت کے بعد زمین کو حیات بخشتا ہے۔ بے شک وہ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر بات پر قادر ہے!

نزولِ قرآنی

یہ قرآنِ حکیم اور فرقانِ مبین کا نزول تھا جس نے قلبِ محمد ابنِ عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا مہبط و مورد بنایا، جبکہ وہ غارِ حرا کے اندر بھوکا پیاسا، تمام مادیاتِ عالم سے کنارہ کش ہو کر اپنے پروردگار کے حضور میں سربسجود تھا:

اِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ، بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ، وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ۔ (۲۶:۱۹۱)

بے شک وہ پروردگارِ عالم کا اُتارا ہوا کلام ہے، روح الامین نے تیرے قلب پر نازل کیا تاکہ تو ضلالت و فساد کے نتائج سے دنیا کو ڈرانے والوں میں سے ہو اور سعادت و فلاح کی طرف دعوت دے۔ یہ کلام نہایت کھلی ہوئی اور واضح زبانِ عربی میں نازل ہوا اور پچھلی کتابوں میں اس کی خبر دی جا چکی تھی۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

وہ غذائے آسمانی کی طلب میں زمین کی پیداوار سے کنارہ کش ہوکر بھوکا پیاسا تھا، پس خداوند نے اس کی بھوک کو دنیا کی سیرابی کے لئے قبول کر لیا وھو یطعمنی ویسقینی ۔ وہ انسانیت کی غفلت و سرشاری کے دور کرنے کے لئے راتوں کو اٹھ اٹھ کر جاگتا تھا، پس اللہ نے اس کی بے خواب آنکھوں کو اپنے نظارۂ جمال سے ٹھنڈک بخشی قرۃ عینی فی الصلوٰۃ اور تمام عالم کے لئے لئے اُسے بصیرت عطا کی قد جاءکم بصائر من ربکم ۔ وہ انسانوں کو سرکشی اور تمرد کے عصیان سے نکالنے کے لئے شہنشاہِ ارض و سما کے آگے سربسجود تھا، پس رب الافواج نے اُس کے سر کو الفت و یگانگت کے ہاتھوں سے اُٹھایا، اور زمینوں اور آسمانوں میں سربلندی دی، تا اس کی روح اُس کے کلام کی حامل ہو، اور اس کے منہ سے خدا کی آواز نکلے:۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (۵۳: ۴)

سعادت بشری کا یہ پاک پیغام جس کی تبلیغ نبی اُمّی کے سپرد ہوئی، وحی الٰہی کا یہ فتح باب جو غارِ حرا کے عزلت گزیں پر ہوا خدا کا یہ مقدس کلام جو بلسان عربی مبین اس کے منہ میں ڈالا گیا،

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

سب سے پہلے جس رات میں اس کا ظہور ہوا وہ "لیلۃ القدر" تھی اور لیلۃ القدر جس مہینے میں آئی وہ رمضان المبارک تھا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِی اُنْزِلَ	رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن
فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى	نازل ہوا جو انسانوں کے لئے سرتاپا
لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ	ہدایت ہے اور جس کی تعلیم ہدایت،
الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ (بقرہ)	تمیز اور حق و باطل کی نشانی ہے۔

انقلاب اعظم

قرآن حکیم، فرقان مجید، نور و کتاب مبین، بصائر للناس، ہدیٰ و موعظۃ للمتقین، شفاء لما فی الصدور نے نازل ہوتے ہی تاریخ عالم کا صفحہ اُلٹ دیا، اور کشور انسانیۃ کی از سرِ نو تعمیر شروع کی وہ تمام تاریکیاں جنھوں نے نور سعادت سے دنیا کو محروم کر دیا تھا اور عالم ارضی یکسر شب تاریک ہو رہا تھا، اس آفتاب ہدایت کے طلوع ہوتے ہی نابود ہو گئیں اور ظلمت و تاریکی کی جگہ نور اور روشنی کا عہد رحمت شروع ہوا۔ اس نے کفر و وثنیت کے طوق سے انسانوں کو نجات دلائی، انسانی غلامی و استبداد کی زنجیروں سے انھیں رہا کیا۔ نیکیوں کا ایک لشکر ترتیب دیا جس نے صدیوں کی پھیلی ہوئی بدیوں اور جمی ہوئی گمراہیوں کو شکست دی، اور خدا کی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بندگی اور پرستش کی ایک ایسی بادشاہت قائم کر دی جس کے آگے دنیا کی تمام ماسوا اللہ طاقتیں سرنگوں ہو گئیں۔

قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِينٌ ۝ يَهْدِي بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّورِ بِاِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ (۱۸ : ۵)

بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور واضح و روشن کتاب آئی۔ اللہ اس کے ذریعے ان لوگوں پر سلامتی کی راہیں کھول دیتا ہے جو اس کی رضا کی متابعت کرتے ہیں وہ انھیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے اور صراطِ مستقیم کی طرف ان کی ہدایت کرتا ہے!

ماہِ مقدس

پس رمضان المبارک کا مہینہ فی الحقیقت اس سعادت انسانیہ اور ہدایتِ امم کے ظہور کی یادگار ہے، جس کا دروازہ قرآن حکیم کے نزول سے دنیا پر کھلا، اور خدا اور اس کے بندوں میں ہجر و حرماں کی جگہ وصل و محبت کے راز و نیاز شروع ہوئے۔ یہی مہینہ ہے جو اس آسمان کی سب سے بڑی برکت کے نزول کا ذریعہ بنا، اور یہی مہینہ ہے جو اپنے ساتھ زمین کی سب سے بڑی سعادت

لایا۔ اسی موسم میں خدا کی رحمتوں کی پہلے پہل بارش ہوئی اور اسی عہد میں دنیا کی وہ سب سے بڑی خشک سالی ختم ہوئی جو صدیوں سے کائنات روح و قلب پر چھائی ہوئی تھی۔ ہدایتوں کے فرشتے اسی میں اُترے، سعادت کے قدوسی اسی میں زمین پر پھیلے۔ خدا نے سب سے پہلے اسی مہینے میں بندوں کو پیار کیا اور بندوں نے بھی سب سے پہلے اسی ماہ میں اس کی محبت کا جام پیا۔ یہ پاکی اور بزرگی کا وقت تھا کہ پاک تعلیمات کا منبع بنا اور عظمت و شرف کا عہدِ مقدس تھا کہ خدا کا کلام اس کے بندوں پر نازل ہوا۔

پس جبکہ دنیا طرح طرح کی مادی یادگاروں کو بنانا چاہتی تھی، تو مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اس روحانی انقلاب کی یادگار کے امانت دار بنیں۔ اور جس ماہِ مبارک کو اپنی برکتوں اور رحمتوں کے نزول کی وجہ سے خداوند نے قبول کر لیا ہے، اس کی قبولیت سے انکار نہ کریں۔ دنیا خوں ریزیوں کی یادگار مناتی ہے لیکن یہ سچے امن اور حقیقی رحمت کی یادگار ہے۔ دنیا لڑائیوں کی یاد رکھنا چاہتی ہے، یہ صلح و امنیت کے ورود کی یادگار ہے۔ دنیا نے تخت نشینوں کو سب سے بڑا سمجھ کر یاد رکھنا چاہا مگر یاد نہ رکھ سکی۔ خدا نے بتلایا کہ سب سے بڑا انسان ایک غار نشین تھا جس کی یادگار

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

زندہ رکھی گئی اور ہمیشہ زندہ رہی۔ دُنیا نے ملکوں کی فتح اور زمینوں کی تسخیر کو بڑا واقعہ سمجھا اور اس کی یاد میں خوشیاں منائیں، مگر ہمیں تعلیم دی گئی کہ دلوں کی فتح اور روحوں کی تسخیر ہی سب سے بڑی بات ہے اور اسی کی یادگار منانی چاہیئے :

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (۹۴:۴) — اور ہم نے تیرے ذکر کو رفعت اور بقائے دوام عطا فرمایا!

اسوۂ ابراہیمی و اسوۂ محمدی

اللہ تعالیٰ کا قاعدہ ہے کہ وہ اپنے قدوسیوں اور محبوبوں کے کسی فعل کو ضائع نہیں کرتا، اور اسے مثل ایک مظہر فطرۃ کے دنیا میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیتا ہے۔ حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خانہ کعبہ کی دیواریں چنیں اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اس قربان گاہ کا طواف کیا۔ خدا کو اپنے دوستوں کی یہ ادائیں کچھ اس طرح بھا گئیں کہ اس موقعہ کی ہر حرکت کو ہمیشہ کے لئے قائم کر دیا اور اس کی یادگار منانا تمام پیروان دین حنیفی پر فرض کر دیا۔ ہر سال جب حج کا موسم آتا ہے تو لاکھوں انسانوں کے اندر سے اسوۂ خلیل اللہ جلوہ نما ہوتا ہے، اور ان میں سے ہر متنفس وہ سب کچھ کرتا ہے جو اب سے کئی ہزار سال پہلے خدا کے

دو دوستوں نے وہاں کیا تھا۔ یہی معنی ہیں اس بیانِ الٰہی کے کہ

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝ (۱۴:۱۹)

ہم نے حضرت ابراہیم اور ان کی ذریت جسمانی و روحانی کو اپنی رحمت میں سے بڑا حصہ دیا، اور وہ یہ تھا کہ ان کے لئے ایک اعلیٰ واشرف ذکر خیر دنیا میں باقی رکھا۔

یہ تو "اسوۂ ابراہیمی" کی یادگار تھی۔ لیکن جب وہ آیا جس کے لئے خود ابراہیم خلیل نے خداوند کے حضور میں التجا کی تھی:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ! (۲:۱۲۴)

اے پروردگار! میری ذریت میں ایک ایسا رسول بھیج جو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنائے۔ کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور دلوں اور روحوں کا تزکیہ کردے، بے شک تو ہی عزیز و حکیم ہے!

تو دنیا کے لئے "اسوۂ محمدی" کی حقیقۃ الحقائق اعلیٰ رونما ہوئی اور ہدایت و سعادت کی اور تمام حقیقتیں بے اثر ہوگئیں۔ اس اسوۂ عظیمہ کا سب سے پہلا منظر وہ عالم ملکوتی کا استغراق اور

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

استہلاک تھا، جبکہ صاحب فرقان نے انسانوں کو ترک کرکے خدا کی صحبت اختیار کرلی تھی اور انسان کے بنائے ہوئے گھروں کو چھوڑکر غار حراء کے غیر مصنوع حجرے میں غلوت گزیں ہوگیا تھا وہ اس عالم میں متصل بھوکا پیاسا رہتا تھا اور پوری پوری راتیں جمال الہی کے نظارے میں بسر کردیتا تھا، تا آنکہ اس تنگ و تاریک غار کی اندھیاری میں طلیعۂ قرآنی کا نور بے کیف طلوع ہوا، اور مشرقستان الوہیت سے نکل کر اس کے قلب مقدس میں غروب ہوگیا:

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا (۲۵: ۱)	تمام حمد و ثنا اس خدا کے لیے جس نے فرقان اپنے بندے پر نازل کیا، تاکہ وہ دنیا جہان کے لئے ڈرانے والا ہو۔

پس جس طرح خدا تعالیٰ نے دین حنیفی کے اولین داعی کے اسوہ کو حیات دائمی بخشی تھی، اسی طرح اس آخری متمم و مکمل وجود کے اسوۂ حسنہ کو بھی ہمیشہ کے لئے قائم کردیا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ	بے شک تمہارے لئے رسول اللہ کے اعمال حیات میں ارتقاء انسانیہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

حَسَنَۃٌ ۔ کا اعلیٰ ترین نمونہ رکھا گیا ہے۔

وہ بھوکا پیاسا رہتا تھا، پس تمام مومنوں کو حکم دیا گیا کہ تم بھی ان ایام میں بھوکے پیاسے رہو، تا ان برکتوں اور رحمتوں میں سے حصہ پاؤ جو نزول قرآنی کے ایام اللہ کے لئے مخصوص تھیں۔ وہ اپنا گھر بار چھوڑ کر ایک تنہا گوشے میں خلوت نشیں تھا، پس ایسا ہوا کہ ہزاروں مومن و قانت روحیں ماہ مقدس میں اعتکاف کے لئے مسجد نشیں ہونے لگیں اور اس طرح غار حرا کے اعتکاف کی یاد ہر سال تازہ ہونے لگی۔ وہ راتوں کو حضور الٰہی میں مشغول عبادت رہتا تھا، پس پیروان اسوۂ محمدیہ و متبعان سنت احمدیہ بھی رمضان المبارک کی راتوں میں قیام لیل کرنے لگے، اور تلاوت و سماعت قرآنی کے وسیلے سے وہ تمام برکتیں ڈھونڈھنے لگے، جو اس ماہ مبارک کو اس کے نزول و سعود سے حاصل ہیں!

فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۔

پس تم میں سے جو اس مہینے کو پائے اُسے چاہیئے کہ روزہ رکھے۔

جس طرح اسوۂ ابراہیمی کی یادگار حج کو فرض کر کے قائم رکھی گئی اور لاکھوں انسانوں کو اسوۂ ابراہیمی کا پیکر بنایا گیا، اسی طرح اسوۂ محمدی کی بھی یہ یادگار ہے جو ماہ رمضان کی صورت میں قائم رکھی۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

گئی اور جو تیرہ سو برس کے گذر جانے کے بعد بھی زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گی۔

خدا کی قائم کی ہوئی یادگاریں کاغذوں، اینٹ اور پتھر کی دیواروں، اور فانی زبانوں کی روایتوں میں باقی نہیں رکھی جاتیں کہ یہ انسانوں کے کام ہیں۔ وہ اپنے جس بندے کو بقائے دوام کے لئے چُن لیتا ہے اس کی یادگار کو مجمع انسانیہ کے سپرد کر دیتا ہے اور نوع بشری اس کی حامل بن جاتی ہے، پس نہ تو وہ مٹ سکتی ہے اور نہ کوئی اُسے مٹا سکتا ہے۔ آج بھی کروڑوں انسان کرۂ ارض پر موجود ہیں جو ماہِ مقدس کے آتے ہی اپنی زندگی کو یکسر بدل دیتے ہیں، اور اس یادگارِ عظیم و قدوس کو اس طرح اپنے جسم و دل پر طاری کر لیتے ہیں کہ اسوۂ محمدی کی روحانیت کیری کروڑوں روحوں کے اندر سے انا الحی بالحی الذی لا یموت (میں زندہ و باقی ذات میں فنا ہو کر خود بھی ہمیشہ کے لئے زندہ و باقی ہو گیا ہوں) کی صدائے حقیقت سے غلغلہ انداز عالم و عالمیاں ہوتی ہے۔ پھر کیسی مقدس و اقدس تھی وہ بھوک، جس ایک بھوک کی یاد میں خدا نے اپنے لاتعداد لاتحصی بندوں کو بھوکا رکھا اور کیسی پاک اور بزرگ تھی وہ ذات جس کی حیاتِ طیبہ کا کوئی فعل

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

گمنامی کے لئے نہیں چھوڑ گیا! پس اے پیروانِ دین حنیفی، و اے
وابستگان اسوۂ محمدی، آؤ کہ نزول ہدایت و سعادت کے اس
انقلاب عظیم کی یادگار منائیں، اور جس طرح صاحب قرآن اس ذات
حی و قیوم میں فنا ہو گیا تھا، ہم بھی اس کے اسوۂ حسنہ کے اتباع
میں اپنے تئیں فنا کر دیں۔ کیونکہ محض جسم کی بھوک اور پیاس سے وہ
حقیقت ہم پر طاری نہیں ہو سکتی جب تک کہ روح اور دل پر بھی
جسم کی طرح روزہ نہ طاری ہو جائے: فَسُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ
وَالْمَلَکُوْتِ، سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظْمَۃِ وَالْهَیْبَۃِ وَ
الْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ، سُبْحَانَ الْمَلِکُ الْحَیِّ الَّذِی
لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ، اَبَدًا اَبَدًا، سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ
رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوْحِ!!

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ليلة القدر

عالم تقدیر خاموش نہیں ہے ۔ وہ ایک امام ناطق ہے ۔ اُس نے مجموعی طور پر تمام عالم کی قسمت کا فیصلہ ازل ہی میں کر دیا تھا ، لیکن اشخاص و اقوام کی تقدیر کا فیصلہ ہمیشہ ہوتا رہتا ہے ۔

کارکنان قضا و قدر بہت سی قوموں کی قسمت کا فیصلہ کر چکے تھے مگر ایک بادیہ نشین قوم پہاڑوں کے دامن میں دبی پڑی تھی ۔ اُنھی پہاڑوں کے غار سے آتش شریعت کا ایک شرارہ اُڑا ، اور دفعتہً خرمن جہل و ضلالت پر برق خاطف بن کر گرا ۔ اس مردہ قوم کی سوئی ہوئی تقدیر نے مدت کے بعد ایک خاص رات میں کروٹ بدلی ، اس لئے اس رات کو "لیلۃ القدر" کہا گیا ۔ کیونکہ اسی رات میں اس کے کارنامۂ اعمال کو قرآن حکیم کے ذریعے سے معین و مقدر کر دیا گیا تھا !

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں نازل کیا[1]

لَيْلَةُ الْقَدْرِ : قِيْلَ لَيْلَةُ الشَّرَفِ وَالْفَضْلِ وَقِيْلَ لَيْلَةُ

[1] دیکھے صفحہ ۲۸۶

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

التَّدْبِيْرِ وَالتَّقْدِيْرِ وَهُوَ اَقْرَبُ (احکام القرآن لابن عربی)

عربی زبان میں متکلم کے لئے "انی" و "انا" کی دو ضمیریں ہیں جو بترتیب "واحد متکلم" و "جمع متکلم" کے لئے مستعمل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب

حاشیہ صفحہ ۲۸۵ یہاں فرمایا کہ قرآن کریم لیلۃ القدر میں اترا، اور سورۂ بقر میں فرمایا کہ رمضان میں: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ پس اس سے ثابت ہوا کہ لیلۃ القدر سے رمضان ہی کی رات مراد ہے۔ نزول قرآنی سے مقصود یہ ہے کہ نزول کا آغاز لیلۃ القدر اور رمضان المبارک میں ہوا ورنہ یہ ظاہر ہے کہ پورا قرآن نجماً نجماً ۲۳ برس میں نازل ہوا ہے۔

"قرآن" اور "الکتاب" کا اطلاق جس طرح کل پر ہوتا ہے اسی طرح اس کے ایک جزء پر بھی ہوسکتا ہے۔ قرآن کے ہر ٹکڑے کو اللہ نے قرآن اور الکتاب کہا ہے۔

لیکن بعض مفسرین کو خیال ہوا کہ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ سے مقصود پورے قرآن کا نزول ہے، اس لئے انھوں نے طرح طرح کی تاویلیں کیں۔ مثلاً کہا گیا کہ قرآن کریم رمضان کی بیس راتوں میں جبریل علیہ السلام کو دیا گیا اور انھوں نے ۲۰ سال کے اندر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل

(اگلے صفحہ پر)

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا کی نشاءۃ اولیٰ کا موسس بنانا چاہا تو فرمایا:

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (۲:۲۹) — میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے معمولی صیغہ واحد متکلم کا استعمال کیا ہے، کیونکہ اشیا و امثال کا پیدا کرنا اس کی قدرت

(باقی صفحہ ۲۸۶) کیا، لیکن قاضی ابوبکر ابن عربی لکھتے ہیں:

ومن جهالة المفسرين انهم قالوا ان السفرة القته الى جبريل فى عشرين ليلة و القاه جبريل الى محمد عليهما السلام فى عشرين سنة و هذا باطل ليس بين جبريل و بين الله واسطة ولا بين جبريل و محمد عليهما السلام واسطة (احكام القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۱۷)

اور مفسرین کی یہ جہالت ہے جو وہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم بیس راتوں کے اندر خدا نے جبریل علیہ السلام کو دیا اور اُنھوں نے بیس سالوں کے اندر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا۔ سو ایسا کہنا بالکل باطل ہے۔ نہ تو خدا اور جبریل میں کوئی واسطہ ہے اور نہ جبریل اور آں حضرت علیہما السلام میں کوئی واسطہ۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کاملہ کے نزدیک کوئی غیر معمولی اہمیت نہیں رکھتا تھا۔ لیکن بطونِ ارواح کی نشاءۃ جدیدہ دنیا کے لئے مایۂ صد رحمت و برکت تھی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے جب کسی پیغمبر کو اس نشاءۃ حقیقہ کا ذریعہ بنایا ہے تو اس موقع پر اپنے لئے ضمیر جمع متکلم کا صیغہ استعمال کیا ہے جو وحدہ کے لئے تعظیم و شرف کا پہلو رکھتا ہے۔ یہ تعظیم درحقیقت اس جدید روح سعادت و ہدایت کی اہمیت و عظمت کو نمایاں کرتی ہے جو دنیا میں ظہور پذیر ہونا چاہتی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا کا قالب موزوں تیار کر دیا تھا لیکن وہ روح سے یعنی ترقی یافتہ دین الٰہی کی حقیقی روح سے خالی تھا۔ اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کو یہ امانت دے کر دنیا کی طرف بھیجا جو ایک عظیم الشان روحانی انقلاب تھا، پس ضمیر تعظیمی سے اس کا اظہار کیا:

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا — ہم نے نوح کو بھیجا۔

لیکن یہ روح امتداد زمانہ سے فرسودہ ہو گئی تھی، بلکہ سچ یہ ہے کہ بالکل مردہ ہو گئی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعے اس روح مردہ کو، اس گل پژمردہ کو، اس بخت خفتہ کو،

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پھر زندہ کیا، شگفتہ کیا، بیدار کیا۔ یہ ایک عظیم الشان انقلاب تھا، جس نے نقشۂ عالم کو یکسر پلٹ دیا تھا، پس ہمیشہ اس کی اہمیت بھی ضمیر تعظیمی کے پردے میں نمایاں کی گئی:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ — ہمیں ہیں کہ ہم نے اپنے ذکر کو نازل کیا۔

(۱۵ : ۹)

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ — ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔

اسی کتاب ذوالخطر والبال کو خدا نے "کوثر" بھی کہا ہے کہ وہ مایہ خیر کثیر ہے:

اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ — ہم نے تم کو کوثر یعنی قرآن عطا فرمایا

یہاں بھی قرآن کا ذکر متکلم جمع تعظیمی سے کیا۔

اسی کے ذریعے دینِ ابراہیم زندہ ہوا ہے، اس لئے اس منبع خیر کے عطا کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے اس کی سب سے بڑی یادگار "قربانی" کے قائم کرنے کا حکم دیا:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ — تو اپنے خدا کی نماز پڑھ اور قربانی کر!

اللہ تعالیٰ نے اسی دین کے ذریعے ابراہیم علیہ السلام کی یادگار اور ذکرِ عظیم کو قائم رکھا:

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا — اور ہم نے ان کے ذکر خیر کو رفعت وبلندی عطا کی۔

آں حضرت کا ذکر جمیل بھی اسی کی برکت سے غلغلہ انداز عالم روح وایمان ہے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اس لئے ان دونوں مقامات میں بھی جمع متکلم کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

مذہب کی پاک روح مردہ ہوگئی تھی؛ لیکن اس رات میں اعادہ معدوم اور حیات بعد الممات ہوا۔ وہ کتم عدم سے عالم شہود میں اُتری:

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ — اس رات میں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے اترتے ہیں۔

فرشتے اور روح اس رات میں اُترتے ہیں، مگر بتدریج پورے ایک مہینے میں اُترتے ہیں۔ کیوں کہ دنیا کا دامن دفعۃً ان برکات وفضائل کے سمیٹنے کی وسعت نہیں رکھتا؛

داماں نگہ تنگ وگل حسن تو بسیار
گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

لیکن یہ ملائکہ کیا ہیں ؟ اور اس روح کی حقیقت کیا ہے؟ اللہ تعالےٰ نے خود اسی آیت میں اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے :
مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ یعنی وہ ملائکہ اور روح امن اور سلامتی ہیں جو دنیا کو یکسر امنیت و سلامتی کی برکتوں سے معمور کر دیتے ہیں!

یہ سکون ، یہ اطمینانِ کامل ، یہ سلامتی ، یہ امن عام جو ہم پر آسمان سے اُترا ، صرف عرب کے لئے مخصوص نہ تھا بلکہ وہ مشرق و مغرب دونوں کو محیط ہے - ہمارا آفتاب اگرچہ مغرب سے طلوع ہوا تھا جو ہمارا قبلۂ ایمان ہے ، لیکن اس کی شعاعوں نے مشرق کے افق کو بھی روشن کر دیا جہاں سے دنیا کا سورج نکلتا ہے ، اور جہاں سے صبح کا ستارہ طلوع ہوتا ہے -

هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ . وہ امن و امان کا پیغام صبح کے طلوع ہونے کی جگہ تک یعنی مشرق تک پہنچ جائے گا -

دنیا نے اس وعدے کی صداقت کو دیکھ لیا ، جب خدا کے پاک فرشتے یعنی قرآن نے مشرق و مغرب دونوں کو اپنے پروں کے نیچے چھپا لیا - اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ مُّحِيْط

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

امن و امان کا یہ پیغام کیا ہے؟ اور وہ کیونکر مشرق و مغرب تک پہنچایا جائے گا؟

قرآن حکیم نے دوسری آیتوں کے ذریعے اس نکتے کو حل کر دیا ہے:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِیۡنَ ۝ فِیۡهَا یُفۡرَقُ كُلُّ اَمۡرٍ حَكِیۡمٍ ۝ اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرۡسِلِیۡنَ ۝ رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ۝

(۴۴ : ۴)

ہم نے قرآن کو ایک مبارک رات میں اتارا کیونکہ ہم دنیا کو اس کی ضلالت کے نتائج سے ڈرانے والے تھے۔ تمام انتظامات الٰہیہ جو حکمت و مصلحت عالم پر مبنی ہیں، اسی رات میں طے پاتے ہیں۔ از انجملہ قرآن کا نزول جو اسی رات میں شروع ہوا۔ نیز ہمیں اپنا رسول بھیجنا مقصود تھا جس کا ظہور اللہ کی رحمت کا نزول ہے۔

اب ان دونوں سورتوں کے تطابق و تشاکل پر غور کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ قدر میں فرمایا: اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ اور یہاں فرمایا: اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اس لئے یہ دونوں راتیں ایک ہی ہیں۔ وہاں فرمایا تھا: تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ اور فرمایا:
فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ أَمْرًا مِنْ عِنْدِنَا اس بنا پر یہ "امر سلام"
اور یہ "امر حکیم" جس کی تنزیل و تقسیم لیلۃ القدر میں خدا کے حکم سے
کی گئی ہے۔ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ خود وہ "امر سلام" اور "امر حکیم"
کیا چیز ہے؟ دوسری آیتوں نے اس کی بھی تفسیر کر دی ہے:

الٓرٰ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ ۝ أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ رَجُلٍ مِنْهُمْ أَنْ أَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ

یہ قرآن حکیم کی آیات ہیں، پھر کیا لوگوں کو تعجب ہے کہ ہم نے اُنھی میں سے ایک آدمی پر وحی کی تاکہ وہ لوگوں کو ڈرائے اور مومنوں کو اس بات کا مژدہ سُنائے کہ خدا کے تخت کے نیچے ان کا قدم جم گیا ہے؟

اس لیے یہ "امر حکیم" اور یہ "امر سلام" خود قرآن کریم ہے
جو لیلۃ القدر میں نازل کیا گیا۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اللہ تعالیٰ نے سورۂ قدر میں قرآن حکیم کی چند خصوصیات کا اجمالی ذکر فرمایا تھا، لیکن اس آیت میں وہ خصوصیتیں بہ تفصیل بیان فرمائی ہیں۔

سورۂ قدر میں فرمایا تھا کہ "وہ سورج کے طلوع ہونے کی جگہ تک پھیل جائے گا" یہ نہایت مجمل طرز خطاب تھا۔ سورۂ دخان میں اس کی تفسیر بھی کردی فیھا یفرق کل امر حکیم امراً من عندنا یعنی قرآن حکیم کی آیتیں ہمارے حکم سے ایک پیغمبر پر تقسیم کی جاتی ہیں، تاکہ وہ دنیا کے سامنے ان آیتوں کو لے کے جائے اور ہر شخص کے آگے اس خوان کرم کو بچھا دے، تاکہ ہر شخص اپنا حصہ لے لے: اِنَّا کُنَّا مرسلین رحمۃ من ربک لیکن دنیا غفلت کی نیند میں سو رہی تھی، اس لئے یہ ابر رحمت پہلے گرجا تاکہ دنیا جاگ اُٹھے۔ اس نے اپنی چادر غیب سے پہلے اس ہاتھ کو نکالا جس میں بجلی کا تازیانہ تھا:

یٰاَیُّھَا المُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ
اوچادر اوڑھنے والے! اُٹھ اور ڈرا!

پہلے اس کو گرجنے اور تڑپنے کی ضرورت تھی، اس لئے وہ گرجا، چمکا، تڑپا، اِنَّآ اَنزلنٰہُ فِی لَیْلَۃٍ مُّبَارَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ لیکن درحقیقت اس کا یہ وصف عارضی تھا، ورنہ رفق و ملاطفت

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اس کا مایۂ خمیر، اور عنصر حقیقی ہے: عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ اس لئے وہ روئی کے گالے سے بھی زیادہ نرم و سفید بادل کا ایک ٹکڑا تھا، جو آب شیریں کا خزانہ اپنے ساتھ رکھتا تھا اگرچہ ابتدا میں بجلی کی کڑک اس کا مظہر ورود ہوئی۔ یہ انداز وعید، یہ قہر و غضب اس قوم کی شامت اعمال کا نتیجہ تھی، ورنہ پیغمبر امی خدا کی طرف سے صرف بشارت رحمت اور لطف و کرم کا مجسمہ بنا کر بھیجا گیا تھا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ

لیکن خدا کی یہ رحمت صرف عرب کے ساتھ نہ تھی بلکہ اس ابر کرم نے تمام مشرق و مغرب کو جل تھل کر دیا۔ چنانچہ دوسری جگہ رحمۃ من ربک کی تفسیر کر دی گئی۔

وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ — ہم نے تجھ کو تمام دنیا کے لئے صرف رحمت ہی بنا کے بھیجا!

"لیلۃ القدر" کو تمام راتوں پر صرف اسی لئے فضیلت نہیں ہے کہ اس میں عبادت کا ثواب تمام راتوں سے زیادہ ملتا ہے بلکہ اس بنا پر بھی کہ اس میں ہم کو ایک کتاب دی گئی اور ہم کو مشرق و مغرب میں اس کی منادی کرنے کا حکم دیا گیا۔ بادشاہوں کی منادی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

طبل وعلم کے ساتھ کی جاتی ہے، لیکن خدا کی منادی تہلیل وتکبیر کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ رمضان کے بعد عید کا حکم اسی لئے دیا گیا تھا کہ تہلیل وتکبیر کی مقدس صداؤں میں اسلام کے جاہ وجلال، نفوذ و قوت، اور وسعت واثر کا سماں دنیا کو نظر آجائے وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۰

پھر آہ تمھاری غفلت کیسی شدید اور تمھاری گمراہی کیسی ماتم انگیز ہے کہ تم لیلۃ القدر کو تو ڈھونڈھتے ہو پر اس کو نہیں ڈھونڈھتے جو لیلۃ القدر میں آیا اور جس کے ورود سے اس رات کی قدر و منزلت بڑھی۔ اگر تم اُسے پالو تو تمھارے لئے ہر رات لیلۃ القدر ہے:

ہر شب شب قدر است اگر قدر بدانی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

عید الفطر

عید آمد و افزود غمم را غم دیگر　　ماتم زدہ را عید بود ماتم دیگر

دنیا کی ہر قوم کے لئے سال بھر میں دو چار دن ایسے ضرور آتے ہیں جن کو وہ اپنے کسی قومی جشن کی یادگار سمجھ کر عزیز رکھتی ہے اور قوم کے ہر فرد کے لئے ان کا ورود عیش ونشاط کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

مسلمانوں کا جشن اور ماتم، خوشی اور غم، مرنا اور جینا جو کچھ تھا خدا کے لئے تھا:

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ (۶ : ۱۶۲)	کہہ دے کہ میری نماز، میری تمام عبادت میرا مرنا، میرا جینا جو کچھ ہے اللہ کے لئے ہے، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھ کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں پہلا مسلمان ہوں۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اوروں کا جشن ونشاط لذائذ دنیوی کے حصول اور انسانی خواہشوں کی کامجوئیوں میں تھا مگر ان کے ارادے مشیت الٰہی کے ماتحت، اور خواہشیں رضائے الٰہی کی محکوم تھیں۔ ان کے لئے سب سے بڑا ماتم یہ تھا کہ دل اس کی یاد سے غافل اور زبان اُس کے ذکر سے محروم ہو جائے اور سب سے بڑا جشن یہ تھا کہ سر اس کی اطاعت میں جھکے ہوں اور زبان اس کی حمد و تقدیس سے لذت یاب ہو:

اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ، تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا۔

(۳۲ : ۱۶)

ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لائے ہیں کہ جب ان کو وہ یاد دلائی جاتی ہیں تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے ہیں، اور وہ کسی طرح کا تکبر اور بڑائی نہیں کرتے، رات کو جب سوتے ہیں تو اُن کے پہلو بستروں سے آشنا نہیں ہوتے اور امید و بیم کے عالم میں کروٹیں لے کر اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔

ان کو پیش گاہِ الٰہی سے طاعت و شکر گذاری کے جشن کے لئے دو دن ملے تھے، پہلا دن "عید الفطر" کا تھا، یہ اس ماہِ مقدس کے اختتام اور

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

افضال الٰہی کے دورِ جدید کے اولین یوم کا جشن تھا جس میں سب سے پہلے
خدا تعالےٰ نے اپنے کلام سے ان کو مخاطب فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ
اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن کریم اول
اول نازل کیا گیا۔

اسی مہینے کے آخری عشرے میں سب سے پہلے انھیں وہ نورِ صداقت اور
کتاب مبین دی گئی جس نے انسانی معتقدات و اعمال کی تمام ظلمتوں کو دور
کیا اور ایک روشن اور سیدھی راہ دنیا کے آگے کھول دی:

لَقَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ
كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ یَّهْدِیْ بِهِ
اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ
السَّلٰمِ -
(۵ : ۸۱)

بے شک خدا کی طرف سے تمھارے پاس
"قرآن" ایک روشنی اور کھلی کھلی ہدایت بخشنے
والی کتاب بھیجی گئی۔ اللہ اس کے ذریعے
اپنی رضا چاہنے والوں کو سلامتی کی راہوں
پر ہدایت کرتا ہے

انسانی ضمیر کی روشنی جبکہ ظلمت و ضلالت سے چھپ گئی تھی، فطرت
کے حسنِ اصلی پر جب انسان نے بداعمالیوں کے پردے ڈال دئے تھے، قوانین
الٰہی کا احترام دنیا سے اٹھ گیا تھا اور طغیانی و سرکشی کے سیلاب میں خدا
کے رسولوں کی بنائی ہوئی عمارتیں بہہ رہی تھیں:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا

خشکی و تری دونوں میں انسانوں کے اعمالِ بد

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ   کی وجہ سے فساد ظہیں گیا۔

اس وقت یہ پیغام صداقت دنیا کے لئے نجات اور ہدایت کی ایک بشارت بن کر آیا، اس نے جہل و باطل پرستی کی غلامی سے دنیا کو دائمی نجات دلائی افضال و نعائم الٰہیہ کے فتح باب کا مژدہ سنایا۔ نئی عمارت گو خود نہیں بنائی مگر پرانی عمارتوں کو ہمیشہ کے لئے مضبوط کر دیا۔ نئی تعلیم گو نہیں لایا لیکن پرانی تعلیموں میں بقائے دوام کی روح پھونک دی۔ مختصر یہ ہو کہ فطرت اور نوامیس فطرت کی گم شدہ حکومت پھر قائم ہو گئی:

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (۳۰ : ۲۹)

یہ خدا کی بنائی ہوئی سرشت ہے جس پر خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے، خدا کی بنائی ہوئی بناوٹ میں رد و بدل نہیں ہو سکتا۔ یہی "راہ فطرت" دین کا سیدھا راستہ ہے، مگر اکثر آدمی ہیں جو نہیں سمجھتے

یہی مہینہ تھا جس میں دنیا کے روحانی نظام پر ایک عظیم الشان انقلاب طاری ہوا، اسی مہینے میں وہ عجیب و غریب رات آئی تھی جس نے اس انقلاب عظیم کا ہمیشہ کے لئے ایک اندازہ صحیح کر کے فیصلہ کر دیا تھا، اور اسی لئے وہ "لیلۃ القدر" تھی۔ اس کی نسبت فرمایا کہ وہ گذشتہ رسولوں کی ہدایتوں کے ہزار مہینوں سے افضل ہے، کیونکہ ان مہینوں کے اندر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دنیا کو جو کچھ دیا گیا تھا وہ سب کچھ مع خدا کی نئی نعمتوں اور عطا کردہ فضیلتوں کے اس رات کے اندر بخش دیا گیا!

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ	قرآن کریم نازل کیا گیا لیلۃ القدر میں،
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ	اور تم جانتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا ہے۔؟
لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ	ایک ایسی رات ہے جو دنیا کے ہزار
(۹۷ : ۱)	مہینوں پر افضلیت رکھتی ہے۔

یہی رات تھی جس میں ارض الٰہی کی روحانی اور جسمانی خلافت کا ورثہ ایک قوم سے لے کر دوسری قوم کو دیا گیا، اور یہ اس قانونِ الٰہی کے ماتحت ہوا جس کی خبر "داؤد" علیہ السلام کو دی گئی تھی۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْ	اور ہم نے "زبور" میں پند و نصیحت کے بعد لکھ دیا
بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ	تھا کہ بے شک زمین کی خلافت کے ہمارے
یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ	صالح بندے وارث ہوں گے۔

اس قانون کے مطابق دو ہزار برس تک "بنی اسرائیل" زمین کی وراثت پر قابض رہے، اور خدا نے ان کی حکومتوں، اُن کے ملکوں اور اُن کے خاندانوں کو تمام عالم پر فضیلت دی۔

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ! اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ	اے بنی اسرائیل! ان نعمتوں کو یاد کرو جو
الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَاَنِّیْ	ہم نے تم پر انعام کیں، اور (نیز) ہم نے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ (۲ : ۴۴) تم کو اپنی خلافت دے کر، تمام عالم پر فضیلت بخشی۔

یہی مہینہ اور یہی لیلۃ القدر تھی جس میں اسی الٰہی قانون کے مطابق نیابتِ الٰہی کا ورثہ بنی اسرائیل سے لے کر "بنی اسمٰعیل" کو سپرد کیا گیا۔ وہ پیمانِ محبت جو خداوند نے بیابان میں "اسحٰق" سے باندھا تھا، وہ پیغام بشارت جو "یعقوب" کے گھرانے کو کنعان سے ہجرت کرتے ہوئے سنایا گیا تھا، وہ الٰہی رشتہ جو "کوہ سینا" کے دامن میں خدائے ابراہیم و اسحٰق نے "بزرگ موسیٰ" کی اُمت سے جوڑا تھا اور سرزمین فراعنہ کی غلامی سے اُن کو نجات دلائی تھی، خدا کی طرف سے نہیں بلکہ خود اُن کی طرف سے توڑ دیا گیا تھا۔ "داؤد" کے بنائے ہوئے "ہیکل" کا دورِ عظمت ختم ہو چکا تھا اور وہ وقت آ گیا تھا کہ اب اسمٰعیل کی چنی ہوئی دیواروں میں خدا کا تخت جلال و کبریائی بچھایا جائے۔ یہ نصب و عزل، عزت و ذلت، قرب و بعد اور ہجر و وصال کی رات تھی، جس میں ایک محروم اور دوسرا کامیاب ہوا، ایک کو دائمی ہجر کی سرگشتگی اور دوسرے کو ہمیشہ کے لئے وصال کی کامرانی عطا کی گئی۔ ایک بھرا ہوا دامن خالی ہو گیا، مگر دوسرے کی آستین افلاس بھر دی گئی۔ ایک پر قہر و غضب کا عتاب نازل ہوا:

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ بنی اسرائیل کو ان کی نافرمانیوں کی سزا

الْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ	میں ذلت اور محتاجی میں مبتلا کر دیا گیا اور اللہ کے بھیجے ہوئے غضب میں آ گئے ۔

لیکن دوسرے کو اس محبت کے خطاب سے سرفراز کیا :

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ	تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل بھی اچھے کئے ، خدا کا اُن سے وعدہ ہے کہ ان کو زمین کی خلافت بخشے گا جس طرح اُن سے پیشتر کی قوموں کو اس نے بخشی تھی۔

یہ اس لئے ہوا کہ زمین کی وراثت کے لئے " عبادی الصالحون" کی شرط لگا دی تھی ۔ بنی اسرائیل نے خدا کی نعمتوں کی قدر نہ کی ، اس کی نشانیوں کو جھٹلایا ، اس کے احکام سے سرتابی کی ، اس کی بخشی ہوئی اعلیٰ نعمتوں کو اپنے نفس ذلیل کی تبلائی ہوئی ادنیٰ چیزوں سے بدل دینا چاہا :-

اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ؟ (۲ : ۵۸)	خدا کی دی ہوئی اعلیٰ نعمتوں کے بدلے تم ایسی چیزوں کے طالب ہو جو اُن کے مقابلے میں نہایت ادنیٰ ہیں ۔

خدائے قدوس کی زمین کثافت اور گندگی کے لئے نہیں ہے ۔ وہ اپنے بندوں میں سے جماعتوں کو چن لیتا ہے تا کہ اس کی طہارت کے لئے ذمہ دار ہوں لیکن جب خود ان کا وجود زمین کی طہارت و نظافت کے لئے گندگی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ہو جاتا ہے تو غیرتِ الٰہی اس بار آلودگی سے اپنی زمین کو ہلکا کر دیتی ہے۔
بنی اسرائیل نے اپنے عصیان و تمرد سے ارضِ الٰہی کی طہارت کو جب
داغ لگا دیا تو اس کی رحمتِ غیور نے "کوہ سینا" کے دامن کی جگہ بوقبیس
کی وادی کو اپنا گھر بنایا اور شام کے مرغزاروں سے روٹھ کر حجاز کے
ریگستان سے اپنا رشتہ قائم کیا تاکہ آزمایا جائے کہ یہ نئی قوم اپنے اعمال
سے کہاں تک اس منصب کی اہلیت ثابت کرتی ہے؟:

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ؟

اور بنی اسرائیل کے بعد پھر ہم نے تم کو زمین کی وراثت دی تاکہ دیکھیں کہ تمہارے اعمال کیسے ہوتے ہیں؟

پس یہ مہینہ بنی اسرائیل کی عظمت کا اختتام، اور مسلمانوں کے اقبال
کا آغاز تھا، اور اس نئے دورِ اقبال کا پہلا مہینہ "شوال" سے شروع
ہوتا تھا اس لئے اُس کے یوم ورود کو "عید الفطر" کا جشنِ ملی قرار دیا تاکہ
افضالِ الٰہی کے ظہور اور قرآن کریم کے نزول کی یاد ہمیشہ قائم رکھی جائے
اور اس احسان و اعزاز کے شکریے میں تمام ملتِ مرحومہ اس کے سامنے
سر بہ سجود ہو:

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ، مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ

اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ مکہ میں تم نہایت کم تعداد اور کمزور تھے اور ڈرتے تھے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

(۸ : ۲۶)

کہ کہیں لوگ تمھیں زبردستی پکڑ کے اُٹھا نہ لے جائیں، لیکن خدا نے تم کو جگہ دی اپنی نصرت سے مدد کی، عمدہ رزق تمھارے لئے مہیا کردیا اور یہ اس لئے تھا کہ تم شکر ادا کرو۔

مگر یہ عید الفطر کا جشن ملی! یہ ورد و ذکر درحمتِ الٰہی کی یادگار رہا یہ سربلندی و افتخار کی بخشش کا یادآور رہا یہ یوم کامرانی و فیروزی و شادمانی اس وقت تک کے لئے عیش و سرور کا دن تھا جب تک ہمارے سر تاج خلافت سے سربلند ہونے کے لئے اور جسم خلعتِ نیابت سے مفتخر ہونے کے لئے تھے۔ عزت و عظمت جب ہمارے ساتھ تھی اور اقبال و کامرانی ہمارے آگے دوڑتی تھی۔ خدا کی نعمتوں کا ہم پر سایہ تھا، اور اللہ کی بخشی ہوئی خلافت کے تخت و جلال پر متمکن تھے لیکن اب ہمارے اقبال و کامرانی کا تذکرہ صرف صفحاتِ تاریخ کا ایک افسانۂ ماضی رہ گیا۔

دنیا کی اور قومیں ہمارے لئے وسیلۂ عبرت تھیں، لیکن اب خود ہمارے اقبال و ادبار کی حکایت اوروں کے لئے مثال عبرت ہے۔ ہم نے خدا کی دی ہوئی عزت و کامرانی کو ہوائے نفس کی بتلائی ہوئی راہ ذلت سے بدل لیا، اُس کے عطا کئے ہوئے منصب خلافت کی قدر نہ پہچانی،

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اور زمین کی وراثت و نیابت کا خلعت ہم کو راس نہ آیا۔ اب ہمارے عید کی خوشیوں کے دن گئے، عیش و عشرت کا دور ختم ہو گیا۔ ہم نے بہت سی عیدیں تخت و حکومت و سلطنت پر دیکھیں اور ہزاروں شادیانے سریر خلافت کے آگے بجوائے، ہم پر صدہا عیدیں ایسی گذریں، جب دنیا کی قومیں ہمارے سامنے سر بسجود تھیں اور عظمت و شوکت کے تخت لٹے ہوئے ہمارے سامنے تھے، اب عید کے عیش و طرب کی صحبتیں ان قوموں کو مبارک ہوں جن کی عبرت و تنبیہہ کے لئے اب تک ہمارا وجود بار زمین ہے۔ ان کو خوش نصیب سمجھئے جو اپنے دور اقبال کے ساتھ خود بھی مٹ گئے۔ ہمارا اقبال جا چکا ہے مگر ہم خود اب تک دنیا میں باقی ہیں شاید اس لئے کہ غیروں کے طعنے سُنیں، اور اپنی ذلت وخواری پر آنسو بہا کر قوموں کے لئے وجود عبرت ہوں:

درکار ماست نالۂ من در ہوائے او
پروانہ چراغ مزار خودیم ما

اس دن کی یادگار ہمارے لئے جشن طرب کا پیام تھی، کیونکہ یہی دن ہمارے صحیفۂ اقبال کا صفحۂ اولین تھا، اور اسی تاریخ سے ہمارے ہاتھوں قرآنی حکومت کا دور جدید قلوب و اجسام کی زمین پر شروع ہوا تھا۔ اس دن کا طلوع ہم کو یاد دلاتا تھا کہ بد اعمالیوں نے کیوں کر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بنی اسرائیل کو دو ہزار سالہ عظمت سے محروم کیا اور اعمال حسنہ کے شرف و افتخار نے کیونکر ہمیں برکات الٰہی کا مہبط و مورد بنایا ؟ اس دن کا آفتاب جب نکلتا تھا تو ہمیں خبر دیتا تھا کہ کس طرح خدا کی زمین نافرمانیوں کی ظلمت سے تاریک ہوگئی تھی اور پھر کس طرح ہمارے اعمال کی روشنی افق عالم پر نیر درخشاں بن کر نمودار ہوئی تھی ! لیکن :

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ	پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے
اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا	جنھوں نے خدا کی عبادت کو ضائع کر دیا
الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ	اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے
غَيًّا	پس بہت جلد ان کی گمراہی اُن کے آگے
(۱۹ : ۶۰)	آئے گی ۔

اب یہ روز یادگار اگر یادگار ہے تو عیش و شادمانی کے لئے نہیں بلکہ حسرت و نامرادی کے لئے ۔ اگر یادآور واقعات ہے تو عطاء و بخشش کی فیروزمندی کے لئے نہیں بلکہ ناقدری و کفران نعمت کی ، یوسی و حسرت سنجی کے لئے ۔ پہلے اس کامرانی کی یاد تھا کہ ہم دولت و قبولیت سے سرفراز ہوئے مگر اب اس نامرادی کی حسرت کو تازہ کرتا ہے کہ ہم نے اُس کی قدر نہ کی اور ذلت و عقوبت سے دوچار ہیں ۔ پہلے اس وقت سعادت کی یاد تازہ کرتا تھا جو ہماری دولت و اقبال کا آغاز تھا ، اور اب اس دور مسکنت

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

و ذلت کا زخم تازہ کرتا ہے، جو ہماری عزت و کامرانی کا انجام ہے۔ پہلے یکسر جشن و نشاط تھا مگر اب یکسر ماتم و حسرت ہے۔ جشن تھا تو قرآن کریم کے نزول کی یادگار کا، جس نے پہلے ہی دن اعلان کر دیا تھا کہ:

يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا۔

مسلمانو اگر تم خدا سے ڈرتے رہے اور اس کے احکام سے سرتابی نہ کی، تو وہ تمام عالم میں تمہارے لئے ایک امتیاز پیدا کر دے گا۔

(۸ : ۲۹)

اور اب ماتم ہے تو اسی قرآن کی اس پیشین گوئی کے ظہور کا کہ:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا۔

اور جس نے ہمارے ذکر سے روگردانی کی اس کی زندگی دنیا میں تنگ ہو جائے گی۔

پہلے اس کی "بشارت" کو یاد کر کے جشن مناتے تھے، اور اب وہ وقت ہے کہ اس کی "وعید" کے نتائج کو گرد و پیش دیکھ کر عبرت پکڑیں۔ اب عید کا دن ہمارے لئے عیش و نشاط کا دن نہیں رہا البتہ عبرت و موعظت کی ایک یادگار ضرور ہے:

وَكَذٰلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ، لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ

ایسا ہی ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا۔ اور اس میں طرح طرح کی وعیدیں درج کیں تاکہ لوگ پرہیزگاری اختیار

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

لیھمذکری
کریں یا اس کے ذریعے سے ان کے دلوں
میں عبرت و فکر پیدا ہو۔ (۲۰ : ۱۱۳)

دنیا میں عیش کی گھڑیاں کم میسر آتی ہیں، پھر سال بھر کے اس تنہا جشن کو کیوں نہ عزیز رکھا جائے؟ میں بھی نہیں چاہتا کہ آپ عید کی خوشیوں میں سرمست عیش و نشاط ہوں، اور میں افسانۂ غم چھیڑ کر آپ کے لذت عیش کو منغض کر دوں، مگر یقین کیجئے کہ اپنے دل اندوہ پرست کی بیقراریوں سے مجبور ہوں۔ قاعدہ ہے کہ ایک غمگین دل کے لئے عیش کی گھڑیوں سے بڑھ کر اور کوئی وقت غم کے حوادث کا یاد آور نہیں ہوتا۔ ایک غم زدہ ماں جو سال بھر کے اندر اپنے کئی فرزندوں کو کھو چکی ہو، اگر عید کے دن اس کو اپنی بقیہ اولاد کے چہرے دیکھ کر خوشی ہوگی تو ایک ایک کر کے اس کے گم گشتہ لخت جگر بھی سامنے آجائیں گے۔ ایک بدبخت، جو اپنا تمام مال و متاع غفلت و بے ہوشی میں ضائع کر چکا ہو، عید کے دن جب لوگوں کی زریں قبائیں اور پر جواہر کلاہوں کو دیکھے گا تو ممکن نہیں کہ اس کو اپنی کھوئی ہوئی دولت کے ساز و سامان یاد نہ آجائیں۔ دیکھتا ہوں تو یہ جشن کی عیدیں عیش و مسرت کا پیام نہیں بلکہ یاد آور درد و حسرت ہیں۔ آہ! کیا دنیا میں غفلت و سرشاری کی حکومت ہمیشہ سے ایسی ہی ہے؟ کیا دنیا میں ہمیشہ نیند زیادہ اور بیداری کم رہی ہے؟ یہ لوگوں کو کیا ہو گیا کہ ایک دن کی خوشیوں میں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بے خود ہو کر ہمیشہ کے ماتم و اندوہ کو بھول گئے ہیں ؟ بزم جشن کی تیاریاں کس کے لئے ، جبکہ دنیا اب ہمارے لئے ایک دائمی ماتم کدہ بن گئی ہے؟ عیش و نشاط کی بزموں کو آگ لگائیے ، عید کے قیمتی کپڑوں کو چاک چاک کر ڈالئے ، عطر کی شیشیوں کو اپنے بخت زبوں کی طرح اُلٹ دیجئے اور اس کی جگہ مٹھیوں میں خاک و گرد بھر بھر کر اپنے سر و سینے پر اُڑائیے ۔ زریں کلاہوں اور ریشمیں قباؤں کے پہننے کے دن اب گئے ۔

ما خانہ رمیدگانِ ظلمیم | پیغام خوش از دیار ما نیست

لیکن اس طلسم سرائے ہستی کی ساری رونق انسان کی غفلت و سرشاری سے ہے ، ممکن ہے کہ جشن عید کے ہنگاموں میں غم و اندوہ کی یہ آہیں آپ کے کانوں تک نہ پہنچیں ، تاہم اس کو تو نہ بھولئے کہ پیروانِ اسلام کا حلقہ صرف آپ ہی کے وطن و مقام پر محدود نہیں ، وہ ایک عالمگیر برادری ہے جس میں چین کی دیوار سے لے کر افریقہ کے صحرا تک چالیس کرور انسان ایک ہی رشتے کی زنجیر میں منسلک ہیں ۔ اگر طرابلس میں قتیلانِ ظلم و ستم کی لاشیں تڑپ رہی ہیں تو یہ عیش پرستی ایک لعنت ہے ، جو آپ کو عید کی خوشیوں میں سرمست کر رہی ہے ۔ اگر ایران میں آپ کے اخوانِ ملت کو جرمِ وطن پرستی میں پھانسیاں دی جا رہی ہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تو وہ آنکھیں پھوٹ جائیں جو ہندوستان میں اشکبار نہوں۔ اگر مراکو (مراقش) میں اسلام کا آخری نقش حکومت مٹ رہا ہے تو کیوں نہیں ہندوستان کے عیش کدوں میں آگ لگ جاتی؟ اسلام کی اخوت عمومی تمیز قوم و مرز بوم سے پاک ہے اور اس کا ایک ہی خدا اپنے ایک ہی آسمان کے نیچے تمام پیروانِ توحید کو ایک جسم واحد کی صورت میں دیکھنا چاہتا ہے:

ان هذه امتکم امة واحدة وانا ربکم فاتقون

پس جسم اسلام کا ایک عضو درد سے بیقرار ہو تو تمام جسم کو اس کی تکلیف محسوس ہونی چاہیئے۔ اگر زمین کے کسی حصے میں مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے تو تعجب ہے اگر آپ کے چہرے پر آنسو بھی نہ بہیں۔ اگر غفلت کی سرمستیوں نے پچھلے حوادث بھلا دئے ہیں تو آج بھی جو کچھ ہو رہا ہے آپ کے وقف ماتم ہو جانے کے لئے کافی ہے۔

قومی زندگی کی مثال بالکل افراد و اشخاص کی سی ہے۔ بچپنے سے لے کر عہدِ شباب تک کا زمانہ ترقی و نشو و نما و عیش و نشاط کا دور ہوتا ہے، ہر چیز بڑھتی ہے اور ہر قوت میں افزائش ہوتی ہے۔ جو دن آتا ہے طاقت و توانائی کا ایک نیا پیام لاتا ہے۔ طبیعت جوش و امنگ کے نشے میں ہر وقت مخمور رہتی ہے اور اس سرخوشی و سرور میں جس طرف نظر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اُٹھتی ہے، فرحت و انبساط کا ایک بہشت زار سامنے آجاتا ہے۔ اس طلسم زارِ ہستی میں انسان سے باہر نہ غم کا وجود ہے اور نہ نشاط کا، البتہ ہمارے پاس دو آنکھیں ضرور ایسی ہیں جو اگر غمگین ہوں تو کائنات کا ہر ظہور غم آلود ہے اور اگر مسرور ہیں تو ہر منظر مرقع انبساط ہے۔ عہد شباب و جوانی میں آنکھیں سرمست ہوتی ہیں اور دل جوش و اُمنگ سے متوالا۔ غم کے کانٹے بھی تلوے میں چبھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ فرش گل پر سے گذر رہے ہیں خزاں کی افسردگی بھی سامنے آتی ہے تو نظر آتا ہے کہ عروس بہار سامنے آکر کھڑی ہو گئی ہے۔ دل جب خوش ہو تو ہر شے کیوں نہ خوش نظر آئے؟

لیکن بڑھاپے کی حالت اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ پہلے جو چیزیں بڑھتی تھیں اب روز بروز گھٹنے لگتی ہیں، جن قوتوں میں ہر روز افزائش ہوتی تھی اب روز بروز اضمحلال ہوتا ہے۔ طاقت جواب دیدیتی ہے اور عیش و مسرت کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ جو دن آتا ہے موت و فنا کا ایک نیا پیغام لاتا ہے، اور جو دن گذرتا ہے حسرت و آرزو کی ایک یاد چھوڑ جاتا ہے۔ دنیا کے سارے عیش و عشرت کے جلوے دل کی عشرت کامیوں سے تھے، لیکن دل کے بدلنے سے آنکھیں بھی بدل جاتی ہیں۔ پہلے غم کی تصویر بھی شادمانی کا مرقع نظر آتی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تھی، اب خوشی کے شادیانے بھی بجتے ہیں تو ان میں سے درد و اندوہ کی صدائیں سنائی دیتی ہیں۔

قوموں کی زندگی کا بھی یہی حال ہے۔ ایک قوم پیدا ہوتی ہے بچپنے کا عہد بے فکری کاٹ کر جوانی کی طاقت آزمائیوں میں قدم رکھتی ہے۔ یہ وقت کاروبار زندگی کا اصلی دور اور قومی صحت و تندرستی کا عہد نشاط ہوتا ہے۔ جہاں جاتی ہے اوج و اقبال اُس کے ساتھ ہوتا ہے اور جس طرف قدم اُٹھاتی ہے دنیا اس کے استقبال کے لئے دوڑتی ہے۔ لیکن اس کے بعد جو زمانہ آتا ہے اس کو "پیری و صد عیب" کا زمانہ سمجھئے کہ قوتیں ختم ہونے لگتی ہیں اور چراغ میں تیل کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ طرح طرح کے اخلاقی و تمدنی عوارض روز بروز پیدا ہونے لگتے ہیں۔ جمعیت و اتحاد کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ اجتماعی قوتوں کا اضمحلال نظام ملت کو ضعیف و کم زور کر دیتا ہے۔ وہی زمانہ جو کل تک اس کی جوانی کی طاقت کے آگے دم بخود تھا، آج اُس کے بستر پیری کے ضعف و نقاہت کو دیکھتا ہے تو ذلت و حقارت سے ٹھکرا دیتا ہے۔ "قرآن کریم" نے اسی قانونِ خلقت کی طرف اشارہ کیا ہے:

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ، الله وہ قادر مطلق ہے جس نے تم کو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ.

(۳۰ : ۵۴)

کمزور حالت میں پیدا کیا، پھر بچپنے کی کمزوری کے بعد جوانی کی طاقت دی، پھر طاقت کے بعد دوبارہ کمزوری اور بڑھاپے میں ڈال دیا۔ وہ جس حالت کو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے اور وہی تمھاری تمام حالتوں کا علیم اور ہر حال کا ایک اندازہ کر دینے والا ہے۔

شاید ہماری جوانی کا عہد ختم ہو چکا، اب "صد عیب" پیری کی منزل سے گذر رہے ہیں۔ ہمارا بچپن جس قدر حیرت انگیز اور جوانی کی طاقتیں جس درجہ زلزلہ انگیز تھیں، دیکھتے ہیں تو بڑھاپے کے ضعف و نقاہت کو بھی اتنا ہی تیز پاتے ہیں۔ شاید اس کے بعد اب منزل فنا در پیش ہے۔ چراغ تیل سے خالی ہوتا جاتا ہے اور چولھا خاکستر سے بھرتا جاتا ہے۔ گذشتہ باتوں کی صرف ایک بات یاد رہ گئی ہے اور جوانی کے افسانے خواب و خیال معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ہمیں مٹنا ہی ہے تو مٹنے میں دیر کیوں ہے؟ صبح فنا آ گئی ہے تو شمع سحر کو بجھ ہی جانا چاہیئے۔ جبکہ بزم اقبال و عظمت میں اب ہمارے لئے جگہ نہیں رہی بہتر ہے کہ اوروں کے لئے اُسے خالی کر دیں۔ ہم نے ایک ہزار برس سے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

زیادہ عرصے تک دنیا میں زندگی کے اچھے برے دن کاٹے اور ہر طرح کی لذتیں چکھ لیں۔ حکمرانی کے تخت پر بھی رہے اور محکومی کی خاک پر بھی لوٹے۔ علم کی سرپرستی بھی کی اور جہل کی رفاقت میں بھی رہے جب عیش و عشرت کی بزم آرائیوں میں تھے تو اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے اور اب حسرت و آرزو کے غم کدے میں ہیں تو اس میں بھی ایک شان یکتائی رکھتے ہیں۔ زمانے نے ہمارے مٹانے کا فیصلہ کرلیا ہے تو دیر نہ کرے۔ لیکن گو ہم مٹ جائیں گے مگر ہمارے بٹھائے ہوئے نقشوں کا مٹانا آسان نہ ہوگا۔ تاریخ ہم کو کبھی نہ بھلاسکے گی اور ہمارا افسانۂ عبرت ہمیشہ مسافرانِ عالم کو یاد آآ کر خون کے آنسو رلائے گا:

گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرف غلط
لیک اُٹھے بھی تو اک نقش بٹھا کے اُٹھے

رات کے پچھلے پہر کی تاریکی اور سناٹے میں یہ سطریں لکھ رہا ہوں۔ میرا قلب مضطر اور آنکھیں اشکبار ہیں۔ آفتاب عید کے اشتیاق میں خستگانِ انتظار کروٹیں بدل رہے ہیں مگر میری نظر ایک جھلملاتے ہوئے تارے پر ہے۔ دیکھتا ہوں تو یاس و ناامیدی کی رات گو تاریک ہے مگر پھر بھی ہماری اُمید کے افق پر ایک آخری

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ستارہ جھلملا رہا ہے۔ جن آنکھوں سے ہم نے خشک درختوں کو کٹتے دیکھا ہے اُنھیں آنکھوں نے خشک درختوں کو سر سبز و شاداب بھی ہوتے دیکھا ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا، وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۔	اور خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ نشانی بھی ہے کہ وہ تم کو ڈرنے اور امید کرنے کے لئے بجلی دکھلاتا ہے پھر آسمان سے پانی برساتا ہے اور اس کے ذریعے سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیتا ہے۔ بے شک عقلمندوں
(۳۰ : ۱۵)	

کے لئے ان باتوں میں قدرتِ الٰہی کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

عید اضحیٰ

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ
وَ نَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰٓاِبْرَاهِیْمُ
قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا
كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ
وَ فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ
وَ تَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ
سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ
(۳۷ : ۱۰۲)

پھر جب ابراہیم اور اسماعیل دونوں اللہ
کے آگے جھک گئے اور ابراہیم نے اسماعیل
کو ذبح کرنے کے لئے ماتھے کے بل گرا دیا
تو ہم نے پکارا اے ابراہیم بس کرو تم
نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا۔ ہم ایسا ہی
نیک بندوں کو ان کے ایثار نفس اور
فدویت نفس و جان کا بدلہ دیا کرتے ہیں۔
بے شک یہ ایک نہایت کھلی ہوئی یعنی
ظاہری آزمائش تھی اور ذبح اسماعیل

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کے فدیتے میں ہم نے ایک بہت بڑی قربانی یعنی سنت ابراہیمی کی یادگار میں تاقیامت جاری رہنے والی قربانی دے دی۔ اور تمام آنے والی امتوں میں اس واقعہ عظیمہ کے ذکر کو قائم کردیا ہیں۔ سلام ہو راہ الہٰی میں اپنی قربانی کرنے والے ابراہیم خلیل پر۔

ٹھیک اب سے پانچ ہزار دو سو بیالیس برس پیشتر دنیا کے ایک گوشے میں کیسا عجیب و غریب انقلاب ہو رہا تھا۔ ایک ہولناک اور وحشت انگیز بیابان ریگ زار تھا۔ جس کی دہلک ریگ اور خشک سرزمین میں ہر طرف موت و ہلاکت پھیلی ہوئی تھی۔ ایک یکسر وادی "غیر ذی ذرع" تھی جس کی سطح بے نموء پر زندگی کی سبزی شگفتگی کا نام و نشان تک نہ تھا لیکن رب السموات والارض کے دو نوں مخلص بندے تھے جنھوں نے انسانی زندگی کے لئے اسی صحرائے ہلاکت کو آبادی کے لئے اسی بیابان وحشت کو، فلاحت و زراعت کے لئے اسی سرزمین خشک سال کو، اور خدائے واحد کی پرستش و عبادت کے لئے اسی صحرائی قربان گاہ کو منتخب کیا تھا۔ ان کے چاروں طرف صحرائے وحشت تھا مگر ان کے اور وہ خدائے حکیم و قدیر تھا جو آبادیوں کا بخشنے والا اور زمینوں کی وراثت تقسیم کرنے والا ہے۔ ان کے ہاتھ میں پتھروں کے ٹکڑے تھے جن کو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ایک دیوار کی صورت میں جمع کرتے جاتے تھے اور زبان پر یہ دُعائیں تھیں جو ادھر تو زبان سے نکل رہی تھیں اور ادھر قوموں اور مُلکوں کی قسمتوں کا فیصلہ ہو رہا تھا۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّاؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ۝ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَاۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝

(۱۲۴: ۲)

الٰہی یہ ہمارے ہاتھ تیری پرستش اور تیرے جلال و قدوسیت کے نام پر جو کچھ کر رہے ہیں اس کو قبول کرے بے شک تو ہی دعاؤں کو سننے والا اور نیتوں کا دیکھنے والا ہے الٰہی ہم کو بنا مسلم اور اطاعت شعار بنا اور پھر ہماری نسل میں سے بھی ایک ایسی ہی اُمت پیدا کر جو ہماری طرح مسلم و مومن ہو۔ الٰہی ہم کو اپنی عبادت و بندگی کے مقبول طریقے سوجھا دے۔ اور ہمارے قصوروں سے درگذر کر کہ تو ہی بڑا درگذر کرنے والا اور تو ہی اپنے عاجز بندوں پر مہربان ہے۔ الٰہی ہماری اس دعا کو بھی ان گھڑیوں میں قبول کر لے کہ جو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

قوم ہماری نسل سے پیدا ہو ان میں اپنا ایک ایسا برگزیدہ رسول بھیجیو جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سُنائے۔ علم و حکمت کی تعلیم دے اور ان کے نفوس قلب کی اصلاح کرے۔ الٰہی ان تمام باتوں کا تجھی کو اختیار ہے اور تیری ہی تدبیر اصلی تدبیر اور تیری ہی حکمت اصلی حکمت ہے۔

اسد اکبر! وہ وقت کیا تھا جبکہ صدیوں اور ہزاروں برس کا فیصلہ چند لمحوں اور منٹوں کے اندر ہو گیا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر! لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر! اللہ اکبر و للہ الحمد یہ دعائیں ان زبانوں سے نکل رہی تھیں جن میں سے ایک راہ الٰہی میں اپنے جذبات اور ارادے کی قربانی کر چکا تھا اور دوسرا اپنے جان و نفس کی۔ دونوں نے اپنی محبوب ترین متاعوں کو راہِ الٰہی میں لٹا دیا تھا۔ ایک نے اپنے فرزند عزیز کو اور دوسرے نے اپنی جان عزیز کو۔ دونوں مجاہد فی سبیل اللہ تھے اور اس لئے دونوں مُسلم تھے۔ خدا نے ان دونوں کی دعاؤں کو قبول کر لیا۔ اور اس طرح قبول کیا کہ دنیا کے پانچ ہزار برس کے حوادث و انقلابات بھی ان کی قبولیت کی صداقت کو دھبہ نہ لگا سکے۔ وہ چند پتھروں سے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

چُنی ہوئی چار دیواری جس کے چاروں طرف انسانی ہستی کی کوئی علامت نہ تھی، کروروں انسانوں کی پرستش گاہ اور قبلہ وجود بنی، اور خدا کے جلال اور قدوسیت نے تمام عالم میں صرف اسی کی چھت کو اپنا نشیمن بنا لیا۔ داؤد اور سلیمان کا وہ عظیم الشان ہیکل جس کو ہزاروں انسانوں کی سالہا سال کی محنت و مشقت نے لمبے لمبے ستونوں اور گنبدوں کا ایک شہر بنا دیا تھا۔ چند صدیوں تک بھی زندہ نہ رہ سکا اور وحشی حملہ آوروں نے بارہا اس کی عظیم الہیئۃ دیواروں کو غبار بنا کر اُڑا دیا۔ لیکن چند پتھروں سے چنی ہوئی اس چار دیواری کے گرد دعائے ابراہیمی نے ایک ایسا آہنی حصار کھینچ دیا تھا کہ پانچ ہزار برس کے اندر انقلاباتِ ارضیہ و سماویہ نے سمندروں کو جنگل اور انسانی آبادیوں کو سمندروں کے طوفانوں کی صورت میں بدل دیا، لیکن آج تک اس کی بنیادوں کو کوئی حادثہ اور کوئی مادی قوت صدمہ نہ پہنچا سکی۔ یہاں تک کہ تاریخ عالم میں وہی ایک سرزمین ہے جس کی نسبت تاریخ دعویٰ کر سکتی ہے کہ اس کی مقدس و محترم خاک آج تک غیر قوموں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے محفوظ و مصئون ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّ يُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ — ہم نے حرم مکہ کو جو ایک غیر معروف اور بے رونق خطہ تھا امن و حفاظت کا گھر بنا دیا اور ایک عالم نے اس کے اردگرد

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

حَوْلِهِمْ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُونَ ۝

ہجوم کیا پھر کیا لوگ باطل پر ایمان لاتے اور اللہ کی نعمتوں کو جھٹلاتے ہیں۔

اور اگر کسی قوم نے اس کی عزت و احترام کو مٹانا چاہا تو خدائے قدوس کے دست کبریائی نے خود اس قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحٰبِ الْفِيلِ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ۔ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ۔

(۱۰۶ : ۱)

اے پیغمبر! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے اس لشکر کے ساتھ کیا سلوک کیا جو ہاتھیوں کا ایک غول لے کر مکہ پر حملہ آور ہوا تھا۔ کیا خدا نے ان کے تمام داؤ غلط نہیں کر دئے اور ان پر عذاب کی نحوستوں کے غول نازل نہیں کئے جنہوں نے ان کو سخت بربادی میں مبتلا کر دیا جو ان کے لئے لکھ دی گئی تھی۔ یہاں تک کہ پامال شدہ کھیت کی طرح تباہ ہو گئے۔

یہ اس دعا کے پہلے ٹکڑے کی قبولیت تھی۔ باقی دو التجاؤں کو جس طرح خدا تعالےٰ نے قبولیت بخشی اس کی صداقت بھی اس بیت خلیل کی صداقت سے کم نہیں۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى

بے شک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

کہ دعائے ابراہیمی کو قبول فرماکر، انھی میں سے ان کی طرف اپنا رسول بھیجا جو ان کو احکام الٰہی پڑھ کر سناتا ہے۔ ان کے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو علم وحکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ سخت جہل و گمراہی میں مبتلا تھے۔

قرآن کریم میں ایک بہت بڑا حصہ انبیائے سابقین کے قصص الاعمال کا ہے۔ اس کا عام انداز بیان یہ ہے کہ وہ پہلے ایک خاص تعلیم پیش کرتا ہی اور پھر اس تعلیم کی صداقت کے لئے امم گذشتہ، اور اعمال انبیائے سابقہ کے حالات و واقعات سے ایک خطابی استدلال کرتا ہے، تاکہ اُمت مرحومہ کے سامنے تعلیم اور اس کے عملی نمونے اور نتائج دونوں موجود ہوجائیں۔

لیکن تمام قرآن میں اگر مسلمانوں کے سامنے کوئی کامل زندگی اور کسی زندگی کے از سرتاپا اعمال بطور نمونے کے پیش کئے گئے ہیں اور اُن کے اتباع کی دعوت دی گئی ہے تو وہ صرف دو نمونے ہیں خود شریعت اسلامیہ کے داعی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سورۂ احزاب میں فرمایا کہ:

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ
أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا
اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ
اللّٰهَ كَثِيْرًا

(۳۳ : ۲۱)

بے شک رسول اللہ کی زندگی میں تمہارے لئے (کہ اللہ اور یوم آخرت سے ڈرتے ہو اور کثرت کے ساتھ اس کا ذکر کرنے والے ہو) پیروی و اتباع کے واسطے ایک بہترین نمونہ ہے۔

اور پھر سورہ ممتحنہ میں ملت حنیفی کے داعی اول حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا و علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہوا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
فِي إِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ

(۶۰ : ۶)

بے شک تمہارے لئے ایک بہترین نمونہ عمل حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کے اعمال زندگی میں ہے۔

پھر اسی رکوع میں حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کی تعلیم کی تشریح کر کے مکرر کہا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ أُسْوَةٌ
حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا
اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَمَنْ
يَّتَوَلَّ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ
الْحَمِيْدُ ۝

بے شک تمہارے لئے کہ اللہ اور یوم آخرت سے ڈرتے ہو، ان لوگوں کی زندگی میں ایک بہترین نمونہ عمل ہے اور جو شخص اس کی طرف سے منہ موڑے تو اللہ تو انسانوں کا کچھ محتاج نہیں ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

میں نے ہمیشہ اس پر غور کیا ہے کہ۔

۱۔ تمام قرآن کریم میں بیسیوں انبیائے سابقین کے حالات؛ اعمال بیان کئے گئے ہیں، لیکن کسی کی تمام تر زندگی کو بطور ایک نمونے کے مسلمانوں کے سامنے پیش نہیں کیا ہے، الا حضرت ابراہیم کی

۲۔ تمام قرآن میں "اسوۂ حسنہ" کا لفظ صرف تین مقامات میں آیا ہے۔ اول سورۂ احزاب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور پھر سورہ ممتحنہ میں دو مرتبہ حضرت ابراہیم کی نسبت۔ اس کی علت کیا ہے۔

۳۔ سورۂ احزاب اور سورۂ ممتحنہ دونوں سورتیں زیادہ تر احکام جہاد و قتال فی سبیل اللہ اور بعض مقاتلات کے نتائج و دورو ابتلائے آزمائش، و عجائبات نصرت الٰہیہ کے بیان سے مملو ہیں۔ پھر یہ دونوں آیتیں جن رکوعوں میں آئی ہیں، وہ بھی تمام تر ذکر جہاد پر مبنی ہیں۔ ضرور ہے کہ اس میں بھی کوئی علت ہو۔

۴۔ دونوں مقامات میں پوری مماثلت، حتیٰ کہ اشتراک جزئیات بیان بھی موجود ہے۔ سورۂ احزاب میں اس آیت کا وہ موقعہ ہے جہاں جنگ احزاب یا جنگ خندق کے واقعات کا تذکرہ کیا ہے اور زیادہ تر ان منافقین اور ضعیف القلب اشخاص کا حال بیان کیا ہے، جو اپنی تین ہزار کی جمعیت کے مقابلے میں حملہ آوروں کی بارہ ہزار

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مسلح اور متحارہ قوت دیکھ کر گھبرا اُٹھے تھے۔ پھر اس نصرتِ الٰہی کا حوالہ دیا ہے جس نے محصورین کو کامیاب کیا اور تمام حملہ آور ناکام و خاسر واپس گئے۔ بعینہٖ یہی حال سورۂ ممتحنہ کے پہلے رکوع کا ہے۔ فتح مکہ سے پیشتر جب آں حضرت نے چڑھائی کا ارادہ کیا تو حاطب بن ابی بلتعہ نامی ایک صحابی تھے، جن کے اہل و عیال مکہ میں موجود تھے۔ انھوں نے پوشیدہ طور پر ان کو اطلاع دے دی کہ اپنے تحفظ کا انتظام کر رکھیں۔ وحیِ الٰہی سے یہ حال آں حضرت پر منکشف ہو گیا اور آدمی دوڑا کر وہ خط راہ سے واپس منگوا لیا۔ اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ ج

(۲۰ : ۱)

مسلمانو! ان کافروں اور دشمنانِ توحید کو اپنا دوست نہ بناؤ جو ہمارے اور تمھارے دونوں کے دشمن ہیں۔ یہ کیسی بات ہے کہ، تم ان سے نامہ و پیام جاری رکھتے ہو؟ حالانکہ تمھارے پاس جو حق و صداقت اللہ کی طرف سے آئی وہ اس سے انکار کر چکے ہیں۔

حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کے "اسوۂ حسنہ" پر اس رکوع میں توجہ دلائی گئی ہے۔ پھر آیات متعلق حرب و قتال و تشویق جہاد

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

فی سبیل اللہ میں اس "اسوۂ حسنہ" پر توجہ دلانے کی کیا ضرورت تھی؟
اصل یہ ہے کہ قرآنِ کریم اسلام کی جس حقیقت کو دنیا کے آگے پیش کرنا چاہتا تھا، اس کے لحاظ سے اگر کوئی زندگی "اسوۂ حسنہ" ہو سکتی تھی تو وہ صرف حضرت ابراہیم ہی کی زندگی تھی۔ اسلام ایک صداقت ہے اور اس لئے دنیا میں اس وقت سے موجود ہے، جس وقت سے کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں صداقت ہے، لیکن اس صداقتِ مبین کو ایک شریعتِ الٰہیہ کی صورت میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم ہی نے پیش کیا تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ہر جگہ ان کو ملّتِ حنیفی کے اولین واعظ کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تبلائی ہے کہ

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ	جب حضرت ابراہیم سے ان کے پروردگار
اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ	نے کہا کہ مسلم (یعنی سچے فرماں بردار)
لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝	ہو جاؤ تو انھوں نے کہا کہ میں اسلام
(۲ : ۱۳۱)	لایا تمام جہانوں کے پروردگار کے لئے

چونکہ حضرت ابراہیم اسلام کے پہلے داعی تھے، اس لئے ان کا وجود یکسر پیکرِ اسلام تھا، اور اپنے ہر عملِ حیات کے اندر اسلام کی حقیقت کا ایک عملی نمونہ رکھتا تھا۔ وہ اسلام کے واعظ تھے اور واعظ کے لئے اولین شے یہ تھی کہ تعلیم کے ساتھ خود اپنی زندگی کا عملی نمونہ بھی پیش کر دے اور جن حقیقتوں کی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

طرف دنیا کو دعوت دینا ہے، ان کو سب سے پہلے اپنے اوپر طاری کرے۔
حضرت ابراہیم نے ان حقائق کو اپنے اوپر طاری کیا، اس لئے ان کا ہر عمل
از سر تا پا صدائے اسلام تھا اور وہی پیروان اسلام کے لئے عملی نمونہ یا
"اسوۂ حسنہ" ہو سکتا تھا۔ یہی سبب ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کی زندگی
کے تمام اعمال ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دئے، اور ان کے ذکر کو بقائے
دوام عطا فرمایا۔ دنیا کے بڑے بڑے کشور ستانوں، عظیم الشان
فاتحوں اور خشکیوں اور سمندروں پر حکمرانی کرنے والی قوموں کو ہم آثار
قدیمہ کے کھنڈروں، بوسیدہ قبروں، قومی روایتوں اور تاریخ کے
کہنہ اوراق میں ضرور دیکھ سکتے ہیں، مگر تمام مجمع اولین و آخرین میں
ایک انسانی ہستی بھی ایسی نہیں مل سکتی، جس کے اعمال حیات صفحوں اور
مٹی کے ڈھیروں میں نہیں بلکہ کروڑوں زندہ انسانوں کے اعمال کے
اندر سے اپنی حیات کا ثبوت دے سکتے ہوں۔ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو دنیا
کے سامنے "اسوۂ ابراہیمی" کی لازوال زندگی کا کیسا عجیب منظر ہوتا ہے،
جبکہ تاریخ کئی ہزار برس آگے بڑھ کر لوٹتی ہے تا کہ اسلام کے واعظ اول
کی زندگی کو ایک مرتبہ پھر دہرا دے۔ لاکھوں انسانوں کا مجمع ہوتا
ہے، جن میں سے ہر وجود پیکر ابراہیم بن جاتا ہے اور "مقام خلت"
کی سلطنت تعین اور تشخص کو فنا کر کے اس پورے مجمع کو ایک "ابراہیم خلیل"

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کی صورت میں نمایاں کر دیتی ہے!

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا

(۱۹ : ۴۴)

اور ہم نے حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد کو اپنی رحمت میں سے بڑا حصہ دیا اور اُن کے لئے ایک اعلیٰ و اشرف (طریق) ذکر خیر دنیا میں باقی رکھا۔

آج ذی الحجہ کی نویں تاریخ ہے جبکہ یہ سطور قلم سے نکل رہے ہیں چشم تصور سے دیکھئے تو آپ کے سامنے بندگانِ مخلصین کا ایک شہر آباد ہے لاکھوں انسان ایک ہی لباس اور ایک ہی صدائے ساتھ ایک ہی کے لئے دیوانہ وار دوڑ رہے ہیں۔ بیشک" ابراہیم خلیل" کا وجود تنہا دنیا میں باقی نہیں رہا، لیکن کیا ان لاکھوں عاشقانِ الٰہی میں سے ہر عاشق اسی عاشق اول کے فیضانِ عشق سے مستفیض نہیں ہے؟ اگر ہے تو یقین کیجئے کہ "خلیل اللہ" آج بھی زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ جبکہ میدان حج میں لاکھوں انسانوں کی زبانوں سے صدائے لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ! اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ!! نکلتی ہے، تو اس ایک ہی ابراہیم خلیل کی صدا ہوتی ہے جس نے اب سے پانچ ہزار برس پیشتر اپنے دوست کی صدائے یا عَبْدِی کے جواب میں عاشقانہ محویت کے ساتھ لبیک کا نعرہ لگایا تھا۔ وہ ایک ہی وجود کے اندر کب محدود تھا کہ فنا ہو جاتا؟ وہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تو اپنے اندر ایک پوری اُمت رکھتا تھا، اس لئے آج یہی اپنی اُمت کی صورت میں موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا۔

اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیْفًا ؕ وَ لَمْ یَكُ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝

بے شک ابراہیم (گویا) ایک پوری اطاعت شعار اُمت تھا اور ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا۔

یہی سبب ہے کہ حضرتِ ابراہیم کی ہر بات "اسلام" تھی حقیقت اسلامی میں ان کا وجود اس طرح فنا ہوگیا تھا کہ خود اُن کی کوئی ہستی باقی نہیں رہی تھی جبکہ ستاروں کی عجیب و غریب روشنی اُن کے سامنے آئی، چاند کی دلفریبی نے ان کو آزمانا چاہا، اور سورج اپنی سطوت وعظمت سے چمکا تاکہ ان کی فطرت کو مرعوب کرسکے، تو اسلام ہی تھا جس نے اندر سے صدا دی کہ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ (میں فناپذیر ہستیوں کو دوست نہیں رکھتا۔)

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝

میں ہر طرف سے کٹ کر صرف اس ایک ہی ذات کا ہو گیا ہوں جس نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا الحمد للہ کہ میں مشرکوں میں سے نہیں۔

(۶۱ : ۷۵)

وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ

اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمان

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ٥ — وزمین کے مناظر و عجائب دکھلائے تاکہ وہ کامل یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے

انھوں نے جب آنکھ کھولی تو ان کے چاروں طرف بت پرستی کے مناظر تھے۔ انھوں نے خود اپنے گھر کے اندر جس کسی کو دیکھا، اس کے ہاتھ میں سنگ تراشی کے اوزار اور بتوں کے ڈھانچے تھے۔ وہ کالڈیا کے بازاروں میں پھرے مگر جس طرف دیکھا بتوں کے آگے جھکے ہوئے سر تھے اور جس طرف کان لگایا، خدا فروشی کی صدائیں آرہی تھیں۔ پھر وہ کون سی چیز تھی جس نے ان تمام چیزوں سے ہٹا کر، جو آنکھوں سے دیکھی اور کانوں سے سُنی جاتی ہیں، اُن کے دل میں ایک ان دیکھے محبوب کے عشق کی لگن لگا دی! اور ایک ان سُنے نغمے کی تلاش میں اُن کے سامعہ کو آوارہ کر دیا؟ ان کے سامنے تو بتوں کی قطاریں تھیں جن کو ان کی آنکھیں دیکھتی تھیں، پھر وہ کون تھا جو اُن کے اندر بیٹھا ہوا خدائے قدوس کو دیکھ رہا تھا اور اس قدرتی جوش و قوت کے ساتھ جو کسی بلندی سے گرنے والے آبشار، یا کسی زمین سے اُبلتے ہوئے چشمے میں ہوتا ہے، ان کی زبان سے فاطر السمٰوٰت والارض کی یہ شہادت دے رہا تھا؟

اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ٥ وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ٥ — وہ جس نے مجھ کو پیدا کیا اور پھر ہدایت کی راہیں کھول دیں، وہ کہ بھوکا ہوتا ہوں تو کھلاتا اور پیاسا ہوتا ہوں تو پلاتا ہے۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ ۝ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ۝ وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ۝
(۲۶: ۸۰ - ۸۲)

اور وہ کہ جب اپنی بداعمالیوں سے بیمار پڑتا ہوں تو اپنی رحمت سے شفا دے دیتا ہے۔ جو موت کے بعد حیات بخشے گا اور جس کی رحمت سے اُمید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میری خطاؤں سے درگزر کرے گا۔

اور پھر یہ کیا تھا کہ جب ان کا سنگ تراش چچا پتھروں سے پرستش کی صورتیں بناتا تھا تو بے اختیار اُن کی زبان سے نکلتا تھا کہ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَھْدِیْنِ ۝
(۴۳: ۲۵)

اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم جن بت پرستیوں میں مبتلا ہو۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں البتہ مجھ کو اس ان دیکھی ذات سے سروکار ہے جس نے میری خلقت بنائی اور یقین ہے کہ وہی مجھ پر اپنی راہ کھول دے گا

دراصل یہ وہی "حقیقتِ اسلامیہ" تھی جس نے اُن کے وجود کو آنے والی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اُمتوں کے لیے "اسوہ حسنہ" بنا دیا تھا۔ اور جس کی وصیت انھوں نے اسحٰق اور اسماعیل علیہما السلام کو کی اور پھر اُنھوں نے یعقوب کو اور اس کے بعد نسلاً بعد نسلٍ سلسلۂ ابراہیمی میں منتقل ہوتی رہی۔

یہی حقیقت وہ روح اعظم تھی جو آدم کے کالبد میں پھونکی گئی۔

وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ — اور خدا نے آدم میں اپنی "روح" پھونکی

اور یہی وہ روح الٰہی ہے جو شریعتِ ابراہیمی سے منسوب ہو کر سلسلۂ ابراہیمی کی آخری اُمت یعنی اُمتِ مرحومہ میں ظہور کرنے والی تھی اور جس کے یوم ظہور کی ایک رات ایام الٰہیہ کے گذشتہ ہزار مہینوں پر فضیلت رکھتی تھی۔

إِنَّآ أَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

ہم نے اسلام کو بصورت قرآن لیلۃ القدر میں نازل کیا اور تم جانتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ وہ ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں پر فضیلت رکھتی ہے اس میں ملائکہ اور "روح" کا نزول ہوتا ہے جو اپنے پروردگار کے حکم سے (نظم روحانی) کے تمام امور کے لئے آتے ہیں۔ وہ رات امن و سلامتی کی رات ہے طلوع صبح تک

(۵-۱۰-۱۱)

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اور یہی وہ حقیقت تھی جو ان تمام حقیقتوں سے جو یہودیت یا مسیحیت سے تعبیر کی جاسکتی ہیں، اعلیٰ وارفع تھی، کیونکہ وہ تمام شاخیں اسی حقیقۃ الحقائق کی جڑ سے نکلی تھیں پس "اصل" کی موجودگی میں "فرع" بے اثر ہے اور "کل" کے سامنے "جز" بے حقیقت۔ یہی سبب ہے کہ جب اس اصل وکل کی تکمیل کا آخری بروز ہوا تو کہا گیا کہ

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا ۗ قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

(۲:۱۲۹)

یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہودی یا نصرانی بن جاؤ تاکہ ہدایت پاؤ، لیکن اُن سے کہہ دو کہ نہیں بلکہ صرف ملتِ ابراہیمی ہی میں تمام ہدایتوں کی حقیقت ہے اور وہ تمھاری طرح مشرکوں میں سے نہ تھا۔

اور یہی وہ انسان کی "فطرتِ اصلی" ہے جس کو "اسلام" کے سوا قرآن کریم نے "قلب سلیم" کے لقب سے بھی یاد کیا ہے۔ یعنی قلب انسانی کی وہ بے میل حالت جو خارجی اثرات ضلالت سے بالکل محفوظ ہو یا فطرۃ اصلی کا وہ ذوق صحیح جس کا ذائقہ کسی عارضی بیماری کے اثر سے بگڑ نہ گیا ہو۔ کیوں کہ انسان کے اندر جو کچھ ہے، وہ اسلام ہے اور کفر جب آتا ہے تو باہر سے آتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ حضرت ابراہیم کی نسبت تصریح کر دی کہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ۔

جب حضرت ابراہیم اپنے رب کی طرف "قلب سلیم" لے کر آئے۔

اور پھر سورۂ شعراء کے چوتھے رکوع میں جب حضرت ابراہیم نے آذر کی ضلالت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دعا مانگی ہے تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ:

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (۲۶ : ۸۸)

وہ آخری روز عدالت جبکہ نہ تو مال و دولت کام دیں گے اور نہ اہل عیال کام آئیں گے (یعنی کوئی مادی شے مفید نہ ہوگی۔ مگر صرف وہ کامیاب ہوگا جس کے پہلو میں "قلب سلیم" ہے۔

یہی قلب سلیم تھا جس پر اجرام سماویہ کے مدہش مناظر فتح نہ پا سکے اور اس نے ابراہیم کے دل کے اندر سے فاطر ملکوت السمٰوات و الارض کے وجود پر شہادت دی۔

قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

ابراہیم نے اپنی قوم کو جواب میں کہا کہ وہ آسمان و زمین کا فاطر جس نے اُن کو پیدا کیا، تمہارا بھی پروردگار ہے اور میں اس کے وجود پر شہادت دیتا ہوں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اور سب سے آخر یہ کہ جب حقیقتِ اسلامی کی آخری مگر اصلی آزمائش کا وقت آیا تو وہ "اسلام" ہی تھا جس نے ابراہیم کے ہاتھ میں چھری دی تاکہ فرزندِ عزیز کو ذبح کر کے محبت ماسوی اللہ کی قربانی کرے اور اسلام ہی تھا جس نے اسمٰعیل کی گردن جھکا دی تاکہ اپنی جانِ عزیز کو اس کی راہ میں قربان کر دے جب کہ اُس نے پوچھا

یَا بُنَیَّ اِنِّی اَرٰی فِی الْمَنَامِ اِنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ۝ (۳۷ : ۹۹)

اے فرزندِ عزیز! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا تجھے اللہ کے نام پر ذبح کر رہا ہوں، پھر تیرے خیال میں یہ بات کیسی ہے؟

تو یہ وجودِ ابراہیمی کی نہیں بلکہ "اسلام" ہی کی صدا تھی اور پھر جب اُس کے جواب میں اسمٰعیل نے کہا کہ:

یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ (۳۷ : ۱۰۰)

اے باپ یہ تو گویا اللہ کی مرضی اور اس کے حکم کا اشارہ ہے۔ بس جو اس کا حکم ہے، اس کو بلا تامّل انجام دیجیے۔ اگر اس خدا کی مرضی ہوئی تو آپ دیکھ لیں گے کہ میں صبر کرنے والوں میں سے ہوں گا۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تو یہ بھی اسمٰعیل کی نہیں، بلکہ اسلام ہی کی صدا تھی۔ پھر جب باپ نے بیٹے کو مینڈھے کی طرح سختی سے پکڑ کے زمین پر گرا دیا تو وہ اسلام ہی کا ہاتھ تھا جو ابراہیم کے اندر سے کام کر رہا تھا۔ اور جب بیٹے نے اس شوق و ذوق کے ساتھ جو مدتوں کے پیاسے کو آب شیریں سے ہوتا ہے، اپنی گردن مضطرب ہو ہو کر چھری سے قریب کر دی تو وہ حقیقتِ اسلامی ہی کی محویت کا استیلا تھا جس نے نفس اسمٰعیل کو فنا کر دیا تھا اور اسی فنا سے مقام ایمان کو بقا ہے۔

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (۳۷ : ۱۱۱)

پس سلام ہو حقیقتِ اسلامی کی قربانی کرنے والے ابراہیم پر۔ ہم مقام احسان تک پہنچنے والوں کو دیقائے دوام کا ایسا ہی بدلہ عطا فرماتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے حقیقی مومن بندوں میں سے تھا۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد

غافل مرو کہ تا درِ بیت الحرام عشق
صد منزل است و منزل اول قیامت است

اللہ اللہ۔ اس نیرنگ سازِ ازل کے کاروبار محبت کی بوقلمونی کو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کیا کہئے کہ اس کے حریم محبت کی ساری آرائش دوستوں کے خون کے چھینٹوں اور مضطرب لاشوں کی تڑپ ہی سے ہے، دوستوں کو کٹواتا ہے، مگر دشمنوں کو مہلت دیتا ہے۔ باپ کے ہاتھ میں چھری دیتا ہے کہ بیٹے کو قتل کرے اور بیٹے سے کہتا ہے کہ خوش خوش گردن جھکا دے کہ یہاں جان دینا ہی نہیں، بلکہ جان دینے کو روز عیش و نشاط سمجھنا بھی شرط ہے۔

آہ ایں چہ دوستی است کہ سرہائے یک دگر
خویشاں بُریدہ بر رہِ قاتل نہادہ اند

ابراہیم کے دل میں اپنی محبت کے ساتھ بیٹے کی محبت گوارا نہ ہوئی اور اسماعیل کے پہلو میں اپنے گھر کو دیکھا تو محبت نفس و جان کی پرچھائیں نظر آئی۔

عشق است و ہزار بدگمانی

غیرت الٰہی نے اس کو بھی منظور نہیں کیا۔ حکم ہوا کہ پہلے محبت کے مکان کو ایک ہی مکین کے لئے خالی کردو۔ پھر اس طرح نظر اُٹھا کر دیکھنا کہ "الغیرۃ من صفات حضرت الربوبیۃ" محبت کی عشق آموزی کا پہلا سبق غیرت ہے اور یہی معنی ہیں اس آیت کریمہ کے کہ:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ

اللہ تعالےٰ تمھارے تمام گناہوں سے درگذر کرسکتا ہے مگر اس کو کبھی معاف نہیں کرسکتا

لِمَنْ یَّشَآءُ ط کہ تم اس کی محبت میں کسی دوسرے کو شریک کرو

سلطانِ محبت تمام گناہوں کو معاف کر سکتا ہے، مگر اس کی عدالت میں دل کی تقسیم کا کوئی قانون نہیں ہے۔ آپ کا دوست ہزار کج ادائیاں کرے، آپ کا دلِ محبت پرست اس کی شفاعت سے باز نہ آئے گا لیکن آپ اس گوشۂ نظر سے کیوں کر درگذر کر سکتے ہیں جو آپ کی طرف نہیں بلکہ کسی دوسری جانب تھی؟ آپ کسی کی آنکھوں کی بے مہری کو تو گوارا کر سکتے ہیں لیکن اس خمار کو کیوں کر دیکھ سکتے ہیں جو صحبتِ غیر کی شب بیداریوں سے پیدا ہوا ہو؟ اگر کبھی اس کوچے میں گزر ہوا ہے تو اپنے دل سے پوچھ لیجئے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ البتہ اس مسئلے کے سمجھنے کے لئے مدرسے سے باہر بھی کچھ سیکھنا ضروری ہے۔

عود الی المقصود

اب میں اپنے اصلی مقصد سے بہت قریب آ گیا ہوں۔ یہی آخری حالت وہ حقیقتِ اصلی تھی جس کو آغاز مضمون سے میں "حقیقتِ اسلامی" کے لفظ سے تعبیر کرتا آیا ہوں۔ یہی دعوتِ اسلام کا وہ عملی نمونہ تھا جس نے اسوۂ ابراہیمی کی شکل میں ظہور کیا۔ یہی لفظ "اسلام" کا وہ شاہد معنی تھا جس کے روئے مشہد آرا کو دستِ خلیل اللہ نے بے نقاب کر دیا یہی وہ لیلائے حقیقت تھی جس کے محمل وصال پر نفس و جان کی قربانیوں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کے پردے پڑے ہوئے تھے لیکن اس نجارِ خلقت کے تاج دارِ محبت کے
کے لیے مانع نہ ہو سکے۔ اور عشاقِ حقیقت کے لئے اس کی جلوہ فروشیوں
کو عام کر دیا، اور یہی وہ اصل اسلامی ہے جس کو قرآن کریم اپنی اصطلاح
میں "جہاد فی سبیل اللہ" سے تعبیر کرتا ہے۔ اور کبھی "اسلام" کی جگہ "جہاد"
اور کبھی "مسلم" کی جگہ "مجاہد" بولتا ہے اور پھر یہی وہ "اُسوۂ حسنہ"
ہے جس کی طرف وہ تمام پیروانِ ملتِ حنیفی کو دعوت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ	بے شک حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں پیروی و اتباع کے لئے ایک بہترین نصب العین اور نمونۂ زندگی ہے

پس قسم ہے اس خدائے اسلام کی جس نے ابراہیم اور اسمٰعیل
کی قربانی کو برکت بخشی اور اس کو ملتِ حنیفی کے لئے "اُسوۂ حسنہ"
بنایا کہ "اسلام" اور "جہاد" ایک ہی حقیقت کے دو نام اور ایک ہی
معنے کے لئے دو مرادف الفاظ ہیں اور اسلام کے معنی جہاد ہیں اور
جہاد کے معنی اسلام پس کوئی ہستی مسلم ہو نہیں سکتی، جب تک وہ
"مجاہد" نہ ہو، اور کوئی مجاہد ہو نہیں سکتا جب تک کہ وہ مسلم نہ ہو۔ اسلام
کی لذت اس بدبخت کے لئے حرام ہے جس کا ذوقِ ایمانی لذتِ جہاد سے
محروم ہو۔ اور زمین پر گو اُس نے اپنا نام مسلم رکھا ہو لیکن اس کو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کہہ دو کہ آسمانوں میں اس کا شمار کفر کے زمرے میں ہے۔
فالجہاد! الجہاد! الجہاد! الجہاد فی سبیل اللہ! ایہا المسلمون الغفلون
عن حقیقۃ الاسلام والجہاد! اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر و للہ الحمد
جبکہ ایک دنیا لفظ "جہاد" سے کانپ رہی ہے، جبکہ عالم مسیحی کی نظروں میں یہ لفظ
ایک عفریت مہیب یا ایک حربۂ بے امان ہے، جب کہ اسلام کے مدعیان
حمایت نصف صدی سے کوشش کر رہے ہیں کہ کفر کی رضا کے لئے اسلام
کو مجبور کریں، کہ اس لفظ کو اپنی لغت سے نکال دے، جبکہ بظاہر انھوں
نے کفر و اسلام کے درمیان ایک راضی نامہ لکھ دیا ہے کہ اسلام لفظ
جہاد کو بھلا دیتا ہے، کفر اپنے توحش کو بھول جائے اور جبکہ آج کل کے
ملحدین مسلمین اور متفرنجیں مفسدین کا ایک حزب الشیطان بے چینیاں ہی
کہ بس چلے تو اوپر سے درجۂ اقرب عبودیت حاصل کرنے کے لئے سرے
سے اس لفظ ہی کو قرآن سے نکال دے۔ تو پھر یہ کیا ہے کہ میں نہ صرف
جہاد کو ایک رکن اسلامی، ایک فرض دینی، ایک حکم شریعت بتلاتا ہوں
بلکہ صاف صاف کہتا ہوں کہ اسلام کی حقیقت ہی جہاد ہے۔ دونوں
لازم و ملزوم ہیں۔ اسلام سے اگر جہاد کو الگ کر لیا جائے تو وہ
ایک لفظ ہوگا جس میں معنی نہیں ہیں، ایک اسم ہوگا جس کا مسمیٰ نہیں
ہے، ایک قشر محض ہوگا جس سے مغز نکال لیا گیا ہے۔ پھر کیا میں ان تمام

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اعمال مصلحین منفرنجین کو غارت کرنا چاہتا ہوں جو انھوں نے تطبیق بین التوحید والتثلیث یا اسلام اور مسیحیت کے عقد اتحاد کے لئے انجام دی ہیں ؟ وہ اصلاح جدید کی شاندار عمارتیں جو مغربی تہذیب و شائستگی کی ارض مقدس پر کھڑی کی گئی ہیں ، کیا دعوتِ جہاد دے سکے میں جنود مجاہدین کو بلاتا ہوں کہ اپنے گھوڑوں کے سموں سے انھیں پامال کردیں ؟ اور پھر کیا چاہتا ہوں کہ اسلام کی زندگی کا افق جو حرارتِ حیات کی گرد سے پاک کردیا گیا تھا مجاہدین کی اڑائی ہوئی خاک سے پھر غبار آلود ہوجائے ؟

ہاں اے غارت گرانِ حقیقتِ اسلامی ! اے دزدانِ متاعِ اسلامی ! اور اے مفسدینِ ملت و مدعیانِ اصلاح ! ہاں ، میں ایسا ہی چاہتا ہوں میری آنکھیں ایسا ہی دیکھنا چاہتی ہیں ، میرا دل ایسے ہی وقت کے لئے بیقرار ہے ۔ خدائے ابراہیم و محمد علیہما السلام کی شریعت ایسا ہی چاہتی ہے ۔ قرآن کریم اسی کو حقیقتِ اسلامی کہتا ہے ۔ وہ اسی اسوۂ حسنہ کی طرف اپنے پیروؤں کو بلاتا ہے ۔ اسلام کا اعتقاد اسی کے لئے ہے ۔ اس کی تمام عبادتیں اسی کے لئے ہیں ۔ اس کے تمام جسم اعمال کی روح یہی شے ہے اور یہی چیز ہے جس کی یاد کو اس نے ہمیشہ زندہ رکھنا چاہا اور "عید اضحیٰ" کو یوم جشن و مسرت بنایا ۔ بس یہ ہے جس کی طرف میں مسلمانوں کو بلاتا ہوں پر تمھارے پاس کیا ہے جس کی طرف تم ہم کو دعوت دیتے ہو ۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

یوم الحج

گویند مگو سعدی چندیں سخن عشقش   می گویم و بعد از من گویند بدستانہا

میں نے بہت چاہا کہ اپنے زخموں کو چھپاؤں لیکن نہ چھپا سکا۔ ایک مدّت کے سکون اندمال کے بعد آج پھر ایک لمحۂ اضطراب و کاوش میسّر آگیا ہے۔ میرے دل کی بے چینیوں نے مجھے بستر انتظار پر تہہ و بالا کر دیا، اور میرے زخم ہائے کہنہ کے ٹانکے بے اختیار کھل گئے۔ اب ان کی خونابہ فشانی نہیں رک سکتی۔

آمادہ گشتہ ام دگر امشب نظارہ را   پیوند کردہ ام جگر پارہ پارہ را

آج میں پھر اپنی وہی متاع کہنہ لے کر بازار مقصود میں نکلا ہوں، جو ہمیشہ سے میرے کاروبار آہ و نالہ کا راس المال رہی ہے۔ اور جس کے سوا میرے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جیب داستین حسرت میں اور کچھ نہیں ہے۔ میرے پاس ایک زخمی دل کے چند ٹکڑے ہیں جن سے خون تمنا کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ میں خریداروں کا متلاشی ہوں، کوئی ہے جو ان پارہ ہائے خونیں کا طلبگار ہو؟

روئے بازار مرادامروز عرفی بانست
دامن تر می فروشم دیدۂ تر می خرم

میں اپنے جیب زیان کی یہ کُل پونجی دے کر ایک سودا چکانا چاہتا ہوں مجھے چند آنکھیں چاہئیں جو ماتم یوسف میں یعقوب وار رونا جانتی ہوں۔ کیونکہ سچے آنسوؤں سے بڑھ کر عالم انسانیت میں کوئی شے طاقت ور نہیں ہے۔ وا اسفیٰ علیٰ یوسف:

خشک سالیست دریں عہد وفا را اے اشک
زاں دیار یکہ تومی آئی۔ باراں چونست !!

یہی قیمت زخم، یہی راس المال جراحت، یہی دست ماتم کار، یہی چشم خونبار اور یہی زبان فغاں سنج ہے، جسے اپنے ساتھ لے کر میں نے ہمیشہ خریداروں کو پکارا۔ یہی متاع دل اور جنس اشک و خوں فشانی ہے، جس کو ہمیشہ میں نے ڈھونڈھا میں ہمیشہ روتا رہا، اور میں نے لوگوں کو رلایا ہے۔ میں ہمیشہ ماتم کرتا رہا، اور ہزارہا ہاتھوں نے میری سینہ کوبی میں شرکت کی ہے۔ آج پھر اشک و فغاں کے لئے پیام درد دے کر اٹھا ہوں۔ پس ان سب پر سلام جن کی آنکھیں خونبار دل دو نیم، جگر سوختہ اور زبانیں دعا سنج ہیں، کیونکہ اشک افشانیوں کا آخری وقت

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اضطراب قلوب وارواح کی انتہائی فرصت اور دعاہائے اشک آلود و فریادہائے مجروح و مضطر کی ہر طرف پکار ہو!

دم ز صدق برآور کہ آرزو بخشاں
ہزار گنج اجابت بہ یک دعا بخشند

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ وَ یَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ

اور خدا کے سوا کون ہے کہ ایک مضطر روح کی پکار کو سُنے۔ اس کے دکھ کو دور کرے اور اپنے آگے جھکنے والوں کو اپنی خلافت بخشے؟ اور افسوس کہ بہت کم ہیں جو عبرت وبصیرت رکھتے ہیں!

وہ جو خشک سالی میں پانی کے لئے روئے کیا اب بادلوں کی گرج اور بجلیوں کی چمک میں امید کے آخری آنسو نہ بہائیں گے؟ وہ جنھوں نے نا امیدیوں میں اپنے مقصود کو پکارا، کیا اب امید وبیم کی آخری دیوار حائل تک پہنچ کر خاموش ہو جائیں گے؟ کیا موسم خزاں کے ماتم زدگان حسرت کے لئے یہ جائز ہے کہ بہار کی عین آمد پر اپنے ولولۂ جنون کو خیرباد کہہ دیں؟ دہقان کا کام موسم کے ظہور کے بعد اور زیادہ بڑھ جاتا ہے، اور منزل جس قدر نزدیک آتی جائے رہروان مقصود کے آتش شوق کو اور زیادہ تیز ہو جانا چاہیئے۔ پہلے اگر حسرت وآرزو میں روئے ہو تو اب امید میں اور زیادہ چیخ چیخ کر رو دو!

باایں کہ کعبہ نمایاں شود زپا منشیں
کہ نیم گام جدائی ہزار فرسنگ ست

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

آسمان کے دروازے بند تھے اور تم ان کی طرف دیکھ دیکھ کر پکارتے تھے۔ لیکن آج کھل گئے ہیں اور تمھاری دعاؤں کے انتظار میں ملائکہ مدبرہ اور ملکوت السماوات نے اپنے اجنحۂ نورانیہ کو کھول دیا ہے۔ جبکہ جواب نہیں ملتا تھا تو تم پکارتے تھے، آج خود دست اجابت آمادۂ استقبال ہے، پھر زبان سائل کو کیا ہو گیا ہی کہ خاموش ہے؟ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ۔

بطاعت کوش گر عشق بلا انگیزی می خواہی　　متاعے جمع کن، شاید کہ غارت گر شود پیدا

موسم بدل رہا ہی اور اضطراب و شورش کی جن خونیں بدلیوں سے فضا چھپ گئی ہی وہ بالکل ویسی ہی ہیں جیسے ہر عصر انقلاب ارضی و تجدد مواہم اقوام و ملل میں ظاہر ہوئی ہیں۔ کچھ عجب نہیں کہ ایام الاہیہ کا ایک یوم عظیم ختم ہو اور دوسرے دن کا آفتاب طلوع ہو۔ یہ رات کی آخری گھڑیاں ہیں جو برق کی سی تیزی اور بادل کی سی ہیبت میں گذر جائیں گی، اور لہو اور دھوئیں کی بدلیوں کے اندر سے دنیا کی حیات جدیدہ کا ظہور ہوگا۔ پس صبح کی بخشش میں حصہ لینے والوں کو چاہیئے کہ اپنے دماغوں کا نہیں بلکہ آنکھوں کا احتساب کریں اور شیطان غفلت سے ہوشیار ہو جائیں کیونکہ رات بھر جاگنا آسان ہی، مگر صبح صادق کی گھڑیوں میں اونگھنے سے بچنا مشکل ہی۔ نہو کہ رات بھر اختر شماری کرنے کے بعد عین صبح کے وقت سو جاؤ اور جس روشنی کو دیکھنا چاہتے تھے، اس کی کرنیں تمھارے خوابیدہ سروں پر ماتم کریں۔ سچ یہ ہے کہ نہ تم اٹھے اور نہ تم نے بیداری کے لئے کوئی کروٹ لی لیکن جبکہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دہقان آبپاشی سے غافل تھا تو آسمان نے خود ہی مینہہ برسا دیا، اور جبکہ انسانی ہمتیں تھک گئی تھیں تو کارخانۂ الٰہی خود ہی متحرک ہو گیا۔ پس وقت کو اس کا حق دینے میں تساہل نہ کرو کیونکہ وہ صرف اتنے ہی کا طالب ہے، اور جس قدر بھی جلد ہو سکے اپنی اصلاح و درستگی کا سامان کرو۔ اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَی اللّٰہِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَہٗ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ؟

یوم الحج کا ورود مقدس

آج ذوالحجہ کی پہلی تاریخ ہے اور ایک ہفتہ کے بعد تاریخ عالم کا وہ عظیم الشان روز طلوع ہونے والا ہے جس کے آفتاب کے نیچے کرۂ ارضی کے ہر گوشے کے لاکھوں انسان اپنے خداوند کو پکارنے کے لئے جمع ہوں گے اور ریگستان عرب کی ایک بے برگ و گیاہ وادی کے اندر خدا پرستی و عشق الٰہی کا سب سے بڑا گھرانا آباد ہوگا۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ۔

وہ لوگ کہ اگر اللہ انھیں زمین میں قائم کر دے تو ان کا کام صرف یہ ہوگا کہ صلوٰۃ الٰہی کو قائم کریں، زکوٰۃ ادا کرائیں، نیکی کا حکم دیں، اور برائیوں سے روکیں۔

یہ پہلا گھر تھا جو خدا کی پرستش کے لئے بنایا گیا اور آج بھی دنیا کے تمام بحر و بر میں صرف وہی ایک مقدس گوشہ ہے جو اولیاء الشیطان و اصحاب النار کی لعنت سے پاک ہے، اور صرف خدا کے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دوستوں اور اس کی محبت میں دکھ اٹھانے والوں کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔

سمندروں کو عبور کر کے، پہاڑوں کو طے کر کے، کئی کئی مہینوں کی مسافت چل کر دنیا کی مختلف نسلوں، مختلف رنگوں، مختلف بولیوں کے بولنے والے اور مختلف گوشوں کے باشندے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ سلافی یا ٹیوٹانیک نسل کی باہمی عداوتوں سے دنیا کے لئے لعنت بنیں، اس لئے نہیں کہ ایک انسانی نسل دوسری نسل کو بھیڑیوں کی طرح پھاڑے اور اژدھوں کی طرح ڈسے، اس لئے نہیں کہ خدا کی زمین کو اپنے ابلیسی غرور اور شیطانی سیادت کی نمائش گاہ بنائیں، اس لئے نہیں کہ تیس تیس من کے گولے پھینکیں اور سمندر کے اندر ایسے جہنمی آلات رکھیں جو منٹوں اور لمحوں میں ہزاروں انسانوں کو نابود کر دیں، بلکہ تمام انسانی غرضوں اور مادی خواہشوں سے خالی ہو کر اور ہر طرح کے نفسانی ولولوں اور بہیمی شرارتوں کی زندگی سے ماوراء الوریٰ جا کر، صرف اس خدائے قدوس کو پیار کرنے کے لئے اس کی راہ میں دکھ اٹھانے اور مصیبت سہنے کے لئے اور اس کی محبت و رافت کے پکارنے اور بلانے کے لئے جس نے اپنے ایک قدوس دوست کی دعاؤں کو سنا اور قبول کیا، جبکہ نیکی کا گھرانا آباد کرنے کے لئے اور امن و سلامتی اور حق و عدالت کی بستی بنانے کے لئے اس نے اپنے خدا کو پکارا تھا۔

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ

اے پروردگار میں نے تیرے محترم گھر کے پاس ایک ایسے بیابان میں جو بالکل بنجر ہو گیا ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَ ارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ	ہے۔ اپنی نسل لاکر لبائی ہے تاکہ یہ لوگ تیری عبادت کو قائم کریں، پس تو ایسا کر کہ انسانوں کے دلوں کو ان کی طرف پھیر دے اور ان کی رزق کا بہتر سامان کر دے۔

آہ ذرا تم ان کی ان عجیب و غریب حالتوں کا تصوّر کرو! یہ کون لوگ ہیں اور کس پاک بستی کے بسنے والے ہیں؟ کیا یہ اسی زمین کے فرزند ہیں جو خون اور آگ کی لعنتوں سے بھر گئی، اور صرف بربادیوں اور ہلاکتوں ہی کے لیئے زندہ رہی؟ کیا یہ اسی آبادی سے نکل کے آئے ہیں جو سبعیت و خونخواری میں درندوں کے بھٹ اور سانپوں کے غاروں سے بھی بدتر ہے۔ اور جہاں ایک انسان دوسرے انسان کو اس طرح چیر پھاڑتا ہے کہ آج تک نہ تو سانپوں نے کبھی اس طرح ڈسا اور نہ جنگلی سوروں نے کبھی اس طرح دانت مارے؟ کیا یہ اسی نسل اور گھرانے کے لوگ ہیں جس نے خدا کے رشتوں کو یکسر کاٹ ڈالا، اور اس طرح اس کی طرف سے منہ موڑ لیا کہ اس کی بستیوں اور آبادیوں میں خدا کے نام کے لیئے ایک آواز اور ایک سانس بھی باقی نہ رہی؟ آہ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ یہ قدوسیوں کی سی معصومیت، فرشتوں کی سی نورانیت، اور سچے انسانوں کی سی محبت ان میں کہاں سے آگئی ہے؟ تمام دنیا نسلی تعصبات کے شعلوں میں جل رہی ہے، مگر دیکھو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

یہ دنیا کی تمام نسلیں کس طرح بھائیوں اور عزیزوں کی طرح ایک مقام پر جمع ہیں، اور
سب ایک ہی حالت، ایک ہی وضع، ایک ہی لباس، ایک ہی قطع، ایک ہی مقصد اور ایک ہی صدا
کے ساتھ ایک دوسرے سے جُڑے ہوئے ہیں۔ سب خدا کو پکار رہے ہیں، سب
خدا ہی کے لئے حیران و سرگشتہ ہیں، سب کی عاجزیاں اور درماندگیاں خدا ہی
کے لئے ابھر آئی ہیں، سب کے اندر ایک ہی لگن اور ایک ہی ولولہ ہے، سب کے
سامنے محبتوں اور چاہتوں کے لئے اور پرستشوں اور بندگیوں کے لئے ایک
ہی محبوب و مطلوب ہی، اور جبکہ تمام دنیا کا محور عمل نفس و ابلیس ہے، تو یہ سب
صرف خدا کے عشق و محبت میں خانہ ویراں ہو کر اور جنگلوں اور دریاؤں کو قطع
کر کے دیوانوں اور بیخودوں کی طرح یہاں اکٹھے ہوئے ہیں! انھوں نے نہ
صرف دنیا کے مختلف گوشوں کو چھوڑا بلکہ دنیا کی خواہشوں اور ولولوں سے
بھی کنارہ کش ہو گئے۔ اب یہ ایک بالکل نئی دنیا ہے، جس میں صرف عشق الٰہی
کے زخمیوں اور سوختہ دلوں کی بستی آباد ہوئی ہے۔ یہاں نہ نفس کا گذر ہے
جو غرور بہیمی کا مبدا ہی، اور نہ انسانی شرارتوں کو بار مل سکتا ہے جو خونریزی اور
ظلم و سفاکی میں کرۂ ارضی کی سب سے بڑی درندگی ہیں۔ یہاں صرف آنسو ہیں جو
عشق کے آنکھوں سے بہتے ہیں، صرف آہیں ہیں جو محبت کے شعلوں سے دھوئیں
کی طرح اٹھتی ہیں، صرف دل سے نکلی ہوئی صدائیں ہیں جو پاک دعاؤں اور
مقدس نداؤں کی صورت میں زبانوں سے بلند ہو رہی ہیں، اور ہزاروں سال

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پیشتر کے عہد الٰہی اور راز و نیاز عبد و معبودی کو تازہ کر رہی ہیں۔

لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ ، اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ !!

سر رد حانیاں داری و لے خود را ندیدستی
بخواب خود در آ تا قبلۂ روحانیاں بینی

یہ وہ مجمع ہے جس کی بنیاد دعاؤں نے ڈالی جس نے دعاؤں سے نشو و نما پائی جو صرف دعاؤں ہی کے لئے قائم کیا گیا، جس کی ترکیب بھی اوّل سے لے کر آخر تک دعاؤں ہی کے مناسک سے ہوئی، اور جو دعاؤں ہی کی لازوال طاقت سے قائم ہے۔ سب سے پہلی دعا وہ تھی جو اس گھر کی بنیاد رکھتے ہوئے خدا کے دو قدوس دوستوں کی زبانوں پر جاری ہوئی۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ ، وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ! رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ

اے پروردگار! ہمیں اپنا اطاعت شعار بنا اور ہماری نسل سے ایک امت پیدا کر جو تیری مومن و مسلم ہو۔ اور ہمیں اپنی عبادت کے طریقے تبلا دے، اور ہماری توبہ قبول کرے! تو تو بہت ہی بڑا توبہ قبول کرنیوالا ہے۔ اور پھر اے پروردگار ہماری نسل میں ایک اپنا رسول مبعوث کر جو اس کے آگے تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور انھیں کتاب

وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ! — وحکمت کی تعلیم دے اور ان کے اخلاق کا تزکیہ کر دے۔

سو بیابان حجاز کے قدوس لم یزل نے یہ دعا قبول کر لی اور اپنی اس امت مسلمہ کو پیدا کیا جو فی الحقیقت وجود ابراہیمی کے اندر پنہاں تھی۔

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا — بیشک حضرت ابراہیم خلیل اپنے وجود واحد کے اندر ایک پوری قوم اور خدا پرست امت تھے

یہ گھرانا درحقیقت دنیا کی امامت اور ارض الٰہی کی وراثت کے لئے آباد کیا گیا تھا اور اس کا عہد و میثاق روز اول ہی بندھ گیا تھا۔

پس اس مقدس دعا کی قبولیت نے امت مسلمہ کو بھی قائم کیا اور دنیا کے تزکیہ اور تعلیم کتاب و حکمت کے لئے سلسلۂ ابراہیمی کے آخری رسول کو بھی مبعوث کیا نیز جو امامت و پیشوائی اور خلافت فی الارض حضرت ابراہیم خلیل" علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام" کو دی گئی تھی۔ اس کی وارث ان کی ذریت و نسل ٹھہرائی گئی البتہ بموجب اپنے عہد کے "ظالموں" کو اس سے محروم کر دیا گیا۔ اس نسل کے جو لوگ اپنے نفس و روح کے لئے ظالم ہوئے اور خدا کے مقدس نوشتوں کی اطاعت سے سرکشی کی، ان سے وہ امامت موعودہ بھی چھین لی گئی اور خلافت موہوبہ سے بھی محروم کر دئے گئے، کہ" لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ — پھر ان کے بعد وہ لوگ ان کے جانشین ہوئے جنھوں نے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ	صلوٰۃ الٰہی کو ترک کر دیا اور اپنی نفسانی خواہشوں کے بندے ہو گئے۔

یہ دعاؤں کا وعدہ تھا جس کا ظہور ہماری اقبال و کامرانی کی تاریخ ہے، اور اسی طرح یہ دعاؤں ہی کی ایک وعید بھی تھی جس کی سزائیں اور محرومیاں ہماری برگشتگی اور درماندگیوں کا ماتم ہے۔ وہ ہم ہی تھے جو "اِنّی جاعلک للنّاس اماما" کے وارث ٹھہرائے گئے تھے اور ہم ہی ہیں جو آج "لا ینال عھدی الظّلمین" کی تصویر نامرادی ہیں۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ۔	یہ سب کچھ ان اعمال کا نتیجہ ہے جو خود انھوں نے اختیار کئے، ورنہ خدائے کریم تو اپنے بندوں کے لئے کبھی بھی ظالم نہیں ہو سکتا۔

پس دعاؤں کا یہ اجتماع لاہوتی، امت مسلمہ کا یہ مجمع مبارک، اور دعائے مقدسہ ابراہیمیہ کا یہ مظہر عظیم و جلیل، قریب ہے کہ اسی بیابان حجاز میں ظہور کرے جہاں خدائے ابراہیم و محمد (علیہما السلام) نے امامۃ و خلافت الٰہی کے لئے اولین دعا کو سنا، اور پھر ہمیشہ دعاؤں کے سننے اور اپنی پکاروں اور نداؤں کے بلند ہونے کے لئے اسے برگزیدہ کر دیا۔ جس وقت یہ پرچہ تمھارے ہاتھوں تک پہنچے گا، اس وقت ذوالحجہ کی تیسری تاریخ ہوگی اور بادیہ نوردان عشق آباد حجاز کے قافلے کوچ کے لئے تیار ہوں گے۔ اس وقت کا تصور کرو کہ وہ کیا وقت عظیم ہوگا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جبکہ لاکھوں انسانوں کے اندر سے اسوۂ ابراہیمی کی روحانیت عظمیٰ اپنے خداوند کو بے قرارانہ پکارے گی، اور اس کے مقدس عہد ومیثاق کا رشتہ تازہ ہوگا؟ لاکھوں سر ہوں گے جو بے قرارانہ خداوند کے حضور جھکائے جائیں گے، لاکھوں پیشانیاں ہوں گی جو اس کی چوکھٹ پر گرائی جائیں گی، لاکھوں دل ہوں گے جو اس کے نظارۂ جمال کے عشق میں ڈوب جائیں گے اور لاکھوں زبانیں ہوں گی جن سے اس کے حضور میں دعائیں نکلیں گی۔ پھر اس وقت ایسا ہوگا کہ دریائے محبت الٰہی جوش میں آئے گا، ملائکہ مقربین اس کے خلوت وصال کو اس کے دوستوں کے لئے خالی کردیں گے، اور وہ اپنے جمال عالم آرا کے جلوے سے اس تمام محشر عشق وطلب کو ڈھانپ لے گا۔

سو چاہیئے کہ اس وقت عظیم وجلیل اور ایام الاہیۂ مخصوصہ کے حصول کو غنیمت سمجھو، اور تم خواہ کہیں ہو اور کسی حال میں ہو، لیکن اپنی تمام قوتوں اور تمام جذبوں سے کوشش کرو کہ تمھاری دعائیں بھی ان دعاؤں کے ساتھ شامل ہوجائیں اور تمھاری بے تابیاں اور بے قراریاں بھی ٹھیک اسی وقت خدا کے حضور رحمت طلب ہوں کہ یہ وقت پھر میسّر نہ آئے گا۔ دنیا انقلاب وتجدّد کے ایک مہیب عہد سے گذر رہی ہے اور نئے موسم کی علامتوں نے ہر طرف طوفانوں اور بجلیوں کی ایک قیامت کبریٰ بپا کردی ہے۔ ممکن ہے کہ روز ہجر ختم ہونے والا اور عہد وصال کی ایک نئی رات شروع ہونے والی ہو، پس ضرور ہے کہ دن بھر جن

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

لوگوں نے غفلت کی ہی، وہ اب عین شام کے وقت غفلت نہ کریں کیونکہ میں دیکھتا
ہوں کہ شام آگئی ہی، اور چراغوں کا انتظام کرنا چاہیئے۔
ہاں ہر مومن کو چاہیئے کہ وہ یکسر دعاؤں میں ڈوب جائے، اور ان مقدس
ایام کے اندر صدق دل سے توبہ کرے، اور اپنے خداوند سے اپنا معاملہ درست
کر لے یہ بڑا ہی سخت وقت ہے جس کی نوشتہ الٰہی میں خبر دی گئی تھی۔ وہ وقت
موعودہ اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ آگیا ہے اور زمین اپنے گناہوں کی پاداش
میں الٹ دی گئی ہے۔ بس توبہ کرو اور اس کے سامنے اپنی سرکشیوں کا سر
مجرموں کی طرح ڈال دو، اور تڑپ تڑپ کے وہ سب کچھ مانگو جس کو تمہارا دل
چاہتا ہے، مگر تمہارے اعمال اس کے سزاوار نہیں ہیں۔ تم اس کے حضور حج
کے دن اور عید کی صبح کو جبکہ خلیل اللہ نے اپنے بیٹے کی گردن پر چھری رکھی تھی
مسکینوں اور لاچاروں کی طرح گر جاؤ، اپنی سرکشیوں اور نفس پرستوں کے گوسالہ
کو ذبح کر دو۔ (فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ) اور گڑگڑا کر دعا مانگو کہ خداوند
زمین کی سب سے بڑی مصیبت، انسانی معصیت کے سب سے بڑے عذاب اور
انقلاب اقوام وملل کے سب سے زیادہ مہیب موسم کے وقت ابراہیم واسمٰعیل
کی ذریت کو نہ بھلائیو اور ان کے گناہوں کو معاف کر دیجیو۔
علی الخصوص عید کے دن جب اس کے حضور کھڑے ہو تو اپنے گناہوں
کو یاد کرو۔ تم میں ایک روح بھی ایسی نہ ہو جو تڑپتی نہ ہو اور ایک آنکھ بھی ایسی نہ ہو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جس سے آنسوؤں کے چشمے نہ بہہ رہے ہوں۔ یاد رکھو کہ دل کی آہوں اور آنکھوں کے آنسوؤں سے بڑھ کر اس کی درگاہ میں کوئی شفیع نہیں ہو سکتا۔ پس جس طرح بھی ہو سکے اپنے خدا کو راضی کرو اور اسے منالو، کیونکہ تم نے اپنی بداعمالیوں سے اسے غصہ دلایا اور اس کے پاک حکموں کی پروا نہ کی۔ اور تم یوں پکارو کہ اے ابراہیم اور اسمٰعیل کے خداوند، اور اے رسول امی کے پروردگار! ہم نے تیرے عہد کی پروانہ کی اور اپنی بداعمالیوں سے تیری مقدس زمین کو ملوث اور گھنونا کر دیا لیکن اب ہم اپنی سزاؤں کو پہنچ چکے اور ہم نے بڑا سا بڑا دکھ اٹھالیا، ہم مثل یتیم لڑکوں کے ہو گئے ہیں جن کے والدین کو ان سے جدا کر دیا گیا ہو، کیونکہ ہمارا خدا ہم سے راضی نہ رہا اور ہم غمگینی اور رسوائی کے لئے چھوڑ دئے گئے۔ پر اے حی و قیوم! اب ہم پر رحم کر، ہمارے قصوروں کو معاف کر، اور ہم سے منہ نہ موڑ، ہماری خطائیں بے شمار ہیں لیکن ہم سب تیرے ہی نام سے کہلاتے ہیں اور تیری راہ میں دکھ اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔

اگر نہ بہر من، از بہر خود عزیزم دار
کہ بندہ خوبی او خوبی خداوند است!

اے ستار و تواب الرحیم! کیا ہمارا غم دائمی ہے، کیا ہمارے خزاں کے لئے کبھی بہار نہیں، اور کیا ہمارے زخم کے لئے کوئی مرہم نہ ہوگا؟ اے نسل ابراہیمی کے امیدگاہ تو ہمیشہ کے لئے ہمیں نہ بھول اور ہمیں اپنی طرف لوٹا لے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ہم تجھ سے ہمیشہ بھاگے ہیں مگر اب ہم تیری طرف لوٹ آئیں گے، کیونکہ ہمیں کہیں پناہ نہ ملی۔

تو ہمیں نیکی اور صداقت کے لئے چن لے، اور اپنی ہدایت وعدالت کی تبلیغ کا بوجھ پھر ہماری گردنوں پر ڈال! دنیا آج انتہا ترقی کے بعد بھی امن وعدالت کے لئے ویسی ہی تشنہ ہے جیسی ظہور صداقت کبریٰ کے اوّلین عہد جہالت میں تھی!

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مضامین ابوالکلام آزاد

جلد دوم

مرتبہ: بدر الحسن بی اے جامعہ

الہلال --- کے ادبی، سیاسی، اور تعلیمی
مضامین کا مجموعہ۔ قیمت چار روپے (للعہ)

ملنے کا پتہ
ہندستانی پبلشنگ ہاؤس قرول باغ
دہلی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri